مرنے والے کو موت کے وقت پیش آنے والے

دردناک و عبرت ناک معاملات پر مشتمل واقعات کا مجموعہ بنام

موت کے وقت



مصنف

مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

مکتبہ دار السنہ دہلی

الحمد للہ اللطیف و الصلوۃ و السلام علی رسولہ الشفیق اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوۃ و السلام علیك یا رسول اللہ　　　وعلی الك و اصحابك یا حبیب اللہ

مرنے والے کو موت کے وقت پیش آنے والے دردناک و عبرت ناک معاملات پر مشتمل واقعات کا مجموعہ

بنام

موت کے وقت

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرما سکیں گے

☆...موت کے وقت	☆...موت کا وقت	☆...نزع کا عالم
☆...نزع کے عالم	☆...وصال کا وقت	☆...وصال کے وقت
☆...وفات کا وقت	☆...وفات کے وقت	☆...انتقال کا وقت
☆...انتقال کے وقت	☆...وقتِ وصال	☆...شہادت کے وقت
☆...مرض الموت	☆...آخری وقت	☆...حالتِ نزع

مصنف

مولانا محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

مکتبۃ دار السنۃ دہلی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

کتاب	:	موت کے وقت
مصنف	:	مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری
کمپوزنگ	:	مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری
صفحات	:	282
ناشر	:	مکتبۃ دار السنہ (دہلی)

پتہ: : (نزد فیضانِ مدینہ، تاج نگری فیس ۲ تاج گنج آگرہ یوپی الہند

Pin code: 282001

اس کتاب کو چھپوانے اور حاصل کرنے کے خواہش مند حضرات اس نمبر پر رابطہ کریں

calling & whats app no:

+918808693818

مصنف کا تعارف

نام محمد شفیق خان، والد کا نام محمد شریف خان ہے، سلسلۂ قادریہ رضویہ عطاریہ میں شیخِ طریقت امیرِ اہلسنت بانئ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ سے ۲۰۰۴ء میں بیعت ہونے کی وجہ سے اپنے نام کے ساتھ عطاری لکھتے ہیں، آپ کی ولادت قصبہ لَلَوْلِیْ ضلع فتح پور ہنسوا صوبہ یوپی ہند میں ہوئی، آپ کی تاریخِ پیدائش ۱۰ جون ۱۹۸۶ء ہے۔

مولانا نے ابتداءً ہندی انگلش کی تعلیم حاصل کر کے سن ۲۰۰۰ء میں AC کا کام سیکھنے اور کرنے کے لئے بمبئی چلے گئے تھے اور وہاں پر ۴ سال قیام کیا پھر ۲۰۰۴ء میں اپنے وطن لوٹے، اور وطن میں ہی دعوتِ اسلامی کا مدنی ماحول ملا، دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہونے کے بعد مختلف کورسز کئے اور ۲۰۰۶ء میں اپنے ہی علاقہ کے دار العلوم بنام جامعہ عربیہ گلشنِ معصوم قصبہ للولی میں قاری اقبال احمد عطاری سے قرآنِ پاک ناظرہ اور حضرت مولانا عتیق الرحمٰن مصباحی سے درسِ نظامی کے درجۂ اولی اور کچھ درجۂ ثانیہ کی کتابیں پڑھی، اس کے بعد مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے چریاکوٹ ضلع مؤ تشریف لے گئے اور وہاں درجۂ ثانیہ مکمل کرنے کے بعد اہلسنت کے عظیم علمی ادارے الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ میں مطلوبہ درجۂ ثالثہ کا ٹسٹ دیا اور بفضلہ تعالی کامیاب ہونے کے بعد درجۂ ثالثہ وہیں پڑھی، پھر درجۂ رابعہ دار العلوم غوثیہ (جو ضلع اعظم گڑھ کے گاؤں سَرَیَّا میں واقع ہے) میں مکمل کی پھر

اس کے بعد دعوتِ اسلامی کے جامعۃ المدینہ فیضانِ عطار نیپال گنج، نیپال میں داخلہ لیا اور درجۂ خامسہ سے دورۂ حدیث تک کی تعلیم وہیں مکمل فرمائی، ۲۰۱۴ء میں فراغت کے بعد تدریس کے لئے دعوتِ اسلامی کے جامعۃ المدینہ فیضانِ صدیقِ اکبر آگرہ تشریف لے گئے اور ایک سال وہاں تدریس فرمائی، پھر مزید تدریس کے لئے دعوتِ اسلامی کے مدنی مرکز کے حکم پر بنگلہ دیس کے دار الحکومت ڈھاکہ کے جامعۃ المدینہ تشریف لے گئے، اور وہیں پر دعوتِ اسلامی کے جامعات کے درجۂ ثانیہ میں چلنے والی علمِ صرف کی کتاب بنام مراح الارواح کی اردو شرح بنام **شفیق المصباح** تصنیف فرمائی۔

اس کے بعد پھر جامعۃ المدینہ فیضانِ صدیقِ اکبر آگرہ تشریف لاکر درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ موصوف کو بے بہا برکات و ثمرات سے نوازے اور اس کارہائے نمایہ کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا کر کے موصوف کے لئے توشۂ آخرت بنائے آمین بجاہ النبی الامین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم۔

مصنف کی اصلاحی کتب

1☆...ما فعل اللہ بک (حصہ اول)
2☆...ما فعل اللہ بک (حصہ دوم)
3☆...ما فعل اللہ بک (حصہ سوم)
4☆...میری سنت میری امت
5☆...کیا حال ہے؟
6☆...موت کے وقت
7☆...عقائد کی حکمتیں
8☆...پانچ نمازوں کی حکمت
9☆...قرآنی سورتوں کے مضامین
10☆...سب سے پہلے سب سے آخر

11☆... جانشینِ انبیاء کا مختصر تعارف
12☆... قصور کس کا؟
13☆... نصاب مسائلِ نماز
14☆... خطبات مصطفائی و خطبات شفیقی جلد اوّل
15☆... خطبات مصطفائی و خطبات شفیقی جلد دوم
16☆... خطبات مصطفائی و خطبات شفیقی جلد سوم
17☆... تدریس کے ۲۶ طریقے
18☆... رفیق التدریس
19☆... تاریخ ساز شخصیت بننے کے فارمولے
20☆... فیضانِ قرآن کورس
21☆... فیضانِ شریعت کورس
22☆... آسان فرض علوم
23☆... آسان خطباتِ محرم
24☆... تنظیمی نصاب
25☆... اعلیٰ حضرت کا چرچا رہے گا
26☆... آسان حنفی نماز (ہندی)
27☆... عیدِ میلاد النبی ﷺ کیوں اور کیسے؟
28☆... محمد اور احمد کے اسرار
29☆... مدینہ جانا کیوں ضروری ہے؟
30☆... ایک سے دس تک
31☆... نکتے ہی نکتے
32☆... امتِ محمدیہ کے سوالات اور قرآنی جوابات
33☆... کامیابی کے دس اصول
34☆... درسِ تصوف
35☆... علماء کو اتنی فضیلت کیوں ملی؟
36☆... درود کی حکمتیں
37☆... چاند کی گواہی

مصنف کی درسی کتب

1☆... شَفِیْقُ الْمِصْبَاح شرح مَرَاحُ الْاَرْوَاح
2☆... شَفِیْقِیَّه شرح اَلْاَرْبَعِیْنَ النَّوَوِیَّه
3☆... شَفِیْقُ النَّحْو لحل خُلَاصَةِ النَّحْو (حصہ اول)
4☆... نُوْرُ الْمُغِیْث شرح تَیْسِیْر مُصْطَلَحِ الْحَدِیْث

5☆...شَفِیْقُ النَّحْولحل خُلَاصَةِ النَّحْو(حصہ دوم)

6☆...القول الاظھرشرح الفقه الاکبر

7☆...شَارِقُ الْفَلَاح شرح نُوْرُ الْاِیْضَاح

8☆...عِرْفَانُ الْآثَار شرح مَعَانِی الْآثَار

9☆...عِنَایَةُ الْحِکْمَت لِحَلِّ بِدَایَةُ الْحِکْمَت

10☆...خَلِیْلِیَّه شرح مُنَاظَرَةُ رَشِیْدِیَّه

11☆...کَلَامُ الْوِقَایَه شرح شَرَحُ الْوِقَایَه

12☆...رَحْمَةُ الْبَارِی شرح تَفْسِیْرُ الْبَیْضَاوِی

13☆...مُخْتَارُ التَّاوِیْل شرح مَدَارِكُ التَّنْزِیْل

14☆...اَلدَّلَالَةُ الشَّاهِدَة شرح اَلْبَلَاغَةُ الْوَاضِحَة

15☆...اَلْمُعْتَبَرُ الْمُعْتَرَف لحل الْمُعْتَقَدِ الْمُنْتَقَد

16☆...سَلِیْمُ النَّظَر شرح نُزْهَةُ النَّظَر

17☆...شَفِیْقُ النُّعْمَانِی لِحَلِّ شَرْحِ الْجَامِی

18☆...عَطَایَةُ الْحِکْمَت شرح هِدَایَةُ الْحِکْمَت

19☆... نحو کے دلچسپ سوالات

20☆... صرف کے دلچسپ سوالات

21☆... تسلیم التوقیت

صلوا علی الحبیب
صلی اللّٰہ علی محمد

پہلا باب

موت کا وقت

آپ اس باب میں ملاحظہ فرمائیں گے:

☆...اللہ عزوجل کی رحمت نے استقبال کیا۔

☆...سعادت مند اور بدبخت۔

☆...کون سی چیز آپ کو رلا رہی ہے۔

☆...عمر بن عبد العزیز کا وقتِ مرگ۔

☆...جو نماز کی پابندی کریگا۔

☆...تین قبروں کا عجیب وغریب واقعہ۔

الحمد للہ اللطیف والصلوۃ والسلام علی رسولہ الشفیق اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوۃ و السلام علیك یا رسول اللہ　　　　و علی الك و اصحابك یا حبیب اللہ

شبِ جُمُعہ کا دُرُود

بزرگوں نے فرمایاہے کہ جو شخص ہر شبِ جمعہ (جمعہ اور جمعرات کی درمیانی رات) اِس دُرُود شریف کوپابندی سے کم از کم ایک مرتبہ پڑھے گا **موت کے وقت** سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہ تَعالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کی زِیارت کرے گا اور قَبْر میں داخل ہوتے وقت بھی، یہاں تک کہ وہ دیکھے گا کہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہ تَعالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم اسے قبر میں اپنے رحمت بھرے ہاتھوں سے اُتار رہے ہیں۔(اَفْضَلُ الصَّلَوات عَلٰی سَیِّدِ السّادات، ص۱۵۱ملخصًا)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الْحَبِیْبِ الْعَالِی الْقَدْرِ الْعَظِیْمِ الْجَاہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب !　　　　صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

موت کے وقت انسان کے آخری کلمات کا بڑا وقار و اعتبار ہوا کرتا ہے کیونکہ دنیا سے جاتے ہوئے آدمی کا آخری کلام اس کے خیالات و اعتقادات بلکہ عمل و کردار کا بڑی حد تک آئینہ دار ہوا کرتا ہے اور سامعین کے لیے بھی اس کلام میں بڑی بڑی عبرتوں کا نشان اور طرح طرح کی نصیحتوں کا سامان ہوا کرتا ہے، اس لیے ہم یہاں چند ناموروں کے آخری کلام کا تذکرہ

کرتے ہیں کہ وہ کیا بول کر دنیا سے گئے اور پھر اس کے بعد کبھی ان کی بولی نہیں سنی گئی تا کہ ناظرین اس سے عبرت ونصیحت حاصل کریں۔

اللہ عزوجل کی رحمت نے استقبال کیا

حضرت سیدنا عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بھی مَخْزنِ جودو سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:"اللہ عزوجل نے تم سے پچھلی اُمتوں میں سے ایک شخص کو کثرت سے مال واولاد سے نوازا تھا، اس نے اپنی **موت کے وقت** اپنے بیٹوں سے پوچھا:"تم نے مجھے باپ کی حیثیت سے کیسا پایا؟"انہوں نے جواب دیا:"ہم نے آپ کو بہترین باپ پایا۔"تو اس نے کہا:"میں نے تو کبھی کوئی اچھا کام نہیں کیا، لہٰذا جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا کر راکھ بنالینا اور پھر میری راکھ کو تیز ہوا میں اڑا دینا۔" جب انہوں نے ایسا ہی کیا تو اللہ عزوجل نے اسے جمع کر کے دریافت فرمایا:"تجھے ایسا کرنے پر کس چیز نے ابھارا تھا؟"اس نے عرض کی:"تیرے خوف نے۔"تو اللہ عزوجل کی رحمت نے اس کا استقبال کیا۔

(صحیح البخاری ، کتاب احادیث الانبیاء ،باب ۵۴،الحدیث: ۳۴۷۸، ص۲۸۴،"اعطاہ اللہ" بدلہ "رغشہ اللہ")

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

بَیْتُ الْحَمْد کا حقدار

حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:"جس نے اپنے بیٹے کی **موت کے وقت** اللہ عزوجل کی حمد کی اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا

اِلَيه رَاجِعُوْنَ (یعنی ہم اللہ عزوجل کا مال ہیں اور ہمیں اسی کی طرف پھرنا ہے) پڑھا، اللہ عزوجل ملائکہ کو اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنانے اور اس کا نام بَیت الحَمُد رکھنے کا حکم دیتا ہے۔" (جامع الترمذی، ابواب الجنائز، باب فضل المصیبة اذا احتسب، الحدیث:۱۰۲۱، ص۱۷۴۹، مفهومًا)



۱۰۰ درہم خرچ کرنے سے بہتر

نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:"آدمی کا اپنی صحت اور زندگی میں ایک درہم صدقہ کرنا **موت کے وقت** ۱۰۰ درہم خرچ کرنے سے بہتر ہے۔"

(سنن ابی داؤد، کتاب الوصایا، باب ماجاء فی کراهیة الاضرار فی الوصیة، الحدیث:۲۸۶٦، ص۱۴۳۷)



اللہ تعالیٰ امن عطا فرماتا ہے

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم ایک جوان کے پاس اس کی **موت کے وقت** تشریف لائے اور فرمایا کہ "کیسا محسوس کررہے ہو؟" اس نے عرض کیا، "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اللہ عزوجل سے امید رکھتاہوں اور اپنے گناہوں پر خوف زدہ ہوں۔" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "جب اس عالم میں بندے کے دل

میں یہ دونوں چیزیں جمع ہوتی ہیں تو اللہ عزوجل اس کی امید پوری فرماتا ہے اور جس بات سے بندہ خوف زدہ ہو اسے اس سے امن عطا فرماتا ہے۔"

(ابن ماجه، كتاب الزهد، باب ذكر الموت والا ستعداد له، رقم ۴۲۶۱، ج۴، ص ۴۹۶)



بیٹیوں کو نصیحت

حضرت سیِّدُنا جعفر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے مروی ہے کہ حضرت سیِّدُنا ابو عمران جونی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی نے فرمایا: ''حضرت سیِّدُنا موسیٰ کلیمُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر جب نزع کا وقت آیا تو آپ پر گھبراہٹ طاری ہوگئی، پھر فرمایا: میں موت کی وجہ سے نہیں بلکہ اس وجہ سے گھبراہٹ کا شکار ہوں کہ **موت کے وقت** میری زبان ذکرُ اللہ سے روک دی جائے گی۔ ''حضرت سیِّدُنا ابو عمران جونی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی تین صاحب زادیاں تھیں۔ آپ نے ان سے فرمایا: ''بیٹیو! عنقریب بنی اسرائیل تم پر دنیا پیش کریں گے ہرگز اسے قبول نہ کرنا، فقط روئی (کے لباس) اور گیہوں کے خوشوں پر قناعت کرنا، ان سے حاصل شدہ گیہوں ہی کھانا تم جنت تک پہنچ جاؤ گی۔

(تاريخ مدينة دمشق، الرقم: ۷۷۴۱، موسى بن عمران عليه السلام، ج۶۱، ص۱۷۵)



سعادت مند اور بد بخت

امیرُ المؤمنین حضرت سیّدُنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔ یہ جسم پنجرے ہیں پرندوں کے لیے (یعنی ایسی سعادت مند روحوں کے لئے، جو ہر لمحہ عالم بالا کی جانب پرواز کے لئے بیتاب ہیں) یا یہ جسم اَصطبل ہیں جانوروں کے لیے (یعنی ایسی روحوں کے لئے جو نیک اعمال سے دور ہیں)

پس تُو اپنی ذات میں غور کر کہ ان دونوں میں سے تیرا شُمار کس کے ساتھ ہے؟ اگر تُو عالمِ بالا کی جانب پرواز کے لئے بیتاب پرندوں میں سے ہے۔ تو جب تو تُو (**موت کے وقت**) یہ مَسحُور و خوش کُن آواز سنے گا۔ اِرْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّكِ. ترجَمہ کنزُ الایمان: اپنے ربّ کی طرف واپس ہو۔ (الفجر ۲۸)

تو فوراً تُو بلندیوں کی طرف پرواز کریگا۔ اور جنّت کے اعلیٰ مقام پر جا پہنچے گا۔ جیسا کہ سیّدِ اِنس و جان، رحمتِ عالمیان، نبی ذیشان صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و سَلَّم نے ارشاد فرمایا:

اِھْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ترجمہ: سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موت سے عرشِ رحمٰن عزّوجل فرحت و شادمانی سے جھوم اُٹھا۔

(صحیح البخاری: کتاب مناقب الانصار، باب. مناقب سعد بن مُعاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ج ۲ ص ۵۶۰ رقم الحدیث ۳۸۰۳ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

اور اللہ تعالیٰ کی پناہ کہ تیرا شُمار جانوروں میں ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ۔

ترجَمہ کنزُالایمان: وہ چوپایوں کی طرح ہیں۔ بلکہ اُن سے بڑھ کر گمراہ۔ (الاعراف/۱۷۹)

پس ایسی صورت میں بے خوف نہ ہو کہ، اس دنیا سے سیدھا جہنّم کی آگ میں جانا پڑے گا۔ (بیٹے کو نصیحت ص۲۱۔۲۲)



عمر ہلاک ہو جائے گا

حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی **موت کے وقت** فرمایا: "عمر ہلاک ہو جائے گا اگر اس کی مغفرت نہ ہوئی۔" (جہنم میں لے جانے والے اعمال جلد ا ص ۹۵)



مرنے سے پہلے ایمان نصیب ہو گیا

حضرتِ سیّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ الولی سے منقول ہے کہ میں ایک مجوسی کی **موت کے وقت** اس کے پاس گیا۔ اس کا گھر میرے گھر کے قریب تھا، وہ اچھا پڑوسی، اچھی سیرت والا اور خوش اخلاق انسان تھا۔ میری خواہش تھی کہ اللہ تعالیٰ اسے موت کے وقت ہدایت قبول کرنے اور حالتِ اسلام میں مرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ میں نے اس سے پوچھا: "تُو کیسا محسوس کر رہا ہے؟ تیرا کیا حال ہے؟" اس نے جواب دیا: "میرا دل بیمار ہے اور صحت مند میں بھی نہیں، بدن کمزور ہے طاقت بالکل نہیں، قبر وحشت ناک ہے اور کوئی ہمدرد بھی نہیں، سفر طویل ہے اور میرے پاس توشہ نہیں، پل صراط بہت باریک ہے اور میرے پاس

اجازت نامہ بھی نہیں، آگ شعلہ زن ہے اور میرا بدن نحیف ونزار ہے، جنت بلند مرتبہ مقام ہے اور میرا اس میں کوئی حصہ نہیں اور پروردگار (عزوجل) عادل ہے اور میرے پاس کوئی حجت وعذر نہیں۔"

حضرتِ سیِّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ الولی فرماتے ہیں کہ میں نے (دل ہی دل میں) اللہ عزوجل سے اس مجوسی کے مسلمان ہو جانے کی دعا کی۔ پھر میں اس مجوسی کے قریب آیا اور اس سے پوچھا کہ تم سلامتی پانے کے لئے مسلمان کیوں نہیں ہو جاتے ؟" اس مجوسی نے کہا:" چابی تو فَتَّاح عزوجل کے پاس ہے ،پھر اپنے سینے کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ یہاں قفل (تالا) لگا ہوا ہے۔" یہ کہنے کے بعد اس پر غشی طاری ہو گئی اور وہ بے ہوش ہو گیا۔

حضرتِ سیِّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ الولی فرماتے ہیں کہ میں نے بارگاہِ الٰہی عزوجل میں عرض کی:"اے میرے اللہ !میرے آقا!میرے مولا عزوجل!اگر تیرے پاس اس کا کوئی اچھا عمل باقی ہے تو اس کی روح کے نکلنے اور امید ٹوٹ جانے سے پہلے اس کا بدلہ اسے جلد عطا فرما۔"تو اسے غشی سے افاقہ ہوا آنکھیں کھولیں اور میری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا:"اے شیخ ! فَتَّاح عزوجل نے چابی بھیج دی ہے، اپنا ہاتھ بڑھایئے تاکہ میں گواہی دوں کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ عزوجل کے رسول ہیں۔" یہ کہتے ہی اس کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی اور وہ اللہ عزوجل کی رحمت میں غوطہ زن ہو گیا۔ چند اشعار:

یَاثِقَتِیْ یَا اَمَلِیْ　　اَنْتَ الرَّجَا اَنْتَ الْوَلِیْ　　اِخْتِمْ بِخَیْرٍ عَمَلِیْ

وَحَقِّقِ التَّوْبَۃَ لِیْ　　قَبْلَ حُلُوْلِ اَجَلِیْ　　وَکُنْ لِیْ یَا رَبِّ وَلِیْ

ترجمہ:(۱)اے میرے اعتماد! اے میری امید!تُو ہی میری خواہش ہے اور تُو ہی میرا مددگار ہے۔

(۲)میری زندگی کا خاتمہ نیک اعمال پر فرما، اور مجھے توبہ کی توفیق دے۔

(۳) قبل اس کے کہ مجھے موت آلے، یارب عزوجل!تُو ہی میرا مددگار ہے۔

پیارے اسلامی بھائیو! یہ غفلت کیسی؟ حالانکہ تمہیں کئی مرتبہ سمجھایا جاچکا ہے، ------ یہ حیرت کیسی ؟ تمہیں تو مہلت دی جاچکی ہے،------ یہ بے ہوشی کیوں ہے ؟ حالانکہ تم چیختے چلاتے ہو،------ یہ سکون کیوں ہے ؟ تم سے تو حساب لیا جائیگا،------ یہ دل لگی کیوں ؟ تم نے تو کُوچ کر جانا ہے،------ کیا سونے والوں کے لئے ابھی وقت نہیں آیا کہ وہ بیدار ہوجائیں،------ کیا بندگانِ غفلت پر ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ نصیحت پکڑیں،------ یاد رکھو کہ اس دنیا میں ہر شخص مسافر ہے لہذا اپنے لئے ایسے عمل کرو جو تمہیں قیامت کے دن جہنم کے عذاب سے نجات دلاسکیں۔

چند اشعار:

آنَ　الرَّحِیْلُ　فَکُنْ　عَلٰی　حَذَرٍ

مَاقَدْ　تَرٰی　یُغْنِیْ　عَنِ　الْحَذَرِ

لَاتَغْتَرِرْ　بِالْیَوْمِ　اَوْ　بِغَدٍ

فَلِرُبَّ　مَغْرُوْرٍ　عَلٰی　خَطَرِ

ترجمہ:(۱) کُوچ(یعنی موت)کاوقت آپہنچا،کچھ اس کے لئے فکر کر کہ تونے بے خوف کر دینے والی چیزوں کو نہیں دیکھا۔

(۲) آج یا کل پر گھمنڈ نہ کر کیونکہ بہت سے گھمنڈ کرنے والے خطرہ سے دوچار ہیں۔

(آنسوؤں کا دریا ص ۳۹۔۴۲)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

حاضری کا موقع نہ ملے گا

حضرتِ سیّدُنا یزید رقاشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی **موت کے وقت** رونے لگے تو ان سے عرض کی گئی:"آپ کیوں روتے ہیں؟"تو ارشاد فرمایا:"میں اس وجہ سے روتا ہوں کہ اب مجھے راتوں کے قیام،دن کے روزوں اور ذکر کی مجالس میں حاضری کا موقع نہ ملے گا۔"

(حکایتیں اور نصیحتیں ص ۱۳۲)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

کون سی چیز آپ کو رُلا رہی ہے

حضرتِ سیّدُنا ابو شَعثَاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی **موت کے وقت** رونے لگے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دریافت کیا گیا:"کون سی چیز آپ کو رُلا رہی ہے؟"تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا:"مجھے راتوں کے قیام کا شوق تھا۔" (حکایتیں اور نصیحتیں ص ۱۳۳)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

لیکن میں ان میں نہ ہوں گا

ایک عابد اپنی **موت کے وقت** رونے لگا۔اس سے وجہ دریافت کی گئی تو اس نے جواب دیا کہ "میں اس بات پر روتا ہوں کہ روزے دار روزے رکھیں گے لیکن میں ان میں نہ ہوں گا۔ذاکرین ذکر کریں گے لیکن میں ان میں نہ ہوں گا۔ نمازی نمازیں پڑھیں گے لیکن میں ان میں نہ ہوں گا۔"

اے غافل انسان! ان بزرگوں کو دیکھ! مرنے پر کیسے افسُردہ اور نادِم ہو رہے ہیں کہ موت کے بعد عملِ صالح نہ کر سکیں گے۔ اپنی بقیہ عمر سے کچھ حاصل کرلے اور جان لے کہ جیسا کریگاویسا بھرے گا۔کیا تو ان لوگوں کی قبروں سے گزرتے ہوئے عبرت حاصل نہیں کرتا؟ کیا تو نہیں دیکھتا کہ وہ اپنی قبروں میں اطمینان سے ہیں لیکن پھر بھی تمہاری طرف لوٹنے کی خواہش کرتے ہیں،وہ فوت شدہ اعمال کی تلافی چاہتے ہیں۔ کتنے واعظین نے وعظ کیا،ڈرایااور موت نے کتنی مِٹی کو آباد کر دیا؟ کیا تیرے پاس ایسے کان نہیں جو نصیحت کو سنیں؟ کیا تو ایسی آنکھ نہیں رکھتا جو اپنے محبوب کے جدا ہونے پر آنسو بہائے؟ کیا تیرے پاس ایسا دل نہیں جو خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ سے گِڑگڑائے؟ کیا تجھے اللہ عزّوَجَلَّ کی بارگاہ میں توبہ کرنے کی طمع نہیں؟

(حکایتیں اور نصیحتیں ص۱۳۳)



حضرتِ سیِّدُنا سُفْیَان ثَوْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی وصیّتیں

حضرتِ سیِّدُنا عبد الرحمن بن مَہْدِی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: وصال سے قبل حضرتِ سیِّدُنا سُفْیَان ثَوْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو پیٹ کا مرض لاحق ہو گیا۔ میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ ایک دن میں نے عرض کی: "حضور! میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تیمارداری میں مشغول رہتا ہوں جس کی وجہ سے باجماعت نماز ادا نہیں کر سکتا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں؟" فرمایا: "کسی مسلمان کی لمحہ بھر کے لئے خدمت کرنا ساٹھ (۶۰) سال کی باجماعت نمازوں سے افضل ہے۔ میں نے عرض کی: "حضور! یہ بات آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کس سے سنی؟" ارشاد فرمایا: "میں نے حضرتِ سیِّدُنا عاصم بن عُبید اللہ بن عبد اللہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا، انہوں نے حضرتِ سیِّدُنا عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ "کسی بیمار مسلمان بھائی کی ایک دن خدمت کرنا مجھے ان ساٹھ (۶۰) سال کی باجماعت نمازوں سے زیادہ پسند ہے جن میں کبھی تکبیرِ اولیٰ بھی فوت نہ ہوئی ہو۔"

جب مرض طول پکڑ گیا تو آپ کو گُھٹن سی محسوس ہوئی اور "اے موت! اے موت!" کہنے لگے۔ پھر فرمایا: "میں نہ تو موت کی تمنا کر رہا ہوں نہ ہی موت کی دعا مانگ رہا ہوں۔ بلکہ میں تو "لفظِ موت" کہہ رہا ہوں۔" جب وصال کا وقت قریب آیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زار و قطار رونے لگے۔ میں نے عرض کی: "اے ابو عبد اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! یہ رونا کیسا؟" فرمایا: "**موت کے وقت** کی شدید تکلیف کی وجہ سے رو رہا ہوں، اے عبد الرحمن! اللہ عَزَّوَجَلَّ،

زبردست طاقت والا ہے۔"میں نے دیکھا کہ کثرت بکاء (یعنی بہت زیادہ رونے) کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آنکھیں ڈھلک گئی تھیں اور پیشانی پر پسینہ آرہا تھا۔ فرمایا:"میری پیشانی سے پسینہ صاف کردو۔" میں نے پسینہ صاف کیا تو دوبارہ آگیا تو آپ نے کہا: "اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ۔" (پھر فرمایا) میں نے حضرتِ سیّدُنا منصور سے، انہوں نے حضرتِ سیّدُنا ہِلَال بن یَسَاف سے، انہوں نے حضرتِ سیّدُنا بُرَیْدَہ اَسْلَمِی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے روایت کی: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "میں نے سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، بِاِذْنِ پروردگار دو عالَم کے مالک و مختار عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو یہ فرماتے سنا:"بے شک مؤمن کی روح پسینے کے ساتھ نکلتی ہے۔"

(جامع الترمذی، ابواب الجنائز، باب ما جاء فی التشدید عند الموت، الحدیث ۹۸۰، ص ۱۷۴۵"روح"بدلہ "النفس")

(پھر فرمایا) اے ابن مَہْدِی! میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے امید رکھتا ہوں کہ اس دنیا سے ایمان کے ساتھ جاؤں گا۔ اے ابنِ مَہْدِی! تیرا بھلا ہو! کیا تجھے معلوم ہے کہ عنقریب میری ملاقات کس سے ہو گی؟ سن! میں اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں جارہا ہوں جو اپنے بندوں پر رحم دل اور شفیق ماں سے زیادہ رحم فرمانے والا، سب سے زیادہ کریم وجواد ہے۔ اے عبدالرحمن !جب مجھے اپنے کریم پروردگار عَزَّوَجَلَّ سے ملاقات کا بہت زیادہ شوق ہے تو پھر میں موت کو کیوں مکروہ جانوں گا؟" آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ ایمان افروز باتیں سن کر مجھ پر رقت طاری ہو گئی، روتے روتے میری ہچکیاں بندھ گئیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر غشی طاری ہونے لگی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبان سے یہ الفاظ نکلے۔ہائے موت کا درد! ہائے موت کا درد! لیکن یہ

آواز اس وقت آئی جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہوش میں نہ تھے ورنہ بحالت ہوش آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک مرتبہ بھی دردواَلَم کی شکایت نہ کی۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ہوش آیا تو فرمایا:"

میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کے قاصدوں (یعنی فرشتوں) کی آمد مرحبا! طَیِّبِین کو خوش آمدید!" یہ کہہ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پھر بے ہوش ہو گئے۔ میں سمجھا کہ شاید آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال ہو گیا ہے، میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پیشانی سے پسینہ صاف کرنے لگا کچھ دیر بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آنکھیں کھولیں اور فرمایا:"اے عبدالرحمن! پڑھو۔" میں نے عرض کی:"کیا پڑھوں؟" فرمایا:"رحمت کے فرشتوں کو لانے والی اور شیطانوں کو دور کرنے والی سورت (یٰسین شریف) کی تلاوت کرو۔"

میں نے سورۂ یٰسین شریف کی تلاوت شروع کی، دوران تلاوت مجھ پر رقت طاری ہو گئی، رونے کی وجہ سے مجھ سے بعض حروف کی صحیح ادائیگی نہ ہو سکی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:"جن الفاظ میں غلطی ہوئی ہے انہیں دوبارہ پڑھو۔" آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہ غلطی درست کرائی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر پھر غشی طاری ہو گئی۔ کچھ دیر بعد آنکھیں کھول کر اُوپر کی جانب دیکھنے لگے۔ گھر والے اور بچے رونے لگے، ان کی ہلکی ہلکی چیخیں بلند ہوئیں لیکن یہ آواز گھر تک ہی محدود تھی باہر سنائی نہ دیتی تھی۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کچھ ہوش آیا تو فرمایا:"یہ چیخ وپکار اور رونا کیسا؟" میں نے عرض کی:"گھر کی عورتوں پر رقت طاری ہو گئی ہے۔" فرمایا:"اللہ تبارک وتعالیٰ تم پر رحم فرمائے، خاموش ہو جاؤ! چیخ وپکار اور رونا بند کرو!

اپنے کپڑے ہر گز نہ پھاڑنا کیونکہ نوحہ کرنا اور کپڑے پھاڑنا زمانہ جاہلیت کے کام ہیں، ان چیزوں کو ترک کرو اور اس طرح کہو: "اے سُفیَان ثَوری! اللہ تبارک وتعالیٰ قولِ ثابت کے ساتھ تجھے ثابت قدم رکھے ۔ تیری حجتیں تجھے پہنچ جائیں ۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ تجھ پر رحمت کے فرشتے نازل فرمائے۔" میرے انتقال کے بعد کثرت سے یہ دعائیں کرنا۔ ابھی اس طرح دعا کرو: "اے ہمارے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! جو ہم دیکھ رہے ہیں ہمیں اس سے نصیحت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرما اور اس پر یقینِ کامل عطا فرما۔" (آمین)

حضرتِ سیِّدُنا عبد الرحمن علیہ رحمۃ المنّان فرماتے ہیں: پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھ سے فرمایا: " حَمَّاد بن سَلَمَہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو میرے پاس بلا لاؤ، میں پسند کرتا ہوں کہ وقتِ رخصت وہ میرے پاس موجود ہوں۔" میں حضرتِ سیِّدُنا حَمَّاد بن سَلَمَہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس گیا اور عرض کی: "حضرتِ سیِّدُنا سُفیَان ثَوری علیہ رحمۃ اللہ القوی حالتِ نزع میں ہیں۔ یہ سنتے ہی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فوراً ننگے پاؤں صرف ایک چادر پہنے جلدی جلدی وہاں پہنچے۔ اس وقت حضرتِ سیِّدُنا سُفیَان ثَوری علیہ رحمۃ اللہ القوی پر غشی طاری تھی۔ حضرتِ سیِّدُنا حَمَّاد علیہ رحمۃ اللہ الجواد نے فرطِ محبت میں ان کی پیشانی پر بوسہ دیا اور روتے ہوئے کہنے لگے: "اے ابو عبد اللہ! اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو برکت عطا فرمائے۔ ہم آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بہت زیادہ مشتاق تھے۔ حضرتِ سیِّدُنا سُفیَان ثَوری علیہ رحمۃ اللہ القوی کو ہوش آیا تو کہا: "تمام تعریفیں اس پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس نے اپنی مخلوق کے فنا ہونے کا فیصلہ فرمایا۔" میں نے عرض کی: "حضور! دیکھئے! حضرتِ سیِّدُنا حَمَّاد بن سَلَمَہ رحمۃ اللہ

تعالیٰ علیہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس موجود ہیں۔" فرمایا:"اے میرے بھائی! مرحبا، مرحبا !میرے قریب آجاؤ! اے حَمَّاد! اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتے رہنا اور حالتِ نزع کی تکالیف کو دیکھ لو عنقریب تم پر بھی یہ کیفیت طاری ہونے والی ہے۔ تم نہیں جانتے کہ پیغامِ اَجَل تمہیں اپنے گھر میں آئے گا یا کہیں اور، صبح آئے گا یا شام کو۔

یہ سن کر میں اور حضرتِ سیِّدُنا حَمَّاد علیہ رحمۃ اللہ الجواد فکر میں مبتلا ہو گئے اورآپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر غشی طاری ہو گئی۔ جب اِفاقہ ہوا تو فرمایا:"اے حَمَّاد! ذرا سوچ اور اس بارے میں غور و فکر کر، جب تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضر ہو گا۔ اے حَمَّاد! اگر تو رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ و صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو دیکھ لیتا تو کبھی بھی دنیاوی زندگی کو پسند نہ کرتا، وہ لوگ وصال کے اتنے شوقین تھے کہ موت بھی ان کی اتنی خواہش مند نہ ہو گی ۔وہ گمان کرتے تھے کہ گویا ہم جہنم میں داخل ہوں گے بس یہی سوچ کر وہ تڑپتے اور روتے رہتے اور ان کی آنکھوں سے سَیْلِ اَشک رَواں ہو جاتا حالانکہ جنت ان کے سامنے ہوا کرتی تھی، وہ ساری ساری رات قیام و سجود میں گزار دیتے تھے ۔اللہ ربُّ العزّت نے اپنی پاکیزہ کتاب قرآنِ پاک میں ان کی عمدہ صفات اور بہترین اوصاف کا ذکر فرمایا۔اے حَمَّاد! غرور و تکبر ،ریاکاری اور خود پسندی سے بچتے رہنا، ان صفاتِ مذمومہ (یعنی بری صفات) کے ہوتے ہوئے دِین سلامت نہیں رہتا ۔اے حَمَّاد !چھوٹوں کے لئے سراپا شفقت اور بڑوں کے لئے سراپا عاجزی و محبت بن جاؤ۔ لوگوں کے لئے وہی بات پسند کر۔جب تمہیں تنہائی میسر آئے تو سفر آخرت کے بارے میں غور و فکر کر کے اپنے آپ پر خوب رویا کرو اور سوچا کرو کہ تمہاری ابتداء و

انتہاء کیا ہے۔ غور و فکر کر کہ تجھے ایک امرِ عظیم در پیش ہے، وہ امر ایسا سخت ہے کہ اس کی سختی لوہا و پتھر بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ اگر تو اس دُشوار گزار گھاٹی سے نجات پا گیا تو سمجھ لے کہ تو کامیاب ہو گیا اور اگر خدانخواستہ اس گہری کھائی میں گر گیا تو بد بختوں میں سے ہو گا اور تجھے ایسا غم ملے گا جو کبھی ختم نہ ہو گا اور آگ میں جلنے والے کو سکون نہیں ملتا۔ اے حَمَّاد! اغنیاء کی مجالس سے بچتے رہنا! بے شک وہ تیری زندگی تیرے لئے ناپسندیدہ بنا دیں گے۔ مغروروں کی مجالس میں ہرگز نہ بیٹھنا، ان کی صحبت سے بچتے رہنا۔ اگر ان کے ساتھ بیٹھے گا تو وہ تجھے اپنی بری عادتیں سکھائیں گے۔ ہاں! علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضری لازم کر۔ ان کے سامنے نرمی سے گفتگو کر، انہیں گھُور گھُور کر ہرگز نہ دیکھنا، نہایت عاجزی و اِنکساری کے ساتھ ان سے ملنا، اگر تو ایسا کریگا تو ان کی بھلائیوں سے تجھے بھی حصہ ملے گا اور تو ان کی برکتوں سے فیض یاب ہو گا۔

ہائے! اب ایسے علماء کہاں ہیں جو انبیاء کرام علیہم السلام کے جانے کے بعد ان کے وارث بنتے ہیں۔ ہائے! وہ اس فانی دنیا کو اس کے چاہنے والوں کے لیے چھوڑ کر دارِ بقاء کی طرف چلے گئے، انہیں عالِم اس لئے کہا گیا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا جو حق ان پر ہے اسے پہچانتے ہیں اور ان کا اپنے اوپر جو حق ہے اسے بھی جانتے ہیں۔ پس یہ لوگ آگ سے دور بھاگتے اور جنت کی امید رکھتے ہیں۔ جو چیزیں اللہ رَبُّ العِزَّت عَزَّوَجَلَّ کو ناپسند ہیں یہ بھی انہیں ناپسند کرتے ہیں اور جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ پسند فرماتا ہے یہ اس سے محبت کرتے ہیں۔ اے حَمَّاد! دنیا کی رنگینیوں میں کھوئے ہوئے علماء سے بچنا! بے شک جو بھی ان کے قریب جائے گا یہ اسے فتنے میں ڈال دیں

گے۔ اگر کوئی جاہل ان کے پاس بیٹھے گا تو اس کی جہالت میں مزید اضافہ ہو گا، کوئی جاننے والا ان کے پاس جائے گا تو یہ اس کی فکرِ آخرت میں کمی کا سبب بنیں گے۔ ایسے ہی لوگوں کے کاموں سے رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ و صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ڈرایا اور ان کے ساتھ بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔

اے حَمَّاد !تو جہاں بھی رہے ہر حال میں ہر جگہ صدق کو اپنے اوپر لازم رکھنا کیونکہ سچائی کی بدولت اللہ تبارک وتعالیٰ تجھے عزت عطا فرمائے گا۔ صبر کو اپنے اوپر لازم کر لینا! بے شک یہ دین کا بادشاہ ہے، یقین کو مضبوطی سے تھام لینا کیونکہ یہ اسلام کی بلندی کا سر چشمہ ہے۔ اے حَمَّاد !علمِ دین کو مخلوق میں سے کسی کے ہاتھ نہ بیچنا بلکہ اس کے ذریعے اس رحیم وکریم پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی طرف متوجہ ہونا جو چھوٹی سے چھوٹی نیکی کو بھی قبول کرتا اور بڑے سے بڑے گناہ کو بھی معاف فرما دیتا ہے۔ یہ میری وصیت ہے، اسے مضبوطی سے تھام لینا۔ اتنا کہہ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر غشی طاری ہو گئی ہم نے دیکھا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جسم سے پسینہ نکل رہا تھا اور قدم ٹھنڈے ہو چکے تھے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ہوش آیا تو فرمایا :"اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ بے شک مؤمن ہر حال میں بھلائی کو پہنچتا ہے۔ مؤمن کی روح اس کے پہلوؤں سے نکلتی ہے اور وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حمد کرتا ہے، تمام تعریفیں اسی خدائے بزرگ وبرتر کے لئے ہیں جو اکیلا ہی ہر حمدِ حقیقی کے لائق ہے۔ حضرتِ سیِّدُنا حَمَّاد علیہ رحمۃ اللہ الجواد نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ پڑھئے۔" تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کلمہ طیبہ پڑھ کر یہ آیتِ کریمہ تلاوت کی:

رَبَّنَاۤ اَخۡرِجۡنَا نَعۡمَلۡ صَالِحًا غَیۡرَ الَّذِیۡ کُنَّا نَعۡمَلُ ؕ (پ۲۲،الفاطر:۳۷)

ترجمہ کنزالایمان: اے ہمارے رب! ہمیں نکال کہ ہم اچھا کام کریں اس کے خلاف جو پہلے کرتے تھے۔

پھر یہ آیتِ مبارکہ پڑھی:

وَلَوۡ رُدُّوۡا لَعَادُوۡا لِمَا نُہُوۡا عَنۡہُ وَ اِنَّہُمۡ لَکٰذِبُوۡنَ۔(پ۷، الانعام:۲۸)

ترجمہ کنزالایمان: اور اگر واپس بھیجے جائیں تو پھر وہی کریں جس سے منع کئے گئے تھے اور بے شک وہ ضرور جھوٹے ہیں۔

پھر اُوپر دیکھا اور یہ آیتِ کریمہ پڑھی:

وَمَا خَلَقۡنَا السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ وَمَا بَیۡنَہُمَا لٰعِبِیۡنَ ﴿۳۸﴾ مَا خَلَقۡنٰہُمَاۤ اِلَّا بِالۡحَقِّ

ترجمہ کنزالایمان: اور ہم نے نہ بنائے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کھیل کے طور پر۔ ہم نے انہیں نہ بنایا مگر حق کے ساتھ۔(پ۲۵،الدخان:۳۸۔۳۹)

پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آواز بند ہو گئی۔ حضرتِ سیِّدُنا عبد الرحمن بن مَہْدِی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: "میں نے حضرتِ سیِّدُنا حَمَّاد بن سَلَمَہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ فرماتے سنا: "خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اس عظیم ولی کے بعد مشرق و مغرب میں اس کی مثل کوئی نہیں۔ یہ بزرگ انبیاء کرام علیہم السلام کی سنتوں کے آئینہ دار تھے۔" یہ کہہ کر حضرت سیِّدُنا حَمَّاد علیہ رحمۃ اللہ الجواد رونے لگے، یہاں تک کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آواز بلند ہو گئی۔ میں نے

کہا:"اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر رحم فرمائے۔ اطمینان رکھئے اور رونا موقوف کر دیجئے۔"

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن" پڑھ کر کہا:"اے عبدالرحمن بن مَہْدِی علیہ رحمۃ اللہ القوی! تیرا بھلا ہو! ان کے بعد ایسا کون ہے جس پر رویا جائے۔" کچھ دیر بعد حضرتِ سیِّدُنا سُفْیَان ثَوْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کلام کرنے لگے اور مجھے پکارا۔ میں نے کہا:" میں حاضر ہوں۔" فرمایا:" دینار کا چوتھا حصہ دے کر میری قبر کھدوانا، دینار کے چوتھے حصے کی خوشبو وغیرہ خریدنا اور نصف دینار کا کفن خرید لینا مجھے میری اسی چادر میں غسل دینا پھر اسے ہی میرے کفن کی چادر بنا دینا اور جو قمیص میں نے پہنی ہوئی ہے اسے پھاڑ کر دھو کر میرے کفن کی قمیص بنا دینا مجھ پر اس سے زائد بوجھ نہ ڈالنا اور یہ تمام کام اس وقت کرنا جب مجھے اس مکان سے دور لے جاؤ ورنہ اژدہام (یعنی لوگوں کا ہجوم) ہو جائے گا اور تجھے میری وجہ سے مشقت ہو گی اور میں نہیں چاہتا کہ تجھے مشقت ہو۔ پھر میری نمازِ جنازہ پڑھنا، خبردار چیخ وپکار ہرگز نہ کرنا۔" اتنا کہہ کر ولی کامل حضرتِ سیِّدُنا سُفْیَان ثَوْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی داعی اَجل کو لَبَّیْک کہتے ہوئے اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

میں نے حضرتِ سیِّدُنا حَمَّاد علیہ رحمۃ اللہ الجواد کو دیکھا کہ روتے روتے ان کی ہچکیاں بندھ گئیں۔ میں نے کہا:"اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اَجرِ عظیم عطا فرمائے۔ صبر کیجئے۔" فرمایا:"اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں بھی اجر عطا فرمائے۔" پھر میں نے حضرتِ سیِّدُنا سُفْیَان ثَوْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی پر کپڑا ڈال دیا، گھر کی عورتیں شدتِ غم سے رو رہی تھیں لیکن ان کی آواز پست

تھی۔ میں نے حضرتِ سیِّدُنا حَمَّاد علیہ رحمۃ اللہ الجواد سے کہا: "ان کے غسل وغیرہ کے متعلق آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کیارائے ہے۔" فرمایا: "اس وقت تک انہیں بالکل حرکت نہ دینا جب تک ہم انہیں اس مکان سے دور نہ لے جائیں۔" چنانچہ، ہم آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جسم مُبَارَک کو لے چلے، راستے میں کچھ لوگوں نے دیکھا تو جمع ہوگئے اور کہا: "یہ تو میِّت ہے۔" جب انہوں نے چادر ہٹا کر دیکھا تو کہا: "ہم اسی کوفی کی تلاش میں تھے۔" کچھ دیر بعد حاکمِ وقت بھی آگیا۔ لوگوں نے سمجھا کہ شاید یہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مَیِّت کی بے حرمتی کریگا اور سر کاٹ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بدن کو لٹکا دے گا۔ اسی خطرے کے پیشِ نظر لوگوں نے اپنے اپنے ہتھیار نکال لئے اور پختہ ارادہ کر لیا کہ اگر حاکم نے ہلکی سی گستاخی بھی کی تو ہم اس سے جنگ کریں گے۔ حاکم مجمع کے قریب آیا، لوگوں کو دور کرتے ہوئے جنازے کے قریب پہنچا اور حضرتِ سیِّدُنا سُفْیَان ثَوْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دے کر بلند آواز سے رونے لگا۔ لوگ تو پہلے ہی غمزدہ تھے اب سارا مجمع رونے لگا۔ بچے، بوڑھے، جوان، مرد و عورت الغرض ہر شخص رو رہا تھا ہر آنکھ پُرنم تھی۔ حاکم نے فقہاء کرام علیہم الرحمۃ کو بلوا کر کہا: "مجھے اس ولیٔ کامل کی تدفین کے بارے میں مشورہ دو۔"

حضرتِ سیِّدُنا حَمَّاد بن سَلَمَہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں موجود تھے، انہوں نے فرمایا: " اے امیر! میری رائے یہ ہے کہ انہیں ان کی چادر اور قمیص کا کفن دیا جائے اور ہم خود اپنے ہاتھوں سے انہیں غسل دیں، بے شک انہیں یہی بات پسند تھی۔ حاکم نے کہا: "ٹھیک ہے، تم لوگ انہیں غسل دے کر انہی کپڑوں کا کفن پہناؤ، لیکن اس کے بعد میں اپنی طرف سے کفن

پہناؤں گا۔"پھر حضرتِ سیّدُنا حَمَّاد بن سَلَمَہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فقہاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی جماعت کے ساتھ مل کر غسل دیا، قمیص کو کفنی اور آپ کی چادر کو ازار (یعنی کفن کی چادر) بنایا اور خوشبو وغیرہ لگائی۔ پھر حاکم نے سفید قیمتی کپڑا منگوا کر اپنی طرف سے کفن پہنایا۔ جب حاکم کی طرف سے دیئے جانے والے کفن کی قیمت معلوم کی گئی تو وہ دو سو (۲۰۰) دینار تھی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جنازہ قبرستان لایا گیا اور بعد نمازِ مغرب اس ولیٔ کامل کو دفنا دیا گیا۔

حضرتِ سیّدُنا عبد الرحمن کہتے ہیں: مجھ سے حضرتِ سیّدُنا فُضَیل بن عِیَاض علیہ رحمۃ اللہ الوہاب نے فرمایا:" مجھے حضرتِ سیّدُنا سُفیَان ثَورِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے متعلق کچھ بتاؤ۔"جب میں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ان کے اَخلاق وعبادات کے متعلق بتایا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روتے ہوئے فرمانے لگے:"کیا تم جانتے ہو کہ حضرتِ سیّدُنا سُفیَان ثَورِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کون تھے؟ سنو! ان کے بعد ان جیسا کوئی اور نہیں ملے گا، وہ امام تھے، فاضل تھے، اَدب سکھانے والے، نصیحت کرنے والے اور بہترین اُستاذ تھے۔"

(عیون الحکایات جلد دوم ص ۳۱۸۔ ۳۲۳)



مُردوں کو زندوں کے نیک اعمال کا فائدہ

حضرتِ سیِّدُنا عثمان بن سَوْدَہ طُفَاوِی علیہ رحمۃ اللہ الوالی کی والدۂ محترمہ بہت زیادہ عابدہ وزاہدہ تھیں، کثرتِ مجاہدات کی وجہ سے "راہبہ"مشہور تھیں۔جب موت کاوقت قریب آیاتوبار گاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں اس طرح عرض گزار ہوئیں:

"اے میرے اعمال کے مالک عَزَّوَجَلَّ!اے میری اُمید گاہ!اے وہ ذات جس پر قبل از موت وبعد اَز موت میرا اعتماد وبھروسہ ہے!اے میرے خالق ومالک عَزَّوَجَلَّ! **موت کے وقت** مجھے رُسوانہ کرنا، قبر میں مجھے بے یارومددگارنہ چھوڑنا۔"انہی الفاظ پر اس کا انتقال ہوگیا۔ان کے بیٹے حضرتِ سیِّدُنا عثمان بن سَوْدَہ طُفَاوِی علیہ رحمۃ اللہ الکافی فرماتے ہیں:"اپنی والدہ کے وصال کے بعد میں ہر جمعہ اُن کی قبر پر جاتا،ان کے لئے اور تمام اہلِ قبور کے لئے دعائے مغفرت کرتا۔ایک مرتبہ خواب میں والدہ کو دیکھاتو عرض کی:"اے میری پیاری امی جان!آپ کا کیاحال ہے؟"کہا:"میرے بچے!بے شک موت بڑی دردناک ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل وکرم سے میرا انجام اچھاہوا،میرے لئے خوشبوئیں،باغات اور بہترین نرم وملائم بستر ہیں جن پر سُنْدُس اوراِسْتَبرَق کے تکیے ہیں،ان میں روزِ محشر تک انہی آرام دہ نعمتوں میں رہوں گی۔"میں نے کہا:"پیاری امی جان!کیا آپ کو کوئی حاجت ہے؟"کہا:"جی ہاں۔"میں نے پوچھا:"بتایئے کیاحاجت ہے؟"کہا:"میری قبر پر حاضری اور ہمارے لئے دعائے مغفرت کرنا ہرگز ترک نہ کرنا۔کیونکہ جب تُو جمعہ کے دن میری قبر پر آتاہے تو مجھے خوشی ہوتی ہے اور مجھ سے کہا جاتا ہے:"اے راہبہ!دیکھ تیرا بیٹا تیری قبر پر آیاہے۔" یہ سن کرمیں بھی خوش ہوتی

ہوں اور میرے پڑوسی مُردے بھی خوش ہوتے ہیں۔ لہٰذا میری قبر کی زیارت ہر گز ترک نہ کرنا۔" (عیون الحکایات جلد دوم ص ۳۵۵۔۳۵۶)



لذت علم محسوس ہوگی

ایک فقیہ، امام ابویوسف رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی **موت کے وقت** ان کی عیادت کے لئے حاضر ہوئے درآں حالیکہ آپ پر جان کنی کی کیفیت طاری تھی۔ امام ابویوسف رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اہمیت علم جتانے کیلئے ان سے پوچھا کہ رمی جمار کرنا سوار ہو کر افضل ہے یا پیدل؟ جب ان سے کوئی جواب نہ بن پڑا تو امام ابویوسف رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے خود ہی اس کا جواب دیا۔ لہٰذا ایک فقیہ کیلئے ضروری ہے کہ وہ تمام وقت تحصیل فقہ میں مشغول رہے، تب ہی کہیں جا کر اس کو لذت علم محسوس ہوگی۔ (راہِ علم ص ۸۲)



جاں بخش لذتیں

حضرت سیدنا عامر بن عبد القیس رضی اللہ تعالی عنہ اپنی **موت کے وقت** بے قرار ہو کر رونے لگے۔ جب ان سے رونے کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا، "میں موت کے ڈر یا دنیا کی محبت میں نہیں رو رہا ہوں بلکہ میں تو اس فکر میں رو رہا ہوں کہ اب میں مر رہا ہوں تو اب گرمیوں کے روزوں میں دوپہر کی پیاس اور سردیوں کی طویل راتوں میں رات کے قیام کی لذت

مجھے کہاں اور کیسے نصیب ہو گی ،ہائے یہ روح پرور اور جاں بخش لذ تیں ؟۔۔۔۔۔۔"یہی کہتے کہتے ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔"

(احیاء العلوم ، کتاب ذکر الموت ومابعدہ، ، ج ۵، ص ۲۳۲)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

دو مصیبتیں

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: دو مصیبتیں ایسی ہیں جن کی مثل اگلے اور پچھلے لوگوں نے نہیں سنا اور وہ بندے کے لئے اس کے مال میں **موت کے وقت** ہوتی ہیں پوچھا گیا وہ کیا مصیبتیں ہیں؟ فرمایا: ایک یہ کہ اس سے تمام مال چھین لیا جاتا ہے اور دوسری یہ کہ تمام مال کا حساب دینا پڑتا ہے۔

(إحیاء علوم الدین، کتاب ذم البخل وذم حب المال، بیان ذم المال وکراھۃ حبہ، ج ۳، ص ۳۱۳)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

حضرتِ عمر بن عبد العزیز کا وقت مرگ

مروی ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ کی **موت کے وقت** مسلمہ بن عبد الملک نے آکر کہا: امیر المومنین! آپ نے ایسا کام کیا ہے جو پہلے حکمر انوں نے نہیں کیا۔ آپ اپنی اولاد کو تنگدست چھوڑ کر جارہے ہیں ؟ حضرتِ عمر بن عبد العزیز کے تیرہ بچے تھے، آپ نے یہ سن کر فرمایا: مجھے اٹھا کر بٹھاؤ۔ جب آپ بیٹھ گئے تو فرمایا: تم نے یہ کہا ہے کہ میں نے ان کے لئے مال و دولت نہیں چھوڑی ہے۔ میں نے کبھی ان کا حق نہیں روکا اور نہ کبھی انہیں

دوسروں کا حق دیا ہے، اگر یہ اطاعت گزار رہیں گے تو اللہ تعالٰی ان کی ضرورتیں پوری کرے گا، وہی نیکوں کا سرپرست ہے اور اگر یہ بدکار نکلے تو مجھے انکی کوئی پروا نہیں ہے۔(مکاشفۃ القلوب ص ۲۷۴)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

معاملہ اور سخت ہو گیا

حضرت سیِّدُنا مالک بن دینار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار فرماتے ہیں: میرا ایک پڑوسی تھا میں اس کی **موت کے وقت** اس کے پاس گیا تو وہ مجھے دیکھ کر کہنے لگا: اے مالک! اس وقت مجھے اپنے سامنے آگ کے دو پہاڑ نظر آرہے ہیں اور کہا جارہا ہے ان پر چڑھو۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کے گھر والوں سے اس کا حال اور عمل پوچھا تو انہوں نے کہا: اس شخص نے ماپنے کے دو پیمانے رکھے ہوئے ہیں، ایک سے غَلَّہ خریدتا ہے اور دوسرے سے بیچتا ہے۔ میں نے وہ دونوں پیمانے منگوائے اور ایک دوسرے پر مار کر توڑ دیئے، پھر میں نے اس سے دریافت کیا اب کیسا حال ہے؟ اس نے کہا: مجھ پر معاملہ اور زیادہ سخت ہوتا جارہا ہے۔

(تنبیہ الغافلین مختصر منہاج العابدین ص ۱۷۹۔۱۸۰)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

تلقین کرنی شروع کی

حضرت سیِّدُنا جعفر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے مروی ہے کہ حضرت سیِّدُنا محمد بن ثابت بنانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد کو **موت کے وقت** کلمہ طیبہ کی تلقین کرنی شروع کی تو انہوں نے فرمایا: ''بیٹا! مجھے چھوڑ دو میں اپنے چھٹے یا

ساتویں وظیفہ میں مشغول ہوں۔ ''

(صفة الصفوة، الرقم: ۵۱۵، ثابت بن مسلم البنانی، ج۳، ص۱۷۷)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

کیا تو موت کو پسند کرتا ہے؟

حضرت سیِّدُنا عون بن مغیرہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے مروی ہے کہ حضرت سیِّدُنا مالک بن دینار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار نے فرمایا: تم سے پہلی امتوں میں ایک آدمی کی عمر پانچ سو سال ہوئی، **موت کے وقت** اس سے پوچھا گیا: ''کیا تو موت کو پسند کرتا ہے؟ '' اس نے کہا: ''افسوس! روح سے جدائی کون پسند کرتا ہے۔'' (الزہد الکبیر للبیہقی، الحدیث: ۶۲۲، ص۲۳۵)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

گھبراہٹ طاری ہوئی

حضرتِ سیِّدُنا عِکرِمہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرتِ سیِّدُنا محمد بن مُنکَدِر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ پر **موت کے وقت** گھبراہٹ طاری ہوئی، آپ سے اس کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا: ایک آیتِ مبارکہ کے سبب مجھ پر خوف طاری ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ۔ (پ۲۴ الزمر ۴۷)

ترجمہ کنز الایمان: اور انہیں اللہ کی طرف سے وہ بات ظاہر ہوئی جو ان کے خیال میں نہ تھی۔

مجھے ڈر ہے کہ کہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے میرے لئے وہ بات ظاہر ہو جائے جو میرے

خیال میں نہ ہو۔(حلیۃ الاولیاء جلد سوم ص۲۱۵۔۲۱۶)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

خلیفہ مُنْتَصِر بِاللّٰہ کے آخری کلمات

خلیفہ منتصر باللّٰہ پر **موت کے وقت** گھبراہٹ طاری تھی کسی نے کہا:اے خلیفۂ وقت!مَت گھبرائیں۔تو وہ کہنے لگا:گھبراہٹ صرف اس بات کی ہے کہ دنیا جارہی ہے اور آخرت آرہی ہے۔(احیاء العلوم جلد ۵ ص۵۴۲)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

ایک کے بدلے ہزاروں درہم

حضرت سیِّدُنا جعفر بن محمد بن نُصیر بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی نے حضرت سیِّدُنا شیخ شِبْلی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کے خادم بکران الدینوری سے پوچھا:"**موت کے وقت** حضرت سیِّدُنا شیخ شبلی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کی کیا کیفیت تھی؟"جواب دیا:"آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا کہ ایک شخص کا درہم میرے ذمے ہے جو ظلم کی راہ سے میرے پاس آگیا تھا حالانکہ میں اس کے مالک کی طرف سے ہزاروں درہم صدقہ کرچکا ہوں مگر مجھے سب سے زیادہ اسی کی فکر کھائے جارہی ہے۔"پھر ارشاد فرمایا:"مجھے نماز کے لئے وضو کروادو۔"میں نے وضو کروادیا لیکن داڑھی میں خلال کروانا بھول گیا اور چونکہ اس وقت آپ بول نہیں پارہے تھے اس لئے میرا ہاتھ پکڑ کر اپنی داڑھی میں داخل کردیا پھر آپ انتقال فرماگئے۔یہ سن کر حضرت سیِّدُنا

جعفر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ رونے لگے اور فرمانے لگے: "تم ایسے شخص کے بارے میں کیا کہو گے جس سے عمر کے آخری لمحے بھی شریعت کا کوئی ادب فوت نہ ہوا۔" (احیاء العلوم جلد ۵ ص۵۷۹)



دل کے دروازے پر ۴۰ سال

حضرت سیِّدُنا ابو بکر محمد بن علی کَتّانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی سے **موت کے وقت** پوچھا گیا کہ آپ کا عمل کیا تھا؟ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: اگر میری موت کا وقت قریب نہ ہوتا تو میں تم لوگوں کو اس کے متعلق ہر گز نہ بتاتا، میں اپنے دل کے دروازے پر ۴۰ سال تک کھڑا رہا جب بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کسی دوسری چیز نے اس میں آنے کی کوشش کی میں اس کے سامنے رکاوٹ بن گیا۔ (احیاء العلوم جلد ۵ ص۵۸۱)



سخی کی موت آسان ہوتی ہے

حضرت سیِّدُنا مُعْتَمِر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا حکم بن عبد الملک رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے **موت کے وقت** دیگر لوگوں کے ساتھ میں بھی موجود تھا، میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں عرض کی: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! ان پر موت کی سختیاں آسان کر دے کیونکہ یہ اس اس طرح تھے، میں نے ان کی کچھ خوبیاں ذکر کیں، آپ کی حالت کچھ سنبھلی تو پوچھا: یہ کون بول رہا ہے؟ میں نے عرض کی: میں۔ فرمایا: ملک الموت مجھ سے فرما رہے ہیں کہ میں ہر سخی

پر (روح قبض کرنے میں) نرمی کرتا ہوں۔ یہ کہنے کے بعد ان کی زندگی کا چراغ گل ہو گیا۔

(احیاء العلوم جلد ۵ ص ۵۸۱)



کس لئے نہ گھبراؤں

حضرت سیِّدُنا یوسف بن اَسباط عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْوَہَّاب کے **موت کے وقت** حضرت سیِّدُنا حذیفہ رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ ان کے پاس آئے اور انہیں بے چینی کا شکار دیکھ کر پوچھا: کیا یہ گھبراہٹ اور پریشانی کا وقت ہے؟ انہوں نے کہا: اے ابو عبد اللہ! میں کس لئے نہ گھبراؤں اور کیونکر پریشان نہ ہوں جبکہ میں جانتا ہوں میں نے کوئی عمل اخلاص کے ساتھ نہیں کیا۔ حضرت سیِّدُنا حذیفہ رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے کہا: اس نیک آدمی پر حیرت ہے جسے مرتے ہوئے اس بات کا یقین ہو کہ اسے اپنا ایسا کوئی عمل یاد نہیں جو اخلاص کے ساتھ کیا ہو۔ (احیاء العلوم جلد ۵ ص ۵۸۲)

تیرے خوف سے تیرے ڈر سے ہمیشہ
میں تھر تھر رہوں کانپتا یا الٰہی

(وسائل بخشش ص ۱۰۵)



جو نماز کی پابندی کریگا

شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: "جو نماز کی پابندی کریگا اللہ عزوجل پانچ باتوں کے ساتھ اس کا اکرام فرمائے گا: (۱) اس سے تنگی اور

(۲)قبر کا عذاب دور فرمائے گا(۳)اللہ عزوجل نامۂ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دے گا (۴)وہ پل صراط سے بجلی کی تیزی سے گزر جائے گا اور (۵) جنت میں بغیر حساب داخل ہو گا اور جو نماز کو سستی کی وجہ سے چھوڑے گا اللہ عزوجل اسے پندرہ سزائیں دے گا: پانچ دنیا میں، تین **موت کے وقت**، تین قبر میں اور تین قبر سے نکلتے وقت۔ دنیا میں ملنے والی سزائیں یہ ہیں: (۱)اس کی عمر سے برکت ختم کر دی جائے گی (۲) اس کے چہرے سے صالحین کی علامت مٹا دی جائے گی (۳) اللہ عزوجل اسے کسی عمل پر ثواب نہ دے گا (۴) اس کی کوئی دعا آسمان تک نہ پہنچے گی اور (۵) صالحین کی دعاؤں میں اس کا کوئی حصہ نہ ہو گا۔

موت کے وقت دی جانے والی سزائیں یہ ہیں (۱) وہ ذلیل ہو کر مرے گا (۲) بھوکا مرے گا اور (۳) پیاسا مرے گا اگرچہ اسے دنیا بھر کے سمندر پلا دیئے جائیں پھر بھی اس کی پیاس نہ بجھے گی۔

بے نمازی کو قبر میں دی جانے والی سزائیں یہ ہیں(۱) اس کی قبر کو اتنا تنگ کر دیا جائے گا کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں پیوست ہو جائیں گی (۲) اس کی قبر میں آگ بھڑکا دی جائے گی پھر وہ دن رات انگاروں پر لوٹ پوٹ ہوتا رہے گا اور (۳) قبر میں اس پر ایک اژدھا مسلط کر دیا جائے گا جس کا نام اَلشُّجَاعُ الْاَقْرَع ہے، اس کی آنکھیں آگ کی ہوں گی جبکہ ناخن لوہے کے ہوں گے، ہر ناخن کی لمبائی ایک دن کی مسافت تک ہو گی، وہ میت سے کلام کرتے ہوئے کہے گا: "میں اَلشُّجَاعُ الْاَقْرَع یعنی گنجا سانپ ہوں۔" اس کی آواز کڑک دار بجلی کی سی ہو گی، وہ کہے گا: "میرے رب عزوجل نے مجھے حکم دیا ہے کہ نمازِ فجر ضائع کرنے پر طلوع آفتاب

کے بعد تک مار تا رہوں اور نمازِ ظہر ضائع کرنے پر عصر تک مار تا رہوں اور نمازِ عصر ضائع کرنے پر مغرب تک مار تا رہوں اور نمازِ مغرب ضائع کرنے پر عشاء تک مار تا رہوں اور نمازِ عشاء ضائع کرنے پر فجر تک مار تا رہوں۔" جب بھی وہ اسے مارے گا تو وہ ۷۰ ہاتھ تک زمین میں دھنس جائے گا اور وہ قیامت تک اس عذاب میں مبتلا رہے گا۔

قبر سے نکلتے وقت میدان محشر میں ملنے والی سزائیں: (۱) وہ حساب کی سختی (۲) ربِّ قہار عزوجل کی ناراضگی اور (۳) جہنم میں داخلہ ہیں۔"

(کتاب الکبائر للامام الحافظ الذہبی، فصل فی المحافظة علی الصلوات والتھاون بھا، ص۲۴)

وضاحت: اس حدیثِ پاک میں عدد کی جو تفصیل بیان کی گئی ہے وہ ۱۵ کے عدد کو پورا نہیں کرتی کیونکہ تفصیل ۱۴ سزاؤں کی بیان ہوئی ہے شاید راوی پندرہویں سزا بھول گئے۔



ناپسند کرتا ہے

مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: "اللہ عزوجل زندگی میں بُخل اور **موت کے وقت** سخاوت کرنے والے شخص کو ناپسند کرتا ہے۔" (الجامع الصغیر للسیوطی، حرف الھمزة، الحدیث: ۱۸۵۷، ص۱۱۵)



بھلائی کے ساتھ وصیت کر

مَخْزنِ جود و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:"اے ابنِ آدم! تُو جب تک زندہ رہا بُخل کرتا رہا اور جب تیری موت کا وقت آیا تو اپنا مال لٹانے لگا، دو خصلتوں کو جمع نہ کر: (۱) زندگی میں برائی اور (۲) **موت کے وقت** بھی برائی، بلکہ اپنے ان رشتہ داروں کی طرف دیکھ جو محروم ہیں اور وارث نہیں بنتے، لہٰذا ان کے لئے بھلائی کے ساتھ وصیت کر۔"

(کنز العمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال البخل من الاکمال، الحدیث: ۷۴۱۳، ج۳، ص۱۸۳)



خوفناک صورت

منقول ہے:"حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم خلیل اللہ علٰی نبیناوعلیہ الصلٰوۃ والسلام نے ملک الموت علیہ السلام سے فرمایا:"کیاتم مجھے وہ صورت دکھاسکتے ہو جس میں تشریف لاکر نافرمانوں کی روح قبض کرتے ہو؟"حضرتِ سیدنا عزرائیل علیہ السلام نے کہا:"آپ علیہ السلام سہہ نہیں سکیں گے۔"حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم علٰی نبیناوعلیہ الصلٰوۃ والسلام نے کہا:"کیوں نہیں (میں دیکھ لوں گا)۔" انہوں نے کہا:" آپ مجھ سے الگ ہو جایئے۔"حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم علٰی نبیناوعلیہ الصلٰوۃ والسلام الگ ہوگئے۔ پھر ادھر متوجہ ہوئے تو ملاحظہ کیا، کالے کپڑوں میں ملبوس ایک سیاہ فام شخص ہے جس کے بال کھڑے ہیں، بدبو آرہی ہے، اس کے منہ اور نتھنوں سے آگ اور دُھواں نکل رہاہے۔(یہ دیکھ کر)حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم علٰی نبیناوعلیہ الصلٰوۃ والسلام پر بے ہوشی

طاری ہو گئی۔ جب ہوش آیا تو ملک الموت علیہ السلام اپنی اصل حالت پر آ چکے تھے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: "اے ملک الموت (علیہ السلام)! **موت کے وقت** صرف تمہاری صورت دیکھنا ہی فاسق وفاجر کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔"

(احیاء علوم الدین، کتاب الذکر والموت ومابعدہا، باب ثالث فی سکرات الموت۔۔۔۔۔ الخ، ج۵، ص۲۱۰)

حضرتِ سیّدُنا ابراہیم خلیل اللہ علٰی نبینا وعلیہ الصلٰوۃ والسلام نے کچھ لوگوں کو میت پر روتے ہوئے دیکھ کر ارشاد فرمایا: "اگر تم میت پر رونے کی بجائے خود اپنی جانوں پر روتے تو تمہارے لئے بہتر تھا کہ میت کو توتین ہولناک مراحل سے نجات مل گئی ہے: (۱)۔۔۔۔۔ملک الموت کو اس نے دیکھ لیا (۲)۔۔۔۔۔موت کا ذائقہ بھی اس نے چکھ لیا اور (۳)۔۔۔۔۔اسے (برے) خاتمے کا خوف بھی نہ رہا۔" لہٰذا عقل مند انسان کو چاہے کہ اپنی جان پر روئے کہ یہی اس کے زیادہ لائق ہے اور اسے اس بات سے ہر گز غافل نہیں ہونا چاہے کہ موت اس کی تلاش میں اس کے پیچھے پیچھے ہے۔

اے میرے اسلامی بھائیو! موت جیسا واعظ و مبلغ کوئی نہیں، مگر تم اس سے عبرت و نصیحت حاصل نہیں کرتے۔ وہ تمہاری تلاش میں ہے اور تم اس سے بے خبر۔ کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ تمہیں دنیا میں ہمیشہ رہنا ہے؟ (سنو!) موت کا جام ہر ایک کو پینا ہے۔ توشہ ساتھ لے لو، قافلہ چلنے کو تیار ہے۔ دُنیا کی رنگینیوں سے دھوکا نہ کھانا کہ یہ تو عارضی ہیں۔ جھوٹی اُمیدوں سے بچو کہ ان کا زہر زہرِ قاتل ہے۔ کب تک غفلت وجہالت کی چادر اوڑھے رہو گے؟ کب تک دنیوی مال اور اہل وعیال کے دھوکے میں رہو گے؟ کب تک اس حقیر وذلیل دُنیا کو آخرت

پر ترجیح دیتے رہو گے ؟ حالانکہ یہ تمہاری ہلاکت وبربادی کے لئے کوشاں ہے۔ کب تک اپنے سے پہلے جانے والوں کے پاس پہنچنے کو بھولے رہو گے ؟ کب تک کثرتِ ملامت وعتاب تم میں بے اثر رہے گی ؟ کب تک اپنا سارا مال واسباب چھوڑ کر کُوچ کرنے کو یاد نہیں کرو گے ؟ آخر کب تک تمہیں نصیحت سمجھ میں نہیں ائے گی ؟ بے شک تجھے کہا گیا، " جاگ جا او بے خبر ! جاگ جا۔ تیرے جیسے کتنوں کے ساتھ خواہشات کھیلیں۔" اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۙ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ؕ (پ۳۰،التکاثر:۱،۲)

ترجمۂ کنزالایمان: تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا۔

یعنی مال واولاد کی زیادہ طلبی نے تمہیں موت کی تیاری سے غافل رکھا۔ حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمَّت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: "عذابِ قبر سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ طلب کرو۔"

كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ ترجمۂ کنزالایمان: ہاں ہاں جلد جان جاؤ گے۔(پ۳۰،التکاثر:۳)

یعنی موت کی سختیوں اور ہولناکیوں کے وقت تم جان لو گے۔

ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ؕ ترجمۂ کنزالایمان: پھر ہاں ہاں جلد جان جاؤ گے۔(پ۳۰،التکاثر:4)

یعنی موت کے بعد قبر میں منکر نکیر کو دیکھ کر تم جان لو گے۔

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

قبر ستر گز لمبی

حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:"جب کسی بندۂ مؤمن کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کی قبر ستر گز لمبی اور ستر گز چوڑی کر دی جاتی ہے۔ اس پر خوشبودار ٹھنڈی ہوائیں چلائی جاتی ہیں۔ اسے ریشمی لباس پہنایا جاتا ہے۔ پھر اگر اس کے نامۂ اعمال میں کچھ تلاوتِ قرآن بھی ہو تو اس کا نور ہی اسے قبر میں کافی ہوتا ہے۔ اور اس کی مثال دلہن کی سی ہے کہ وہ سوتی ہے تو اس کا محبوب ترین شخص ہی اسے بیدار کرتا ہے پھر وہ اس طرح بیدار ہوتی ہے گویا ابھی اس کی نیند باقی ہے۔ اور فاجر و فاسق اور کافر کی قبر کو اس قدر تنگ کر دیا جاتا ہے کہ اس کی پسلیاں ٹوٹ پھوٹ کر ایک دوسرے میں پیوست ہو جاتی ہیں۔ اس پر اونٹ کی گردن کی مانند موٹے موٹے سانپ چھوڑ دیئے جاتے ہیں۔ وہ ان کا گوشت کھاتے ہیں یہاں تک کہ ہڈیوں پر ذرہ برابر گوشت بھی نہیں چھوڑتے۔ پھر گونگے، بہرے اور اندھے فرشتوں کو لوہے کے گرز دے کر اس پر مسلّط کر دیا جاتا ہے۔ تو وہ ان گرزوں سے اسے مارتے ہیں، انہیں سنائی نہیں دیتا کہ اس کی چیخ و پکار سن کر ترس کھائیں، نہ انہیں دکھائی دیتا ہے کہ اس کی حالتِ زار دیکھ کر اس پر نرمی برتیں۔ اسے صبح و شام آگ پر پیش کیا جاتا ہے۔"(الامان والحفیظ)

(مصنف عبدالرزاق، کتاب الجنائز، باب الصبر و البکاء والنیاحة، الحدیث٦٧٣١، ج٣، ص٣٧٤، بتغیرٍ)



بُرے خاتمے کاخوف

سرکارِ والاتبار، بے کسوں کے مدد گار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے صحابی حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ عزوجل کی قسم اٹھا کر فرماتے تھے :"جو **موت کے وقت** ایمان کے چھن جانے سے بے خوف رہے گا اس کی موت کے وقت اس کا ایمان چھین لیا جائے گا۔"یعنی اس کا ایمان اللہ عزوجل کی خفیہ تدبیر سے بے خوف رہنے کی وجہ سے چھینا جائے گا۔(جہنم میں لے جانے والے اعمال جلد ا ص ۹۱)

مسلماں ہے عطار تیری عطا سے

ہو ایمان پر خاتمہ یا الٰہی

(وسائل بخشش ص ۱۰۵)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

واپسی کی تمنا کریگا

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:"جس کے پاس اتنا مال ہو کہ وہ بیت اللہ شریف کا حج کر سکے اور حج نہ کرے یا اس پر زکوٰۃ واجب ہو جائے اور وہ اس مال کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو وہ **موت کے وقت** واپسی کی تمنا کریگا۔" ایک شخص نے کہا:"اے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما! اللہ عزوجل سے ڈریں، واپسی کی تمنا تو کفار کریں گے۔"حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہمانے ارشاد فرمایا:"میں ابھی تمہیں قرآن کریم سناتا ہوں، اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وَ اَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَیَقُوْلَ رَبِّ لَوْ لَاۤ اَخَّرْتَنِیْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِیْبٍۙ فَاَصَّدَّقَ وَ اَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ(۱۰)

ترجمۂ کنز الایمان: اور ہمارے دیئے میں سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرو قبل اس کے کہ تم میں کسی کو موت آئے پھر کہنے لگے اے میرے رب! تو نے مجھے تھوڑی مدت تک مہلت کیوں نہ دی کہ میں صدقہ دیتا اور نیکوں میں ہوتا۔(پ۲۸،المنافقون:۱۰)

(جامع الترمذی، ابواب تفسیر القرآن ، باب سورۃ المنافقون، الحدیث: ۳۳۱۶، ص۱۹۹۱)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

موت کے وقت بدبو

امیرُ الْمؤمِنین حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، اپنے آپ کو پیٹ بھر کر کھانے سے بچاؤ کہ یہ زندگی میں بوجھ اور **موت کے وقت** بدبُو ہے۔

(اِحْیاءُ الْعُلوم ج۳ ص۹۰)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

ایمان سلب ہو جاتا ہے

حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو شخص **موت کے وقت** ایمان کے سلب ہو جانے سے بے خوف ہو اس کا ایمان سلب ہو جاتا ہے۔ اور حضرت سیدنا سہل رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں صدیقین کا خوف یہ ہے کہ وہ ہر خطرے اور ہر حرکت کے وقت برے خاتمے سے ڈرتے ہیں اور انہی لوگوں کا وصف اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا:

وَّ قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ. (پ۱۸ المؤمنون آیت ۶۰)

ترجمہ کنزالایمان: اور ان کے دل ڈر رہے ہیں یوں کہ ان کو اپنے رب کی طرف پھرنا ہے۔

(فیضانِ احیاء العلوم ص۱۹۲)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆



دریائے رحمتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کا جوش

حضرتِ سیِّدُنا عبدالرحمن بن ابراہیم فِہرِیّ علیہ رحمۃ اللہ القوی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ "حضرتِ سیِّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے مُبارَک زمانہ میں ایک نوجوان گناہوں بھری زندگی گزار رہا تھا۔ اسی بد مَستی کے عالم میں اسے سخت بیماری لاحق ہوگئی اور مِرگی کے دورے پڑنے لگے۔ جب کمزوری حد سے بڑھنے لگی تو انتہائی رنج و غم کے عالَم میں بہت ہی خفیف آواز کے ساتھ اپنے رحیم و کریم پروَرْدگار عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اس طرح التجا کی:

"اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میرے گناہوں سے درگزر فرما، مجھے اس بیماری سے چھٹکارا عطا فرما۔ اے میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! اب میں کبھی بھی گناہ نہ کروں گا۔"

اس کی دعا قبول ہوئی اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے شفاء عطا فرمادی۔ لیکن صحتیابی کے بعد وہ دوبارہ گناہوں میں منہمک ہوگیا۔ اور پہلے سے زیادہ نافرمانی کرنے لگا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے دوبارہ اس پر بیماری مسلط فرمادی ۔ وہ پھر گڑ گڑانے لگا اور عرض گزار ہوا: "اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! اس مرتبہ مجھے شفاء عطا فرمادے اب دوبارہ کوئی گناہ نہ کروں گا۔" اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے پھر تندرستی عطا فرمادی۔ لیکن اس کی آنکھوں پر پھر غفلت کا پردہ پڑ گیا اور

گناہوں کی طرف مائل ہو کر پہلے سے بھی اور زیادہ نافرمان ہو گیا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے پھر بیماری میں مبتلا کر دیا۔ اس مرتبہ مرض بہت شدید تھا۔ اس نے بڑی نقاہت بھری غمگین آواز میں خدائے رحمن ورحیم کو پکارا: "اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میرے گناہوں کو بخش دے، مجھ پر رحم فرما اور مجھے بیماری سے شفاء عطا فرما۔ میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! میں پھر کبھی تیری نافرمانی نہ کروں گا۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے کرم کیا اور پھر صحت عطا فرمادی۔ تندرست ہوتے ہی وہ پھر گناہوں میں مبتلا ہوا اور بہت زیادہ نافرمان ہو گیا۔ ایک مرتبہ اچانک اس کی ملاقات حضرتِ سیِّدُنا حسن بصری، ایوب سَخْتِیَانِی، مالک بن دینار اور صالح مُرّی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ہوئی۔ جب حضرتِ سیِّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اس نوجوان کو گناہوں میں منہمک دیکھا تو فرمایا۔ "اے نوجوان! اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس طرح ڈر گویا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے۔ اگر تو اسے نہیں دیکھ سکتا، تو یہ مت بھول کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔"

یہ سن کر اس نوجوان نے کہا:" اے ابو سعید! مجھ سے دور رہیے، بے شک میں تو مصیبت و آفت میں ہوں اور دنیا کو خوب ظاہر کرنا چاہتا ہوں۔" حضرتِ سیِّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: "اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! بے شک اس نوجوان کی موت قریب ہے۔ **موت کے وقت** اسے بہت پریشانی ہو گی۔ نزع کی سختیاں اسے بہت تنگ کریں گی۔" اس واقعہ کے کچھ ہی دن بعد حضرتِ سیِّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی ساتھیوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ اس گناہ گار نوجوان کا بھائی آپ رحمۃ اللہ

تعالیٰ علیہ کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: اے ابو سعید! میں اسی نوجوان کا بھائی ہوں جسے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نصیحت فرمائی تھی۔ میرے بھائی پر موت کے سائے گہرے ہوتے جارہے ہیں، اس پر نزع کی کیفیت طاری ہے اور بڑی مصیبت میں مبتلا ہے۔"

حضرتِ سیّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا:"آؤ! چل کر دیکھتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے ساتھ کیا معاملہ فرماتا ہے؟" چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اس کے گھر پہنچے۔ دروازے پر دستک دی تو اس کی بوڑھی ماں نے پوچھا :"کون ہے؟" فرمایا:"حسن۔" آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آواز سن کر بوڑھی ماں نے کہا:"اے ابو سعید! آپ جیسے نیک شخص کو کیا چیز میرے بیٹے کے پاس کھینچ لائی حالانکہ یہ تو ہمیشہ گناہوں کا مرتکب رہا اور حرام کاموں میں پڑا رہا؟" فرمایا:"محترمہ آپ ہمیں اپنے بیٹے کے پاس آنے کی اجازت دیں، بے شک ہمارا پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ گناہوں کو بخشنے والا اور خطاؤں کو مٹانے والا ہے۔"

بوڑھی ماں نے اپنے بیٹے کو بتایا کہ حضرتِ سیّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی دروازے پر کھڑے ہیں وہ اندر آنا چاہتے ہیں۔ کہا:"اے میری پیاری ماں! حضرتِ سیّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی یا تو میری عیادت کرنے آئے ہیں یا پھر زَجر وتَوبیخ کرنے۔ بہر حال آپ دروازہ کھول دیں۔" جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اندر تشریف لائے تو دیکھا کہ نوجوان نزع کی سختیوں میں مبتلا ہے۔ اس پر نا اُمیدی ورَنج واَلم کے سائے گہرے ہوتے جارہے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:"اے نوجوان! اللہ عَزَّوَجَلَّ سے معافی طلب کر! بے

شک وہ رحیم و کریم پروردگار عَزَّوَجَلَّ تیرے گناہوں کو بخش دے گا۔"نوجوان نے کہا:اے ابو سعید!اب وہ میرے گناہوں کو نہیں بخشے گا۔"فرمایا:"اے نوجوان!کیا تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے بخل ثابت کرنا چاہتے ہو؟،وہ پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ تو بہت زیادہ کریم وجوّاد ہے۔اس کی رحمت سے مایوس کیوں ہوتے ہو۔"

کہا:" اے ابو سعید علیہ رحمۃ اللہ المجید !میں نے رحیم و کریم پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کی،تو اس نے مجھے بیماری میں مبتلا کر دیا۔میں نے شِفا طلب کی تو اس نے شفاء عطا فرمائی۔ میں نے پھر نافرمانی کی تو دوبارہ بیماری میں مبتلا ہو گیا۔پھر گناہوں سے معافی طلب کی اور صحتیابی کی دعا مانگی۔ اس پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے مجھے شفاء عطا فرمادی۔میں اسی طرح گناہ کرتا رہا اور وہ معاف کرتا رہا۔اب پانچویں مرتبہ بیمار ہوا ہوں،میں نے اس مرتبہ پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کی اور صحتیابی کے لئے عرض گزار ہوا تو اپنے گھر کے کونے سے یہ غیبی آواز سنی۔:"تیری دعا و مناجات قبول نہیں ہم نے تجھے کئی مرتبہ آزمایا مگر ہر مرتبہ تجھے جھوٹا پایا۔"

نوجوان کی یہ بات سن کر حضرتِ سیِّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا:" چلو واپس چلتے ہیں۔" یہ کہہ کر آپ وہاں سے تشریف لے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جانے کے بعد اس نوجوان نے اپنی والدہ سے کہا:"اے میری ماں!یہ حضرتِ سیِّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی تھے شاید یہ میری طرف سے میرے پاک

پروردگار عَزَّوَجَلَّ سے ناامید ہوگئے ہیں حالانکہ میرا مولیٰ عَزَّوَجَلَّ تو گناہوں کو بخشنے والا اور خطاؤں سے درگزر فرمانے والا ہے۔ وہ اپنے بندوں کی توبہ ضرور قبول فرماتا ہے۔

اے میری پیاری ماں! میری موت کا وقت قریب ہے۔ جب سانس اُکھڑنے لگے اور میرا جسم بے جان ہونے لگے، میری آنکھیں بند ہوجائیں، جسم پیلا پڑجائے، آواز بند ہوجائے اور میری روح دارُالفناء سے دارُالبقاء کی طرف پرواز کرنے لگے تو میرا گریبان پکڑ کر مجھے گھسیٹنا، میرا چہرہ خاک آلود کردینا۔ پھر میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ سے میرے گناہوں کی معافی طلب کرنا۔ بے شک وہ رحمن ورحیم مولیٰ عَزَّوَجَلَّ گناہوں کو بخشنے والا ہے۔ میں اس کی رحمت سے ناامید نہیں۔ اتنا کہہ کر نوجوان خاموش ہوگیا۔ اس کی بوڑھی ماں نے حسبِ وصیت اس کے گلے میں رسی ڈال کر گھسیٹا، اس کے چہرے پر مٹی ڈالی۔ پھر اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کئے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اس طرح فریاد کرنے لگی:

"اے میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! میں تجھ سے تیری اُس رحمت کا سوال کرتی ہوں جو تو نے حضرتِ سیّدُنا یعقوب علٰی نبینا وعلیہ الصلٰوۃ والسلام پر نازل فرمائی اور ان کے بیٹے کو ان سے ملادیا۔ اے میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! تجھے اسی رحمت کا واسطہ جو تو نے حضرتِ سیّدُنا ایوب علٰی نبینا وعلیہ الصلٰوۃ والسلام پر نازل فرمائی اور ان کی آزمائش کو دور فرمادیا۔ میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! میرے بیٹے پر بھی رحم فرما۔ اس کے گناہوں سے درگزر فرما کر اسے بھی معاف فرمادے۔"

جب اس نوجوان کا انتقال ہوگیا تو اس کی والدہ نے ہاتفِ غیبی سے یہ آواز سنی "تیرے بیٹے پر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے رحم فرمایا اور اس کے تمام گناہ معاف فرمادیئے" اسی طرح ایک آواز

حضرتِ سیِّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کو سنائی دی، کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا: "اے ابو سعید !اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس نوجوان پر رحم فرما کر اس کے گناہوں کو بخش دیا، اب وہ جنتی ہے۔" چنانچہ حضرتِ سیِّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اس نوجوان کے جنازے میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے۔

رحمت دا دریا الٰہی ہر دم وگدا تیرا
جے اک قطرہ بخشے مینوں کم بن جاوے میرا

(عیون الحکایات جلد دوم ص ۲۱۔۲۴)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

تین قبروں کا عجیب وغریب واقعہ

حضرتِ سیِّدُنا عبید اللہ بن صَدَقَہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے والد کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں: "ایک دفعہ میں اَنْطَابُلُس میں تھا وہاں میں نے تین قبریں دیکھیں جو کافی اونچی جگہ پر بنی ہوئی تھیں۔ قریب گیا تو ایک قبر پر یہ اشعار لکھے ہوئے تھے:

وَكَيْفَ يَلَذُّ الْعَيْشَ مَنْ هُوَعَالِمٌ
بِاَنَّ اِلٰهَ الْخَلْقِ لَا بُدَّ سَائِلُهُ
فَيَاْخُذُ مِنْهُ ظُلْمَهُ وَيَجْزِيْهِ
بِالْخَيْرِ الَّذِیْ هُوَ فَاعِلُهُ

ترجمہ:وہ زندگی کا مزا کیسے پا سکتا ہے جو جانتا ہے کہ خالقِ کائنات عَزَّوَجَلَّ اس سے پوچھ گچھ کرنے والا اور اس کے اچھے برے اعمال کا بدلہ دینے والا ہے۔

دوسری قبر پر یہ اشعار درج تھے:

وَكَيْفَ يَلُذُّ الْعَيْشَ مَنْ كَانَ مُوْقِنًا
بِاَنَّ الْمَنَايَا بَغْتَةً سَتُعَاجِلُهُ
فَتَسْلُبُهُ مُلْكًا عَظِيْمًا وَنَخْوَةً
وَتُسْكِنُهُ الْبَيْتَ الَّذِىْ هُوَ آهِلُهُ

ترجمہ:وہ شخص زندگی کا مزا کیسے پا سکتا ہے جسے پختہ یقین ہو کہ موت اس کو جلد ہی آدبوچے گی،اس کی سلطنت و تکبر چھین لے گی اور اس کو اندھیری کوٹھڑی میں ڈال دے گی۔

تیسری پر یہ اشعار درج تھے:

وَكَيْفَ يَلُذُّ الْعَيْشَ مَنْ كَانَ صَائِرًا
اِلٰى جَدَثٍ تُبْلِى الشَّبَابَ مَنَاهِلُهُ
وَيَذْهَبُ رَسْمُ الْوَجْهِ مِنْ بَعْدِ صَوْ تِهٖ
سَرِيْعًا وَّيُبْلِىْ جِسْمَهُ وَمُفَاصِلَهُ

ترجمہ:وہ شخص زندگی کا مزا کیسے پا سکتا ہے جو ایسی قبر کا مکین بننے والا ہو جو اس کے حسن وشباب کو خاک میں ملادے گی،اس کے چہرے کی چمک دمک ختم کردے گی اور اس کا جوڑ جوڑ علیحدہ کردے گی۔

یہ قبریں دیکھ کرمیں بستی کی طرف آیاتو ایک ضعیفُ العمر شخص سے ملاقات ہوئی۔میں نے اسے کہا:"مَیں نے تمہاری بستی میں ایک عجیب بات دیکھی ہے۔"اس نے پوچھا:"کون سی بات ؟"میں نے اسے قبروں کامعاملہ بتایاتواس نے کہا:"ان کاواقعہ انتہائی عجیب وغریب ہے۔"میں نے کہا:"اگرواقعی ایسی بات ہے تومجھے بتاؤ کہ یہ تین قبریں کن کی ہیں اوران پر یہ اشعار لکھنے کی کیاوجہ ہے؟"یہ سن کر بوڑھے نے کہا:"اس علاقے میں تین بھائی رہتے تھے، ایک بھائی کوبادشاہ نے شہروں اور فوجی لشکروں پر امیر مقرر کر رکھا تھا اوروہ بڑا ظالم وسفّاک تھا۔دوسرا نیک دل تاجر تھا،جب بھی کوئی پریشان حال غریب اس سے مدد طلب کرتا تووہ اس کی مدد کرتا۔جبکہ تیسرا بھائی عابدوزاہد تھااس نے دنیوی مشاغل چھوڑ کرعبادت وریاضت اختیار کرلی تھی۔جب عابد کی وفات کاوقت قریب آیاتودونوں بھائیوں نے کہا:"پیارے بھائی !آپ ہمیں کوئی وصیت کیوں نہیں کرتے؟"عابد نے کہا:"خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم!میرے پاس نہ تو مال ہے ،نہ ہی میرا کسی پر قرض ہے،نہ ہی کوئی دنیوی مال چھوڑ کر جارہاہوں جس کے ضائع ہونے کامجھے اندیشہ ہو،اب تم ہی بتاؤ کہ میں کس چیز کی وصیت کروں؟"

یہ سن کر اس کے حاکم بھائی نے کہا:"اے میرے بھائی !میرا مال آپ کے سامنے موجودہے ،آپ جو بھی حکم فرمائیں گے میں اسے پوراکروں گا۔" پھر اس کے تاجر بھائی نے کہا:"اے میرے بھائی !آپ میری تجارت اورمالِ تجارت سے خوب واقف ہیں،میرے پاس مال کی فراوانی ہے ،اگرکوئی ایسا عمل رہ گیاہوجوصرف مال ودولت خرچ کرکے ہی

پورا کیا جاسکتا ہے اور آپ وہ نیک عمل نہیں پاتے تو میرا تمام مال آپ کی خدمت میں حاضر ہے، آپ جو حکم فرمائیں گے میں پورا کروں گا۔"

عابد نے کہا:"اے میرے بھائیو! مجھے تمہارے مال کی کوئی ضرورت نہیں۔ہاں! میں تم سے ایک عہد لینا چاہتا ہوں، اگر ہو سکے تو اسے پورا کر دینا، اس میں کوتاہی نہ کرنا۔" دونوں نے کہا:"آپ جو چاہیں عہد لیں ہم آپ کی ہر خواہش پوری کریں گے۔" عابد نے کہا:"جب میں مر جاؤں تو غسل و کفن کے بعد مجھے کسی اونچی جگہ دفنانا اور میری قبر پر یہ اشعار لکھ دینا:

وَکَیْفَ يَلُذُّ الْعَیْشَ مَنْ هُوَعَالِمٌ

بِاَنَّ اِلٰهَ الْخَلْقِ لَا بُدَّ سَائِلُهُ

فَيَاْخُذُ مِنْهُ ظُلْمَهُ وَيَجْزِيْهِ

بِالْخَيْرِ الَّذِیْ هُوَ فَاعِلُهُ

یہ اشعار لکھ کر تم دونوں میری قبر کی زیارت کے لئے روزانہ آتے رہنا، شاید! تمہیں نصیحت حاصل ہو۔" جب عابد کا انتقال ہو گیا تو حسبِ وصیت اس کی قبر پر مندرجہ بالا اشعار لکھ دیئے گئے۔اس کا حاکم بھائی اپنے لشکر کے ساتھ دو دن تک اس کی قبر پر آیا اور اشعار پڑھ کر روتا رہا۔ تیسرے دن بھی کافی دیر تک روتا رہا، جب واپس جانے لگا تو اس نے قبر کے اندر سے ایک خوفناک دھماکے کی آواز سنی، قریب تھا کہ اس کا دل پھٹ جاتا۔خوف کے مارے وہ سر پر پاؤں رکھ کر بھاگا اور گھر پہنچ کر دَم لیا۔وہ بہت زیادہ غمگین و خوف زدہ تھا۔رات کو خواب میں اپنے بھائی کو دیکھ کر پوچھا:"اے میرے بھائی! تمہاری قبر سے جو آواز میں نے سنی وہ کس

چیز کی تھی""؟ کہا:"یہ جہنمی ہتھوڑے کی آواز تھی جو میری قبر میں مارا گیا اور مجھ سے کہا گیا: "تو نے ایک مظلوم کو دیکھا اور باوجودِ قدرت اس کی مدد نہ کی، یہ اس کی سزا ہے۔" یہ خواب دیکھ کر اس نے وہ رات بڑی بے چینی میں گزاری۔ صبح اپنے تاجر بھائی اور دوسرے عزیزوں کو بلا کر کہا: "اے میرے بھائی! ہمارے عابد بھائی نے اپنی قبر پر عبرت آموز اشعار لکھوا کر ہمیں بہت اچھی نصیحت کی، میں تم سب کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ اب میں تمہارے درمیان نہیں رہوں گا۔" پھر اس نے اَمارت و حکومت چھوڑی اور پہاڑوں اور جنگلوں میں جا کر عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گیا۔ جب خلیفہ عبد المَلِک بن مَرْوَان کو اطلاع ملی تو اس نے کہا: "اسے اس کی حالت پر چھوڑ دو۔" جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو چند چرواہوں کے ذریعے اس نے اپنے تاجر بھائی کو بلوا بھیجا۔ اس نے آکر کہا: "اے میرے بھائی! آپ مجھے کوئی وصیت کیوں نہیں کرتے۔" اس نے کہا: "میرے پاس مال و دولت نہیں جس کی وصیت کروں، بس میں تو تم سے ایک عہد لینا چاہتا ہوں۔ سنو! جب میں مر جاؤں تو مجھے میرے عابد بھائی کے پہلو میں دفنا کر میری قبر پر یہ اشعار لکھ دینا:

وَكَيْفَ يَلَذُّ الْعَيْشَ مَنْ كَانَ مُوْقِنًا
بِاَنَّ الْمَنَايَا بَغْتَةً سَتُعَاجِلُهُ

فَتَسْلُبُهُ مُلْكًا عَظِيًما وَنَخْوَةً
وَتُسْكِنُهُ الْبَيْتَ الَّذِىْ هُوَ آهِلُهُ

یہ اشعار لکھنے کے بعد مسلسل تین دن تک میری قبر پر آنا اور میرے لئے دعا کرنا شاید اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھ پر رحم فرمائے اور مجھے بخش دے۔" یہ کہہ کر اس کا انتقال ہو گیا۔ تاجر حسبِ وصیت مسلسل دو دن تک آیا۔ جب تیسرے دن آیا تو اس کی قبر کے پاس بیٹھ کر دعا کرتا رہا اور مسلسل روتا رہا۔ جب واپس جانے کا ارادہ کیا تو اس نے قبر میں دیوار کے گرنے کی آواز سنی۔ آواز اتنی خطرناک تھی کہ عقل ضائع ہونے کا خطرہ تھا۔ وہ خوف زدہ اور غمگین ہو کر گھر آ گیا۔ جب سویا تو خواب میں اپنے بھائی کو دیکھ کر پوچھا: "اے میرے بھائی! آپ ہمارے گھر کیوں نہیں آتے؟" اس نے کہا: "ہم ایسے مقامات پر ہیں کہ کہیں جانے کو جی نہیں چاہتا۔" تاجر نے کہا: "بھائی آپ کا کیا حال ہے؟" کہا: "توبہ کی برکت سے ہر خیر و بھلائی نصیب ہوئی ہے۔" میں نے کہا: "میرے عابد بھائی کا کیا حال ہے؟" کہا: "وہ ابراروں (یعنی نیک لوگوں) کے ساتھ ہے۔" پوچھا: "آپ کی طرف سے ہمیں کیا نصیحت و حکم ہے؟" کہا: "جو کوئی دنیا میں رہ کر آخرت کے لئے کچھ بھیجے گا اسے وہاں ضرور پائے گا۔ پس تُو اپنے لئے آخرت کا ذخیرہ اکٹھا کر اور موت سے پہلے کچھ اعمالِ صالحہ جمع کر لے۔"

تاجر نے صبح ہوتے ہی دنیا کو خیر باد کہہ کر تمام مال تقسیم کر دیا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کے لئے کمر بستہ ہو گیا۔ اس کا ایک بیٹا تھا جو انتہائی حسین و جمیل اور سمجھ دار تھا۔ اب اس نے تجارت شروع کر دی اور خوب مال دار ہو گیا۔ جب اس کے باپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے باپ سے کہا: "ابا جان! کیا وجہ ہے کہ آپ مجھے کوئی وصیت نہیں کر رہے؟" اس نے کہا: "میرے بیٹے! خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! تیرے باپ کے پاس مال نہیں ہے جس کے

متعلق تجھے وصیت کرے۔ہاں! میں تجھ سے ایک عہد لیتاہوں کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے اپنے دونوں چچاؤں کے ساتھ دفنانااور میری قبر پر یہ اشعار لکھ دینا:

وَكَيْفَ يَلُذُّ الْعَيْشَ مَنْ كَانَ صَائِرًا
اِلٰى جَدَاثٍ تُبْلِي الشَّبَابَ مَنَاهِلُهُ
وَيَذْهَبُ رَسْمُ الْوَجْهِ مِنْ بَعْدِ صَوْتِهٖ
سَرِيْعًا وَّيُبْلِيْ جِسْمَهُ وَمُفَاصِلَهُ

اور جب تو تدفین سے فارغ ہو جائے تو کم از کم تین دن تک میری قبر پر آنااور میرے لئے دعا کرنا۔" بیٹے نے حسبِ وصیت باپ کو دونوں چچاؤں کے ساتھ دفن کیااور روزانہ زیارت کے لئے آنے لگا۔ تیسرے دن قبر سے ایک خطرناک آواز سنی توخوف زدہ و غمگین ہو کر گھر لوٹ آیا۔ جب سویاتوخواب میں اس کا والد کہہ رہاتھا:"اے میرے بیٹے!تم ہمارے پاس بہت کم وقت کے لئے آئے۔ سنو! موت بہت قریب ہے اورآخرت کاسفر بہت کٹھن ہے، جلدی سے سفر آخرت کی تیاری کر لو اورزادِراہ تیار کر لو۔بس آخرت کی منزل کی طرف تمہارا کوچ ہونے والاہے۔ جلد ہی تُم اس فانی دنیا کو چھوڑنے والے ہو،اس دھوکے باز دنیاسے اس طرح دھوکہ نہ کھانا جیسے تجھ سے پہلے لوگ بڑی بڑی اُمیدیں دل میں لئے یہاں سے چل بسے۔انہوں نے حشر کے معاملے کو معمولی جانا تو **موت کے وقت** شدید نادم ہوئے اور گزری ہوئی زندگی پر انہیں بہت افسوس ہوا۔جب موت منہ کو آجائے تو اس وقت کی ندامت کوئی فائدہ نہیں دیتی

اوراس وقت کاافسوس قیامت کے نقصان سے ہر گزنہ بچائے گا۔اے میرے بیٹے!جلدی کر، جلدی کر، جلدی کر!(موت کی تیاری کرلے)۔

راوی کہتے ہیں:"جو بوڑھا مجھے یہ واقعہ بیان کر رہاتھااس نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا:اس نوجوان نے ہمیں اپنا خواب سنایااور کہا:"معاملہ بالکل ویساہی ہے جیسامیرے والد نے بیان کیا،میر اغالب گمان ہے کہ موت نے مجھ پر اپنے پَر پھیلانا شروع کر دیئے ہیں۔" پھر اس نے اپناقرض اداکیا، کاروباری شریکوں سے معاملہ صاف کیا،اپنے دوستوں اوراہلِ قرابت سے معافی مانگی، انہیں سلامتی کی دعادی، ان سے اپنی سلامتی کی دعاکاوعدہ لیا، پھر سب کویوں"اَلْوَدَاع" کہنے لگا جیسے کسی بہت بڑے حادثے سے دوچار ہونے والاہو۔ پھر کہا:"میرے والد نے مجھ سے تین مرتبہ کہا تھا:"جلدی کر، جلدی کر، جلدی کر۔" اگر اس سے مراد تین گھنٹے تھے تو وہ گزر گئے، اگر تین دن مراد ہیں تو میں تین دن بعد ہر گز تمہارے پاس نہ رہ سکوں گا، اگر تین مہینے مراد ہیں تو وہ بہت جلد گزر جائیں گے، اگر تین سال مراد ہیں تو اگرچہ یہ ایک بڑی مدت لگتی ہے لیکن یہ بھی جلد گزر جائے گی، خواہ مجھے پسند ہو یانہ ہو موت بالآخر ضرور آکر رہے گی۔ وہ نوجوان یہ کہتا جاتا اور اپنامال و دولت تقسیم کرتا جاتا۔ جب تین دن مکمل ہوئے تو اس نے اپنے اہلِ خانہ کو اور انہوں نے اسے الوداع کہا۔ پھر قبلہ رُخ لیٹ کر آنکھیں بند کیں، کلمۂ شہادت پڑھااور اس کی روح دارِ فانی سے دارِ عقبیٰ کی طرف پرواز کر گئی۔ اس کی موت کی خبر سن کر کچھ ہی دیر میں مختلف علاقوں سے لوگ جمع ہو گئے۔ اورآج تک لوگوں کا یہ معمول ہے کہ وہ مختلف شہروں اور علاقوں سے آآکر اس کی قبر کی زیارت کرتے اوراسے سلام کرتے ہیں۔"

(عیون الحکایات جلد دوم ص ۳۵۷۔۳۶۰)

☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆

آخری درجہ کو بھی حاصل کرے

زید بن اسلم رَحْمَۃُ اللہ عَلَیْہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب مومن کسی اپنے عمل کی وجہ سے کسی درجہ کو نہیں پاسکتا تو **موت کے وقت** اسے سکرات اور اس کے دُکھ سے واسطہ پڑتا ہے تاکہ وہ اس طرح جنت کے اس آخری درجہ کو بھی حاصل کرے جسے وہ اعمال سے حاصل نہیں کرسکا، اگر کسی کافر کے کچھ اچھے اَعمال ہوتے ہیں اور دنیا میں اسے اس کا بدلہ حاصل نہیں ہوسکا ہے تو اس پر موت کی شدت کو ہلکا کردیا جاتا ہے تاکہ وہ ان اچھے کاموں کا بدلہ پالے اور مرنے کے بعد سیدھا جہنم میں جائے۔(مکاشفۃ القلوب ص ۳۲۳)

☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆

صلوا علی الحبیب
صلی اللہ علی محمد
صلی اللہ علیہ والہ وسلم

دوسرا باب

موت کا وقت

آپ اس باب میں ملاحظہ فرمائیں گے:

☆...مجھے جلا دینا۔

☆...موت مجھے محبوب ہے۔

☆...قابلِ رشک موت۔

☆...مجھے میرے مختلف اموال دکھاؤ۔

☆...پاک دامن ملکہ۔

☆...اخروی راحت پر دنیوی آرام قربان۔

☆...مرنے والے کی حالت پانچ طرح کی ہوتی ہے۔

مجھے جلادینا

رسولِ اکرم،نورِ مجسَّم،شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ سلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے :"ایک شخص اپنی جان پر گناہوں کے ذریعے ظلم کیا کرتا تھا،جب اس کی **موت کاوقت** آیاتو اس نے اپنے بیٹوں سے کہا:"جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا دینا، پھر میری راکھ کو پیس کر ہوا میں اڑادینا، اللہ عزوجل کی قسم!اگر اللہ عزوجل نے مجھے عذاب دیناچاہاتو ایساعذاب دے گا جو اس نے کسی کو نہ دیا ہو گا،پس جب اس کا انتقال ہوا تو اس کی وصیت پر عمل کیا گیا، پھر اللہ عزوجل نے زمین کو حکم دیا:"اس کے جواَجزاء تجھ پر ہیں ان کو جمع کر دے۔"زمین نے حکم کی تعمیل کی اور وہ بندہ کھڑا ہو گیاتو اللہ عزوجل نے اس سے پوچھا:"تجھے ایسا کرنے پر کس چیز نے اُبھاراتھا؟"اس نے عرض کی:"یارب عزوجل!تیرے خوف نے۔"تواس کو بخش دیا گیا۔"

(صحیح البخاری ، کتاب احادیث الانبیاء ، باب ۵۴،الحدیث:۳۴۸۱،ص۲۸۴)

گر تو ناراض ہوا میری ہلاکت ہوگی
ہائے میں نارِ جہنم میں جلوں گا یا رب
عفو کر اور سدا کے لئے راضی ہو جا
گر کرم کر دے تو جنت میں رہوں گا یا رب

(وسائل بخشش ص۸۵)



ابو طالب پر انفرادی کوشش

جب ابو طالب کی **موت کا وقت** قریب آیا تو نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تشریف لائے اور (دعوتِ اسلام پیش کرتے ہوئے) فرمایا، "اے چچا! آپ کلمہ پڑھ لیجئے، یہ وہ کلمہ ہے کہ اس کے سبب سے میں خدا عزوجل کے دربار میں آپ کی مغفرت کے لئے اصرار کروں گا۔" اس وقت ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ ابو طالب کے پاس موجود تھے۔ ان دونوں نے ابو طالب سے کہا ، "اے ابو طالب! کیا تم عبد المطلب کے دین سے روگردانی کروگے؟" پھر یہ دونوں برابر ابو طالب سے گفتگو کرتے رہے یہاں تک کہ ابو طالب نے کلمہ نہیں پڑھا بلکہ ان کی زندگی کا آخری قول یہ تھا کہ "میں عبد المطلب کے دین پر ہوں۔" یہ کہنے کے بعد ان کی روح پرواز کر گئی۔

رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اس سے بڑا صدمہ پہنچا۔ اور آپ نے فرمایا کہ "میں آپ کے لئے اس وقت تک دعائے مغفرت کرتا رہوں گا جب تک اللہ تعالیٰ مجھے منع نہ فرمادے۔" اس کے بعد یہ آیت نازل ہوگئی کہ،

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۳﴾

ترجمہ کنز الایمان: نبی اور ایمان والوں کو لائق نہیں کہ مشرکوں کی بخشش چاہیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہوں جب کہ انہیں کھل چکا کہ وہ دوزخی ہیں۔ (پ۱۱، التوبۃ: ۱۱۳)

(بخاری، باب قصہ ابی طالب، ج۲ ص۵۸۳، رقم: ۳۸۸۴)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

ایک حدیث سناتا ہوں

حضرتِ سیدنا سَعِیْد بن مسیب رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ جب ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ کی **موت کا وقت** قریب آیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں تمہیں ثواب کی امید پر ایک حدیث سناتا ہوں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، "جب تم میں سے کوئی شخص کامل وضو کرکے نماز کی طرف چلتا ہے تو اس کے دایاں قدم اٹھانے پر اللہ عزوجل اس کے لئے ایک نیکی لکھتا ہے اور بایاں قدم رکھنے پر اس کا ایک گناہ مٹا دیتا ہے، اب چاہے تم میں سے کوئی مسجد کے قریب رہے یا دُور، پھر اگر وہ مسجد میں حاضر ہوا اور باجماعت نَماز ادا کی تو اس کی مغفرت کر دی جائے گی اور اگر وہ شخص مسجد میں حاضر ہوا اور کچھ رکعتیں نکل چکی تھیں بقیہ کچھ رکعتیں اس نے پالیں اور نَماز مکمل کرلی تو اس کی بھی مغفرت کر دی جائے گی اور اگر وہ مسجد میں جماعت کی نیت سے حاضر ہوا لیکن جماعت ہو چکی تھی پھر اس نے تنہا نَماز ادا کی تو اس کی بھی مغفرت کر دی جائے گی۔"

(سنن ابی داؤد ،کتاب الصلوۃ، باب ماجاء فی الھدی فی المشی الی الصلوۃ ،رقم ۵۶۳ ،ج۱،ص ۲۳۳)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

موت مجھے محبوب ہے

حضرت سَیِّدُنا حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کی **موت کا وقت** جب قریب آیا تو رو دیئے اور شدید گھبراہٹ کا اظہار ہونے لگا۔ لوگوں نے ان سے رونے کا سبب پوچھا تو فرمایا، "میں

دنیا چھوٹنے پر نہیں روتا کیونکہ موت مجھے محبوب ہے، بلکہ میں تو اس لئے رو رہا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا پر دنیا سے جارہا ہوں یا ناراضگی میں؟" (اسد الغابۃ ج۱، ص۵۷۴)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆



حضرت سیِّدُنا اسماعیل بن عُبید اللہ رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ حضرت سَیِّدَتُنا اُم دَرْدَاء رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کی **موت کا وقت** قریب آیا تو آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''کون میرے اس دن کے عمل کی طرح عمل کرے گا؟ کون میری اس گھڑی کی طرح عمل کرے گا؟ کون میرے اس لیٹنے کی طرح عمل کرے گا؟ پھر یہ آیتِ مبارَکہ تلاوت فرمائی:

وَ نُقَلِّبُ اَفْـٕدَتَهُمْ وَ اَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ یُؤْمِنُوْا بِهٖۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ (پ۷، الانعام: ۱۱۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم پھیر دیتے ہیں ان کے دلوں اور آنکھوں کو جیسا وہ پہلی بار اس پر ایمان نہ لائے تھے۔''

(شعب الایمان للبیہقی، باب فی الزہد وقصر الامل، الحدیث: ۱۰۶۶۶، ج۷، ص۳۸۲)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

ایک صالح و خائف نوجوان

حضرت سیِّدُنا مُقَاتِل رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ

حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عبَّاس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھُمَا نے فرمایا: ''تم سے پہلی اُمت میں ایک شخص تھا جس نے ۸۰ سال تک اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کی پھر اچانک اس سے کوئی خطا سرزد ہوگئی جس کی وجہ سے وہ بہت خوفزدہ ہوا۔ اسی خوف کے عالَم میں وہ ایک بیابان میں آیا اور اسے مخاطب کرکے کہنے لگا: ''اے بیابان! تجھ میں ریت کے ٹیلے، جھاڑیاں، رِینگنے والے جانوروں کی بہت تعداد ہے، تو کیا تجھ میں کوئی ایسی جگہ بھی ہے جو مجھے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ سے چھپا لے؟ ''بیابان نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے جواب دیا: ''اے فلاں! مجھ میں موجود ہر درخت اور جھاڑی پر ایک فرشتہ مقرر ہے۔ میں تمہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے کیسے چھپا سکتا ہوں؟ ''پھر وہ آدمی سمندر کے پاس آیا، اسے پکارا اور کہا: ''اے گہرے پانی اور کثیر مچھلیوں والے سمندر! بتا کیا تجھ میں کوئی ایسی جگہ ہے جو مجھے میرے رب عَزَّوَجَلَّ سے چھپا لے؟ ''سمندر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے بول اٹھا: ''اے فلاں! میرے اندر جو بھی کنکری یا جانور ہے اس پر ایک نگہبان فرشتہ مقرر ہے۔ میں تمہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے کس طرح چھپا سکتا ہوں؟ ''اس کے بعد اس شخص نے پہاڑوں کا رُخ کیا ان کے پاس آیا اور کہا: ''اے آسمان کی طرف بلند ہونے والے کثیر غاروں والے پہاڑو! کیا تم میں کوئی ایسی جگہ ہے جو مجھے میرے رب عَزَّوَجَلَّ سے چھپا سکے؟'' پہاڑوں نے جواب دیا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ہمارے اندر کوئی کنکری اور کوئی غار ایسا نہیں جس پر ایک نگہبان فرشتہ مقرر نہ ہو تو ہم تجھے کہاں چھپا سکتے ہیں؟'' حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عبَّاس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھُمَا فرماتے ہیں: ''پھر وہ شخص اسی جگہ قیام پذیر ہو کر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت اور توبہ میں مصروف رہنے لگا بالآخر جب اس کی **موت کا وقت** آیا تو اس نے رو کر عرض کی: ''اے

میرے مالک عَزَّوَجَلَّ! میری روح قبض کر کے فوت شدہ اَرواح اور میرا جسم فوت شدہ اَجسام سے ملادے اور مجھے قیامت کے دن نہ اُٹھانا۔" (حلیۃ الاولیاء جلداول ص ۵۷۳۔۵۷۴)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆



شہادت کا حصول

جب اپنے بستر پر موجودگی کے عالَم میں حضرت سیِّدُنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی **موت کا وقت** قریب آیا تو آپ فرمانے لگے: میں نے شہادت کے حصول کے لئے متعدد مرتبہ اپنی جان لڑائی اور دشمنوں کی صفوں پر حملہ آور ہوا اور آج مجھے بوڑھی عورتوں کی طرح (بستر پر) موت آرہی ہے۔ انتقال کے بعد جب شمار کیا گیا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے جسم پر جنگوں میں آنے والے زخموں کے ۸۰۰ نشانات تھے۔ سچے ایمان والوں کا یہی حال ہوتا ہے۔ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ اَجْمَعِیْن یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ ان سب سے راضی ہو۔

(احیاء العلوم جلد ۴ ص ۶۸۱)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

جنازے کو جلدی لے کر چلنے کی وصیت

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے بیٹے حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے فرمایا: "اے بیٹے! جب میری **موت کا وقت** قریب آئے تو مجھے زمین پر لٹا دینا، پھر اپنے دونوں گھٹنے میری پیٹھ سے لگا دینا، اپنا دایاں ہاتھ

میرے ایک پہلو پر یا پیشانی پر رکھنا، بایاں ہاتھ میری ٹھوڑی پر رکھنا، جب میری روح قبض ہو جائے تو میری آنکھیں بند کر دینا۔ میرے کفن میں زیادتی نہ کرنا کیونکہ اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں میرے لیے بھلائی ہوئی تو وہ اسے بہترین کفن میں تبدیل فرمادے گا اور اگر اس کے علاوہ کوئی معاملہ ہوا تو یہ کفن بھی مجھ سے چھین لیا جائے گا، میری قبر بھی مختصر ہی رکھنا کہ اگر اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے ہاں میرے لیے بھلائی ہوئی تو وہ تاحد نگاہ وسیع ہو جائے گی ورنہ میری پسلیاں ٹوٹ پھوٹ کر ایک دوسرے میں پیوست ہو جائیں گی، میرے جنازے کے ساتھ کوئی عورت نہ ہو، جو اوصاف میری ذات میں موجود نہیں ان کے ذریعے میری تعریف بیان نہ کرنا کیونکہ میری ذات کو اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی بہتر جانتا ہے، جب تم میرا جنازہ لے کر جانا تو تیز تیز چلنا کیونکہ اگر میرے لیے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں خیر ہے تو مجھے اس خیر کی طرف جلدی لے چلنا اور اگر اس کے علاوہ کوئی معاملہ ہوا تو تم اپنے کندھوں سے ایک بری شے کو جلدی جلدی اتار دینا۔

(طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج۳، ص۲۷۳)

قبر محبوب کے جلوؤں سے بسا دے مالک
یہ کرم کر دے تو میں شاد رہوں گا یا رب

(وسائل بخشش ص۸۵)

☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆

قابلِ رشک موت

اولیائے کاملین رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے جب ایک بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی **موت کا وقت** قریب آیا تو انہوں نے اپنے بیٹے سے فرمایا:" اے میرے بیٹے ! میری وصیت غور سے سنو اوراس پر ضرور عمل کرنا۔" اس نے عرض کی:"بہت بہتر ابّا جان !" فرمایا: " بیٹے!میری گردن میں ایک رسی ڈال کر مجھے محراب کی طرف گھسیٹو اور میرے چہرے کو خاک آلود کردو،اور یہ کہتے جاؤ:" یہ اس شخص کا انجام ہے جس نے اپنے مولا عزوجل کی نافرمانی کی، اپنی نفسانی خواہشات کو ترجیح دی اوراپنے مالک کی اطاعت سے غافل رہا۔"

جب ان کی اس خواہش کو پورا کر دیا گیاتو انہوں نے اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھائی اور عرض کی:"اے میرے معبود،اے میرے آقاومولا عزوجل! تیری بارگاہ میں حاضری کا وقت آپہنچا۔۔۔۔۔۔میرے پاس ایسا کوئی عذر نہیں جسے تیری بارگاہ میں پیش کر سکوں،۔۔۔۔۔۔ مگر اے مولا عزوجل ! میں گنہگار ہوں اورتُو بخشنے والا ہے، میں مجرم ہوں اورتُو رحم فرمانے والا ہے،میں تیرا بندہ ہوں اورتُو میرا آقا ہے،۔۔۔۔۔۔میری عاجزی اورذلت پر رحم فرما کیونکہ گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی قوت تُو ہی عطا فرماتا ہے۔"

یہ کہنے کے بعد اس بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ اسی لمحے گھر کے ایک کونے سے ایک آواز سنائی دی جسے گھر میں موجود تمام لوگوں نے سنا،مُنادِی کہہ رہا تھا:"اس بندے نے اپنے مولا عزوجل کے سامنے خود کو ذلیل ورُسوا کیااور

اسکی بارگاہ میں اپنے گناہوں کا اعتراف کیا تو رب عزوجل نے اسے اپنا قُرب عطا فرما کر اپنا مقرب بنالیا اور جنت کو اس کا ٹھکانا بنادیا۔" (آنسوؤں کا دریا ص ۲۸۔۲۹)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆



حضرتِ سیّدُنا عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم مسجد میں داخل ہو گئے اور دونوں نے نماز ادا کی لیکن اس کی نماز طویل ہو گئی، میں اس کا انتظار کرنے لگا۔ جب اس نے سلام پھیرا تو کہنے لگا: "اے میرے آقا! میری **موت کا وقت** قریب آچکا ہے، اے میرے آقا! میرے اور پروردگار عَزَّوَجَلَّ کے درمیان بڑا عمدہ معاملہ ہے، جس کو آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں اور اب آپ دوسروں کو بھی بتائیں گے اور میں نہیں چاہتا کہ میرا راز کسی پر ظاہر ہو۔" پھر وہ سجدہ میں گر کر مسلسل رونے اور کلمۂ شہادت پڑھنے لگا یہاں تک کہ اس کے جسم کی حرکت رُک گئی۔ میں نے اسے حرکت دی تو وَاصِلْ بَحَق پایا (یعنی اس کی روح قفَسِ عُنْصُرِی سے پرواز کر چکی تھی)۔

حضرتِ سیّدُنا عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: میں اس کو وہیں چھوڑ کر حضرتِ سیّدُنا فضیل اور حضرتِ سیّدُنا سفیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کو بُلا لایا، ہم نے مل کر اس کی تجہیز و تکفین کی۔ اس کے بعد میں گھر آیا تو میرے دل میں اِک آگ سی لگی ہوئی تھی۔ جب رات ہوئی تو میں اپنے اوراد و وظائف سے فارغ ہو کر سو گیا۔ خواب میں اچانک وہی غلام میمون ریشم کے دو شملوں میں ملبوس میرے پاس آیا، وہ مسکرا رہا تھا اور اس کے ہاتھ میں

کوئی چیز تھی۔مجھے سلام کر کے کہنے لگا:" اے میرے آقا ! جب میں تمام آقاؤں کے آقا عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو میں نے کھل کر اپنا حال بیان کیا اور یہ بھی عرض کیا کہ آپ نے بغیر کسی نفع وخدمت کے مجھے خریدا تو میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا:"اے میمون !میں پوشیدہ و مخفی باتوں کو جانتا ہوں اور دلوں میں چھپی باتوں سے بھی باخبر ہوں، عبد اللہ بن مبارک نے محض میری رضا کی خاطر تجھے خریدا تھا۔ لہٰذا میں نے تیرے سبب اور میری بارگاہ میں تیرے مقام ومرتبے کی وجہ سے اسے جہنم کی آگ سے آزاد کر دیا ہے۔"(پھر غلام نے کہا)اے میرے آقا! آپ نے میری جو قیمت ادا کی تھی، یہ لیں۔"حضرتِ سیِّدُنا عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:" میں رونے لگا اور جب بیدار ہوا تو دیکھا کہ وہ درہم میرے ہاتھ میں ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم !جب بھی مجھے میمون کی یاد آتی ہے تو اس کی جدائی پر رونے لگتا ہوں۔"(حکایتیں اور نصیحتیں ص۳۱۸۔۳۱۹)



حلف پورا نہ کر سکوں گا

حضرتِ سیدنا سفیان بن عیینہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ صفوان بن سلیم علیہ الرحمۃ نے قسم اٹھالی کہ "اللہ عزوجل سے ملنے تک اپنے پہلو زمین پر نہ رکھوں گا۔" پھر تیس سال سے زیادہ عرصہ اس قسم پر قائم رہے۔ جب آپ کی **موت کا وقت** ہوا اور نزع و بیماری نے زور پکڑا تو اس وقت بھی آپ بجائے لیٹنے کے بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ کے بیٹے نے عرض کیا،" اے ابو جان !اگر آپ لیٹ جائیں تو؟" آپ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ "اگر میں نے ایسا کر لیا تو اللہ عزوجل

سے مانی ہوئی نذر اوراس سے اٹھایا ہوا حلف پورا نہ کر سکوں گا۔" اور بیٹھے ہی رہے حتی کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔

(مؤلف فرماتے ہیں) مجھے ایک قبر کھودنے والے نے بتایا کہ "میں ایک شخص کے لیے قبر کھود رہا تھا کہ اچانک دوسری (کھلی ہوئی) قبر میں گر گیا۔ وہاں میں نے ایک شخص کی کھوپڑی کو دیکھا جس کی ہڈیوں پر سجدے کے نشان تھے تو میں نے کسی سے پوچھا، "یہ کس کی قبر ہے؟" تو اس نے کہا" کیا تم نہیں جانتے؟ یہ حضرتِ سیدنا صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ کی قبر ہے۔"

(جنت میں لے جانے والے اعمال ص ۱۵۱)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

مجھے میرے مختلف اموال دکھاؤ

حضرت سَیِّدُنا ابو بکر بن عبد اللہ مزنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی فرماتے ہیں: "بنی اسرائیل میں سے ایک شخص نے مال جمع کیا۔ جب اس کی **موت کا وقت** آیا تو بیٹوں سے کہنے لگا: مجھے میرے مختلف اموال دکھاؤ، اس کے پاس بہت سے گھوڑے، اونٹ اور غلام لائے گئے۔ جب اس نے ان کی طرف دیکھا، تو حسرت سے رونے لگا۔ ملک الموت علیہ السلام نے اسے روتے ہوئے دیکھا تو پوچھا: کیوں رو رہے ہو؟ اس ذات کی قسم جس نے تجھے یہ سب کچھ دیا ہے! جب تک میں تیری روح اور بدن کو ایک دوسرے سے جدا نہ کر دوں یہاں سے نہیں جاؤں گا۔ اس نے کہا: مجھے کچھ مہلت دیجئے کہ میں اس مال کو تقسیم کر دوں۔ فرشتے نے کہا: اب تجھے مہلت

نہیں، تونے یہ کام اپنی موت کے آنے سے پہلے کیوں نہ کیا۔ چنانچہ ملک الموت علیہ السلام نے اس کی رُوح قبض کرلی۔" (لباب الاحیاء ص۳۸۹)



پاک دامن ملکہ

حضرتِ سیّدُنا جَعْفَر بن محمد صادِق علیہ رحمۃ اللہ الرازق سے منقول ہے، بنی اسرائیل کا ایک شخص سفر پر جانے لگا تو اپنے بھائی سے عہد لیا کہ "تم میری بیوی کی خدمت اور دیکھ بھال کروگے۔" اس نے اقرار کرلیا اور یقین دہانی کراتے ہوئے کہا: "بھائی جان! آپ بے فکر ہوکر سفر پر جائیں، آپ کو کسی قسم کی کوئی شکایت نہ ہوگی، میں ہر طرح سے آپ کی زوجہ کا خیال رکھوں گا۔" چنانچہ، وہ مطمئن ہوکر سفر پر روانہ ہوگیا۔ اس نے اپنی بھابھی کے ساتھ رہنا شروع کردیا۔ عورت کے حسن و جمال نے اس کی آنکھوں پر غفلت کا پردہ ڈال دیا، وہ اپنی بھابھی پر عاشق ہوگیا اور اپنے بھائی سے کئے ہوئے عہد کو توڑ کر اس کی بیوی کو اپنے ارادے سے آگاہ کرتے ہوئے گناہ کی دعوت دی۔ عورت پاکدامن وباحیا تھی، اس نے انکار کردیا۔ جب بدبخت و خائن دِیْوَر اپنی کوشش میں ناکام ہونے لگا تو دھمکی دیتے ہوئے کہا: "اگر تم نے میری بات نہ مانی تو میں تمہیں ہلاک کردوں گا۔" عورت نے کہا: "خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں تمہاری گناہ بھری دعوت ہرگز ہرگز قبول نہ کروں گی، تم جو چاہے کرلو۔" پاکباز عورت کے ایمان افروز اور جراءَت مندانہ انداز کو دیکھ کر وہ خاموش ہوگیا۔ جب اس کا بھائی سفر سے واپس آیا تو کہا: "میرے بھائی! جانتے ہو! تمہاری بیوی نے تمہارے جانے کے بعد کیا گُل کھلایا؟ سنو! وہ مجھے بدکاری کی

دعوت دیا کرتی تھی، توبہ توبہ، وہ تو بڑی بد چلن ہے۔ اس نے تمہارے جانے کے بعد نہ جانے کیا کیا برے کام کئے ہیں۔"

بھائی کی یہ باتیں سن کر اسے بہت غصہ آیا اس نے کہا: "جانتے ہو! تم کیا کہہ رہے ہو؟" کہا: "بھائی جان! اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں بالکل سچ کہہ رہا ہوں۔ میں نے حقیقت واضح کر دی ہے، اب تمہاری مرضی۔" بھائی کی باتیں سُن کر اس کے دل میں یہ بات جم گئی کہ "واقعی میری بیوی نے خیانت کی ہے۔" غم وغصے کی وجہ سے اس نے اپنی بیوی سے بات چیت بالکل بند کر دی ۔ بالآخر ایک رات موقع پا کر اپنی پاکباز بیوی کو تلوار کے پے در پے وار کر کے شدید زخمی کر دیا۔ جب یقین ہو گیا کہ یہ مر چکی ہے تو وہاں سے چلا گیا۔ خدا عَزَّوَجَلَّ کی قدرت کہ شدید زخمی ہو جانے کے باوجود نیک خاتون ابھی زندہ تھی، وہ گرتی پڑتی ایک راہب کے عبادت خانے کے قریب پہنچی، اس کی درد بھری آہیں سن کر راہب نے اپنے غلام کو بلایا، دونوں اسے اُٹھا کر عبادت خانے میں لے آئے۔ نیک نیت راہب بڑی توجہ سے اس کا علاج کرتا رہا، جس کی وجہ سے وہ بہت جلد صحت یاب ہو گئی۔ راہب کی زوجہ فوت ہو گئی تھی اس کا ایک چھوٹا سا بچہ تھا۔ راہب نے عورت سے کہا: "اب تم ٹھیک ہو گئی ہو اگر جانا چاہو تو بخوشی چلی جاؤ، اگر یہاں رہنا چاہو تو تمہاری مرضی۔"

عورت نے کہا: "میں یہیں رہ کر آپ کی خدمت میں زندگی گزارنا چاہتی ہوں۔" راہب نے اپنا بچہ اس کے حوالے کر دیا۔ نیک و پارسا خاتون بڑی دل جمعی سے اس کی پرورش کرنے لگی۔ راہب کا سیاہ فام غلام عورت کے حسن کو دیکھ کر بدنیت ہو گیا اور موقع کی تلاش میں

رہنے لگا۔ ایک دن اس نے اپنی نیتِ بد کا اظہار کرتے ہوئے اس پاکباز و باحیا عورت کو بدکاری کی طرف بلایا اور کہا: " بخدا! یا تو میری بات مان لے اور میری خواہش پوری کر دے ورنہ میں تجھے ہلاک کر دوں گا۔" خوفِ خدا رکھنے والی نیک عورت نے کہا: ' میں ہر گز ہر گز تیری بات نہیں مانوں گی تجھے جو کرنا ہے کر لے۔" بدکار سیاہ فام اپنی ناکامی پر ماتم کرتا ہوا دل میں بغض لئے وہاں سے چلا گیا۔ رات کی سیاہی نے جب ہر شے کو ڈھانپ لیا تو سیاہ فام غلام عورت کے پاس آیا، بچہ اس کی گود میں رو رہا تھا اور وہ اسے بہلا رہی تھی۔ ظالم و شہوت پرست سیاہ فام غلام نے تیز چھری سے بچے کا گلا کاٹ دیا، چند ہی لمحوں میں اس نے تڑپ تڑپ کر جان دے دی۔ غلام دوڑ کر راہب کے پاس گیا اور کہا: " حضور! کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ کی اس مہمان خبیث عورت نے کیا کارنامہ کیا ہے؟ کیا آپ کو معلوم ہے اس نے آپ کے ننھے منے بچے کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ آپ نے اس کے ساتھ احسان کیا لیکن اس نے آپ کے بچے کے ساتھ بہت برا سلوک کیا ہے۔ ہائے! ہائے! کیسی ظالم عورت ہے۔" راہب غلام کی باتیں سن کر بہت متعجب ہوا اور پریشان ہو کر کہا: " تیرا ناس ہو! بتا تو سہی اس نے میرے بچے کے ساتھ کیا کیا ہے؟" کہا: " حضور! اس نے آپ کے لاڈلے بچے کو ذبح کر ڈالا ہے، اگر یقین نہیں آتا تو چل کر خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔" راہب دوڑتا ہوا وہاں پہنچا تو دیکھا کہ واقعی بچے کا گلا کٹا ہوا ہے اور اس کا جسم خون میں لت پت ہے۔ راہب نے عورت سے پوچھا: " میرے بچے کو کیا ہوا؟" کہا: " میں نے اس کے ساتھ کچھ نہیں کیا بلکہ آپ کے غلام نے مجھے گناہ کی دعوت دی جب میں نے انکار کیا تو اس نے بچے کو قتل کر دیا۔ میں اس معاملے میں بالکل بے قصور ہوں۔"

راہب نے کہا: "اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بندی! تو نے اپنے معاملے میں مجھے شک میں مبتلا کر دیا ہے، اب میں نہیں چاہتا کہ تو میرے ساتھ رہے۔ یہ پچاس (۵۰) دینار لے جا اور جہاں تیرا جی چاہے چلی جا، یہ دینار تیری ضروریات میں کام آئیں گے۔" عورت نے پچاس دینار لئے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے امید لگائے غیر متعین منزل کی طرف چل دی۔ ایک بستی کے قریب سے گزری تو دیکھا کہ مجمع لگا ہوا ہے اور ایک شخص کو پھانسی دینے کے لئے لایا جا رہا ہے، بستی کا سردار بھی وہیں موجود تھا۔ عورت سردار کے پاس گئی اور کہا: "کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ تم مجھ سے پچاس دینار لے لو اور اس شخص کو آزاد کر دو۔" سردار نے کہا: "لاؤ! رقم میرے حوالے کرو۔" عورت نے پچاس دینار دیئے تو سردار نے قیدی کو رِہا کر دیا۔ وہ قیدی اس پاکباز صابرہ خاتون کے پاس آیا اور کہا: "میری جان بچا کر تو نے جو احسان کیا ہے آج تک کسی نے مجھ پر ایسا احسان نہیں کیا۔ اب میں تیری خدمت کروں گا یہاں تک کہ موت ہمارے درمیان جدائی کر دے۔"

چنانچہ، وہ شخص اس عورت کو لے کر ساحلِ سمندر پر پہنچا، کشتی چلنے ہی کو تھی دونوں کشتی میں سوار ہو گئے۔ عورت کا حسن وجمال دیکھ کر سارے مسافر حیران رہ گئے۔ وہ عورتوں والے حصے میں بیٹھ گئی۔ لوگوں نے قیدی سے کہا: "یہ حسین و جمیل عورت کون ہے؟" اس بدبخت نے کہا: "یہ میری زر خرید لونڈی ہے۔" کشتی میں موجود ایک شخص جو اس عورت کے حسن میں گرفتار ہو چکا تھا، اس نے کہا: "کیا تم اپنی لونڈی فروخت کرو گے؟" کہا: "میں اسے بیچنا نہیں چاہتا کیونکہ وہ مجھ سے بہت زیادہ محبت کرتی ہے، جب اسے معلوم ہو گا کہ میں نے اسے بیچ

دیا ہے تو اسے میری طرف سے بہت تکلیف پہنچے گی، اس نے مجھ سے عہد لیا ہے کہ میں اسے کبھی نہ بیچوں گا۔" مسافر نے کہا:"تو مجھ سے منہ مانگی قیمت لے لے اور خاموشی سے چلا جا! تجھے کیا ضرورت ہے کہ تو اسے بتائے۔" لالچی واحسان فراموش، دھوکے باز قیدی نے مال کے وبال میں پھنس کر مسافر سے بہت سارا مال لیا اور کشتی سے اُتر گیا۔ مسافر نے اس خرید وفروخت پر تمام مسافروں کو گواہ بنالیا۔ عورت چونکہ مستورات والے حصے میں تھی اس لئے اس معاملے سے بے خبر رہی۔ جب مسافر کو یقین ہو گیا کہ اس کا مالک جاچکا ہے اب واپس نہیں آسکتا تو وہ عورت کے پاس آیا اور کہا:"آج سے تم میری ملکیت میں ہو، میں نے تمہیں خرید لیا ہے۔"

عورت نے کہا:"خدا عَزَّوَجَلَّ کا خوف کر! تو نے مجھے کیسے خرید لیا؟ جبکہ میں آزاد ہوں اور کسی کی ملکیت میں نہیں۔" مسافر نے کہا:"ان باتوں کو چھوڑ، تیرا مالک تجھے بیچ کر یہاں سے جاچکا ہے۔ اب نہ تو اپنے مالک کے پاس جاسکتی ہے نہ ہی وہ رقم واپس کر سکتی ہے جو تیرے مالک نے مجھ سے لی ہے، میں نے مالِ کثیر دے کر تجھے خریدا ہے اور تمام مسافر اس پر گواہ ہیں۔ اگر یقین نہیں آتا تو ان سے پوچھ لے۔ سب مسافروں نے کہا:"اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی دشمن! اس نے واقعی تجھے خریدا ہے ، ہم سب اس پر گواہ ہیں۔"نیک وپاکباز، جرأت مند عورت نے کہا:"تمہارا ناس ہو! اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرو۔ خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں آزاد ہوں، آج تک کبھی کوئی میرا مالک نہیں بنا۔ میں کسی کی لونڈی نہیں کہ مجھے کوئی بیچے۔ تم اس معاملہ میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرو۔ لوگوں نے اس مسافر سے کہا:"یہ اس طرح باز نہیں آئے گی، اس کے ساتھ جو سلوک کرنا ہے کرڈال، خود ہی مان جائے گی۔" یہ سن کر مسافر اس کی طرف بڑھا۔ جب اس مظلومہ کو

اپنی عزت کا خطرہ محسوس ہوا تو اس نے کشتی والوں کے لئے بد دعا کی۔ فوراً کشتی ان سب کو لے کر ڈوب گئی۔ سب کے سب غرق ہو گئے اور کشتی کے تختے پر عورت کے علاوہ کوئی باقی نہ بچا۔

وہ عید کا دن تھا، بادشاہ اپنی رعایا کے ساتھ ساحلِ سمندر پر آیا ہوا تھا، تمام لوگ خوشیاں منا رہے تھے، جب بادشاہ نے کشتی کو ڈوبتے دیکھا تو فوراً تیراک سپاہیوں کو حکم دیا: " جلدی سے کشتی والوں کی مدد کو پہنچو۔" سپاہی گئے تو انہیں اس نیک عورت کے علاوہ کوئی اور زندہ نہ ملا۔ وہ اسے لے کر بادشاہ کے پاس آئے، بادشاہ نے حقیقتِ حال دریافت کرتے ہوئے نکاح کا پیغام دیا۔ لیکن اس نے یہ کہہ کر انکار کر دیا:" میرا قصّہ بڑا عجیب و غریب ہے، میرے لئے نکاح کرنا جائز نہیں۔" بادشاہ نے جب یہ سنا تو اس کے لئے علیحدہ مکان بنوا دیا اور وہ اس میں رہنے لگی۔ لیل و نہار (یعنی رات دن) گزرتے رہے، وقت کی گاڑی تیزی سے چلتی رہی۔ بادشاہ کو جب بھی کوئی اہم معاملہ پیش آتا تو وہ اس پاکباز عورت سے مشورہ کرتا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس کے مشوروں میں ایسی برکت دی کہ ان پر عمل کرکے بادشاہ کو ہمیشہ کامیابی ہوتی۔ اب بادشاہ کے نزدیک یہ پاکباز عورت بہت معظم ہو گئی تھی وہ اسے بہت بابرکت سمجھنے لگا۔ جب بادشاہ کی **موت کا وقت** قریب آیا تو اس نے اپنے وزیروں، مشیروں اور رعایا کو جمع کرکے کہا:" اے لوگو! تم نے مجھے کیسا پایا؟" سب نے بیک زبان جواب دیا:" اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کو اچھی جزا عطا فرمائے، آپ ہمارے لئے رحیم باپ کی طرح ہیں۔" بادشاہ نے کہا:" اے لوگو! توجہ سے میری بات سنو! تم نے محسوس کیا ہو گا کہ ہماری نیک سیرت مہمان خاتون کے قابلِ قدر مشوروں کی بدولت ہمارے ملک کا نظام بہت بہتر ہو گیا ہے۔ میں نے اسے اپنے ہر معاملے

میں بابرکت پایا۔ میں تمہارے لئے ایک بہت اچھی تدبیر کرنا چاہتا ہوں۔"لوگوں نے تجسُّس بھرے انداز میں کہا:"عالی جاہ! حکم فرمائیں آپ کیا چاہتے ہیں؟" کہا:"میں چاہتا ہوں کہ اپنے بعد اس نیک سیرت خاتون کو تم پر ملکہ مقرر کردوں۔"شفیق ورحیم بادشاہ کے حکم پر"لَبَّیْک" کہتے ہوئے سب نے عرض کی:"عالی جاہ! جیسا آپ چاہتے ہیں، اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ ویسا ہی ہوگا۔" چنانچہ، بادشاہ نے اس باحیا، نیک سیرت وصابرہ خاتون کو پورے ملک کی سلطنت عطا کردی اور خود دارِ فانی سے کوچ کر کے دارِ بقا کا راہی بن گیا۔

اس نے ملکہ بنتے ہی اعلان کردیا کہ پورے ملک کے لوگ بیعت کے لئے جمع ہوجائیں۔ حکمِ شاہی ملتے ہی ملک کے گوشے گوشے سے لوگ نئے بادشاہ کی بیعت کے لئے جمع ہوگئے۔ بیعت کا سلسلہ شروع ہوا۔ جب اس کا شوہر اور دیور آئے تو حکم دیا کہ ان دونوں کو علیحدہ کھڑا کردو۔ پھر وہ شخص آیا جسے پھانسی دی جارہی تھی (اور جس احسان فراموش نے اپنی اس محسنہ کو بیچ دیا تھا) ملکہ نے حکم دیا کہ اسے بھی ان دونوں کے ساتھ کھڑا کردو۔ پھر نیک سیرت راہب اور اس کا بدکردار سیاہ فام غلام آیا تو انہیں بھی لوگوں سے علیحدہ کردیا گیا۔ جب تمام لوگ بیعت کرچکے تو ملکہ نے ان پانچوں کو اپنے پاس بلوایا اور اپنے شوہر سے کہا:"کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟" اس نے کہا:"خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! آپ ہماری ملکہ ہیں۔" کہا:"میں تمہاری بیوی ہوں۔ سنو! تمہارے بدکردار وخائن بھائی نے میرے ساتھ کیسا بُرا سلوک کیا تھا۔" یہ کہہ کر سارا واقعہ اسے بتایا اور کہا:"اللہ عَزَّوَجَلَّ خوب جانتا ہے کہ تم سے جدا ہونے سے لے کر آج تک مجھے کسی مرد نے نہیں چھوا۔ میں آج بھی پاک دامن ومحفوظ ہوں۔" پھر اس نے اپنے دیور کو بلا کر پھانسی

کاحکم دے دیا۔ پھر راہب سے کہا:"اگر آپ کی کوئی حاجت ہوتوبتاؤ،میں وہی عورت ہوں جوتمہارے پاس زخمی حالت میں آئی تھی۔"تمہارے بیٹے کوتمہارے اس ظالم وشہوت پرست سیاہ فام غلام نے ذبح کیا تھا۔"پھر غلام کو بلوا کر اسے بھی قتل کروادیا۔اب اس شخص کی باری تھی جسے پھانسی دی جارہی تھی اور ملکہ نے اسے بچایا تھا۔جب وہ آیاتواسے بھی قتل کر دیا گیااور اس کی لاش چوراہے پرلٹکادی گئی اوریوں وہ اپنے انجامِ بد کو پہنچ گیا۔باحیاوپاک دامن خاتون نے ہر آن اپنی عزت کی حفاظت کی، احکامِ خداوندی عزوجل کو پیشِ نظر رکھااور صبر واستقامت سے کام لیا۔آج اسے تاج وتخت اور عزت وعظمت کی دولت میسر تھی۔جب تک خالقِ کائنات عَزَّوَجَلَّ نے چاہاوہ بحسن وخوبی امورِ سلطنت انجام دیتی رہی پھر اس دارِفانی سے دارِبقاکی طرف کوچ کرگئی۔(عیون الحکایات جلد دوم ص ۲۸۹۔۲۹۳)



دواَمْرَدپسند مؤَذِّنوں کی بربادی

دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی اِدارے مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ ۴۷۲ صَفحات پر مشتمل کتاب،"بیاناتِ عطّاریہ"حصّہ دُوم صَفْحَہ ۱۲۳تا۱۲۷پرہے:حضرتِ سیِّدُناعبداللہ بن احمد مُؤَذِّن رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: میں طوافِ کعبہ میں مشغول تھا کہ ایک شخص پر نظر پڑی جو غِلافِ کعبہ سے لپٹ کر ایک ہی دُعا کی تکرار کر رہا تھا:"یااللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے دنیا سے مسلمان ہی رُخصت کرنا۔"میں نے اُس سے پوچھا:اِس کے علاوہ کوئی اور دُعا کیوں نہیں مانگتے؟ اُس نے کہا:میرے دوبھائی تھے،بڑابھائی چالیس سال تک مسجِد میں بلا مُعاوَضہ اذان دیتارہا۔جب اُس کی

موت کاوقت آیاتو اُس نے قرآنِ پاک مانگا، ہم نے اُسے دیا تاکہ اس سے بَرَکتیں حاصِل کرے، مگر قرآن شریف ہاتھ میں لے کر وہ کہنے لگا: "تم سب گواہ ہو جاؤ کہ میں قرآن کے تمام اِعتِقادات واَحکامات سے بیزاری ظاہِر کرتا اور نَصرانی (کرسچین) مذہب اختیار کرتا ہوں۔" پھر وہ مر گیا۔ اس کے بعد دوسرے بھائی نے تیس برس تک مسجِد میں فی سبیلِ اللہ عَزَّوَجَلَّ اذان دی۔ مگر اُس نے بھی آخِری وَقت نَصرانی (یعنی کرسچین) ہونے کا اقرار کیا اور مر گیا۔ لہٰذا میں اپنے خاتِمے کے بارے میں بے حد فِکر مند ہوں اور ہر وقت خاتِمہ بِالخیر کی دعا مانگتا رہتا ہوں۔ حضرتِ سیِّدنا عبد اللہ بن احمد مُؤَذِّن رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اُس سے اِسْتِفْسار فرمایا کہ تمہارے دونوں بھائی آخر ایسا کون سا گناہ کرتے تھے؟ اُس نے بتایا: "وہ غیر عورَتوں میں دلچسپی لیتے تھے اور اَمردوں (یعنی بے ریش لڑکوں) کو (شہوت سے) دیکھتے تھے۔ (الرَّوضُ الفائق ص ۱۴)



کِلمہ نصیب نہ ہو

حضرتِ علامہ محمد بن احمد ذَہبی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں، ایک شخص شرابیوں کی صُحبت میں بیٹھتا تھا جب اُس کی **موت کاوقت** قریب آیا تو کسی نے کَلِمہ شریف کی تلقین کی تو کہنے لگا، "تم بھی پیو اور مجھے بھی پلاؤ۔" مَعاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ بِغیر کَلِمہ پڑھے مر گیا (جب شرابیوں کی صُحبت کا یہ حال ہے تو شراب پینے کا کیا وَبال ہو گا!) ایک شطرنج کھیلنے والے کو مرتے وقت کَلِمہ شریف کی تلقین کی گئی تو کہنے لگا، "شاھَکَ (یعنی تیرا بادشاہ) یہ کہنے کے بعد اُس کا دم نکل گیا۔ (مُلَخَّصاً کتابُ الکبائر ص ۱۰۳)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

موت کے وقت رونے کا سبب

حضرت سیّدُنا عامر بن عبد اللہ رحمۃُ اللہ تعالیٰ علیہ کی **موت کا وقت** قریب آیا تو رونے لگے، جب وجہ دریافت کی گئی تو آپ رحمۃُ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں مزید زندہ رہنے کی خواہش میں نہیں رو رہا بلکہ مجھے تو موسمِ گرما کی سخت دوپہر میں (روزے کی حالت میں) پیاسا رہنا اور موسمِ سرما میں راتوں کا قیام کرنا یاد آ رہا ہے۔

(حلیۃ الاولیاء، ۲/۱۰۴)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

رحمتِ خداوندی نے دستگیری کی

ایک شخص نے ظلماً، ڈکیتی سے یا کسی اور طرح سے ناحق سو (۱۰۰) قتل کئے، جب اس کی **موت کا وقت** قریب آیا تو رحمتِ خداوندی نے دستگیری کی، اپنے کئے پر پشیمان ہوا، اپنے گناہوں والے علاقے سے نکل کر توبہ کی قُبولیت سے متعلق مسئلہ پوچھنے ایک راہب کے پاس گیا، راہب نے مسئلہ غلط بتاتے ہوئے کہہ دیا کہ تمہاری توبہ قُبول نہیں ہو سکتی، وہ راہب یا تو توبہ کے مسئلے سے جاہل تھا یا اس کا مطلب یہ تھا کہ قتل حقّ العباد ہے، مَقتُول کے وُرَثاء سے اس میں معافی مانگنا ضروری ہے، اتنے سارے مَقتُولوں کے وارثوں کے پاس یہ کیسے پہنچے گا اور انہیں کیسے راضی کرے گا، لہٰذا اس کی توبہ قُبول نہیں ہو سکتی۔ راہب کا جواب سن کر بخشش سے مایوسی کی وجہ سے وہ گناہ پر دلیر ہو گیا، اور اس نے راہب کو بھی قتل کر دیا۔ مایُوس بلی کتے پر حملہ کر دیتی

ہے، اِسی لئے اِسلام نے بڑے سے بڑے مجرم کو بھی بخشش سے مایوس نہ کیا، پھانسی والے مجرم کو تمام قیدیوں سے الگ کال کوٹھڑی (قیدِ تنہائی) میں رکھا جاتا ہے کیونکہ ہو سکتا ہے وہ اپنی زندگی سے مایوس ہو کر دوچار اور کو قتل کر دے۔ بہر حال پھر وہ ایک عالم کے پاس گیا تو اس نے کہا کہ تمہاری توبہ کیوں قُبول نہ ہوگی اللہ ہر تائب کی توبہ قُبول فرماتا ہے۔ فلاں بستی میں اللہ کے بہت سے نیک بندے رہتے ہیں تُو وہاں جا کر اللہ کی عبادت میں مصروف ہو جا! چنانچہ، وہ اولیائے کرام کی بستی کی طرف چل دیا۔ راستے میں اس کی موت واقع ہوئی مرنے سے پہلے اس نے اپنا چہرہ اور سینہ اولیائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کی بستی کی طرف اور پیٹھ اُس گناہوں کی بستی کی طرف کر لی جہاں سے آ رہا تھا۔ اللہ کو اُس کی یہ ادا پسند آ گئی۔ اس کی روح لینے رَحمت اور عذاب کے فرشتے بھی آ گئے، عذاب والے فرشتے کہتے تھے کہ یہ ہمارا ہے، بڑے گناہ کر کے آیا تھا۔ رَحمت والے فرشتے کہتے تھے کہ یہ ہمارا ہے توبہ کرنے جا رہا تھا۔ اللہ نے ایک فرشتہ انسانی شکل میں بھیجا اس نے فیصلہ کیا کہ دونوں بستیوں کا فاصلہ پیمائش کر لو جس سے یہ قریب ہو گا اسی میں شمار ہو گا۔ اس کی موت اگرچہ دونوں بستیوں کے بالکل درمیان میں واقع ہوئی تھی، لیکن ربّ تعالٰی نے ارادۂ توبہ کی وجہ سے اُس کا اتنا اِحترام فرمایا کہ اُس کی لاش کو اُس بستی کی طرف نہ سرکایا بلکہ دونوں بستیوں کو حرکت دی کہ اِس کو پیچھے ہٹایا اُس کو آگے بڑھایا۔ چنانچہ اولیائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کی بستی کا فاصلہ کم ہو گیا تھا اور اس کی روح کو رَحمت کے فرشتے لے گئے۔

(مرأۃ المناجیح، ۳/۳۵۶-۳۵۸)

برائیوں پہ پشیماں ہوں رحم فرما دے
ہے تیرے قہر پہ حاوی تیری عطا یا رب

(وسائل بخشش ص۷۸)



اُخروی راحت پر دنیاوی آرام قربان

حضرتِ سیِّدُنا علقمہ بن مرثد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ آٹھ افراد ایسے ہیں جو زہد و تقویٰ کے اعلیٰ مرتبے پر فائز تھے۔ حضرت سیِّدُنا اسود بن یزید عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْمَجِیْد بھی ان میں سے ایک ہیں۔ خوب جدوجہد سے عبادت کرنے اور مسلسل روزے رکھنے کے سبب آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا جسم متغیر (یعنی سبز وزردی مائل) ہو جاتا۔ حضرتِ سیِّدُنا علقمہ بن قیس رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ان سے کہتے کہ "آپ اپنے جسم کو اس قدر آزمائش میں مبتلا کیوں کرتے ہیں؟ "فرماتے:"میں اسے (آخرت میں) راحت وآرام پہنچانا چاہتا ہوں۔" جب ان کی **موت کا وقت** قریب آیا تو رو پڑے۔ عرض کی گئی:"یہ جزع وفزع کیسی؟ "فرمایا:"میں کیوں نہ روؤں اور مجھ سے زیادہ رونے کا حق دار کون ہے؟ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر مجھے بخش دیا گیا تو پھر بھی جو کچھ میں نے کیا ہے اس کے بارے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے حیا کی فکر دامن گیر رہے گی۔ کیونکہ اگر کوئی شخص کسی کے حق میں کوئی چھوٹی سی حق تلفی کرلے اور وہ معاف کر دے تو پھر بھی یہ (حق تلفی کرنے والا) صاحب حق سے حیا کرتا رہتا ہے۔" حضرتِ سیِّدُنا اسود بن یزید عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْمَجِیْد نے ۸۰ حج کئے تھے۔

(صفة الصفوة، الرقم:٣٧٩، الاسود بن یزید، ج٣، ص١٤)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

کاش! یہ مینگنیاں ہوتا

حضرت سَیِّدُنا جعفر رَحۡمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت سَیِّدُنا ثابت بنانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوۡرَانِی کو فرماتے سنا کہ ''ایک مزدور بہت سامال اکٹھا کرکے ایک جگہ جمع کرتا رہا، جب اس کی **موت کا وقت** آیا تو اس کے حکم سے سارا مال اس کے سامنے بکھیر دیا گیا، وہ اسے دیکھ کر کہنے لگا: ''کاش! یہ مینگنیاں ہوتا، کاش! یہ مینگنیاں ہوتا۔''

(موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب المحتضرین، الحدیث:١١٦، ج٥، ص٣٣٢)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

رحمت ہی کی امید رکھنی چاہئے

حضرت سَیِّدُنا جعفر رَحۡمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ سے مروی ہے کہ حضرت سَیِّدُنا ثابت بنانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوۡرَانِی نے فرمایا: ایک مغرور و متکبر نوجوان کو اس کی والدہ نصیحت کرتے ہوئے کہتی تھی: ''بیٹا! تجھے ایک عظیم دن کا سامنا کرنا ہے، اسے یاد رکھ۔'' جب نوجوان کی **موت کا وقت** قریب آیا تو ماں جھک کر کہنے لگی: ''میں تجھے اسی پچھاڑ (یعنی موت) کے دن سے ڈراتے ہوئے کہتی تھی کہ بیٹا! تجھے ایک عظیم دن کا سامنا کرنا ہے، اسے یاد رکھ۔'' اس نے کہا: ''امی جان! بے شک میرا ربعَزَّوَجَلَّ بڑا مہربان ہے، مجھے امید ہے کہ آج وہ مجھے عذاب نہیں دے گا، اگر وہ میری مغفرت نہ بھی فرمائے تب بھی وہ میرا والی ہے۔'' حضرت سَیِّدُنا ثابت بنانی

قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی نے فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسی حسن ظن کی وجہ سے اس کی مغفرت فرمادی۔(شعب الایمان، باب فی معالجة کل ذنب بالتوبة، الحدیث: ۷۱۱۴، ج۵، ص۴۱۷)

نہیں ہے نامۂ عطار میں کوئی نیکی
فقط ہے تیری رحمت کا آسرا یا رب

(وسائل بخشش ص۷۸)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

بڑی چاہتوں سے ہے اس در کو پایا

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں، مجھ سے حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اِیمان لانے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: مَیں "اصبہان" کے ایک گاؤں میں رہتا تھا، میرا باپ ایک بڑا جاگیر دار تھا اور وہ مجھ سے بہت زیادہ محبت کرتا تھا، میں اس کے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارا تھا۔ اسی محبت کی وجہ سے وہ مجھے گھر سے باہر نہ نکلنے دیتا، ہر وقت مجھے گھر ہی میں رکھتا، میری خوب دیکھ بھال کرتا، میرے باپ کی یہ خواہش تھی کہ مَیں پکا مجوسی (یعنی آتش پرست) بنوں کیونکہ ہمارا آبائی مذہب "مجوسیت" ہی تھا اور میرا باپ پکا مجوسی تھا۔ وہ مجھے بھی اپنی ہی طرح بنانا چاہتا تھا لہٰذا اس نے میری ذمہ داری لگادی کہ میں آتش کدہ میں آگ بھڑکاتا رہوں اور ایک لمحہ کے لئے بھی آگ کو نہ بجھنے دوں۔ میں اپنی ذِمہ داری سر انجام دیتا رہا۔ ایک دن میرا باپ کسی تعمیری کام میں مشغول تھا جس کی وجہ سے وہ زمینوں کی دیکھ بھال کے لئے نہیں جاسکتا تھا۔

چنانچہ میرے باپ نے مجھے بلایا اور کہا: "اے میرے بیٹے !آج میں یہاں بہت مصروف ہوں اور کھیتوں کی دیکھ بھال کے لئے نہیں جاسکتا۔ آج وہاں تُو چلا جا اور خادموں کو فلاں فلاں کام کی ذمہ داری سونپ دینا اور ان کی نگرانی کرنا، اِدھر اُدھر کہیں متوجہ نہ ہونا، سیدھا اپنے کھیتوں پر جانا ہے اور کام پورا ہونے کے فوراً بعد واپس آجانا۔" اپنے باپ کا حکم پاتے ہی میں اپنی زمینوں کی طرف چل دیا۔ راستے میں عیسائیوں کا عبادت خانہ تھا۔ جب میں اس کے قریب سے گزرا تو مجھے اندر سے کچھ آوازیں سنائی دیں۔ وہاں کچھ راہب نماز میں مشغول تھے۔ میں جب اندر داخل ہوا اور ان کا اندازِ عبادت مجھے بڑا انوکھا اور اچھا لگا میں نے پہلی مرتبہ اس انداز میں کسی کو عبادت کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ میں چونکہ زیادہ تر گھر ہی میں رہتا تھا اس لئے لوگو ں کے معاملات سے آگاہ نہ تھا۔ اب جب یہاں ان لوگوں کو دیکھا کہ یہ ایسے انداز میں عبادت کر رہے ہیں جو ہم سے بالکل مختلف ہے تو میرا دل ان کی طرف راغب ہونے لگا اور مجھے ان کا اندازِ عبادت بہت پسند آیا۔

میں نے دل میں کہا:" خدا عزو جل کی قسم! ان راہبوں کا مذہب ہمارے مذہب سے اچھا ہے۔" پھر میں سارا دن انہیں دیکھتا رہا اور اپنے کھیتوں پر نہیں گیا۔ جب تاریکی نے اپنے پر پھیلانا شروع کئے تو میں ان لوگوں کے قریب گیا اور ان سے پوچھا:"تم جس دین کو مانتے ہو اس کی اصل کہاں ہے ؟یعنی تمہارا مرکز کہاں ہے ؟" انہوں نے بتایا:" ہمارا مرکز "شام" میں ہے۔" پھر میں گھر چلا آیا۔ میرا باپ بہت پریشان تھا کہ نہ جانے میرا بچہ کہاں گم ہو گیا؟ اس نے میری تلاش میں کچھ لوگوں کو آس پاس کی بستیوں میں بھیج دیا تھا۔ جب میں گھر پہنچا تو میرے باپ نے

بے تاب ہو کر پوچھا:"میرے لال!تُو کہاں چلا گیا تھا؟ ہم تو تیری وجہ سے بہت پریشان تھے۔ "میں نے کہا:"میں اپنی زمینوں کی طرف جارہا تھا کہ راستے میں کچھ لوگوں کو نماز پڑھتے دیکھا، مجھے ان کا اندازِ عبادت بہت پسند آیا چنانچہ میں شام تک انہی کے پاس بیٹھارہا۔"

یہ سن کر میرا باپ پریشان ہوا اور کہنے لگا:"میرے بیٹے !ان لوگوں کے مذہب میں کوئی بھلائی نہیں۔ جس مذہب پر ہم ہیں اور جس پر ہمارے آباؤ اجداد تھے وہی سب سے اچھا ہے لہٰذا تم کسی اور طرف توجہ نہ دو۔"میں نے کہا:"ہر گز نہیں، خدا عزوجل کی قسم !ان راہبوں کا مذہب ہمارے مذہب سے بہت بہتر ہے۔"میری یہ گفتگو سن کر میرے باپ کو یہ خوف ہونے لگا کہ کہیں میرا بیٹا مجوسیت کو چھوڑ کر نصرانی مذہب قبول نہ کرلے۔اسی خوف کے پیشِ نظر اس نے میرے پاؤں میں بیڑیاں ڈلوادیں اور مجھے گھر میں قید کر دیا تاکہ میں گھر سے باہر ہی نہ نکل سکوں۔ مجھے ان راہبوں سے بہت زیادہ عقیدت ہو گئی تھی۔ میں نے کسی طریقے سے ان تک پیغام بھجوایا کہ جب کبھی تمہارے پاس ملکِ شام سے کوئی قافلہ آئے تو مجھے ضرور اطلاع دینا۔

چند روز بعد مجھے اِطلاع ملی کہ شام سے راہبوں کا ایک قافلہ ہمارے شہر میں آیا ہوا ہے۔ میں نے پھر راہبوں کو پیغام بھجوایا کہ جب یہ قافلہ اپنی ضروریات پوری کرنے کے بعد واپس شام جانے لگے تو مجھے ضرور اطلاع دینا۔کچھ دن بعد مجھے اِطلاع ملی کہ قافلہ واپس شام جارہا ہے۔میں نے بہت جدوجہد کے بعد اپنے قدموں سے بیڑیاں اُتاریں اور فوراً شام جانے والے قافلے کے ساتھ جاملا۔مُلکِ "شام "پہنچ کر میں نے لوگوں سے پوچھا:"تم میں سب سے زیادہ معزز اور صاحبِ علم و عمل کون ہے ؟"لوگوں نے بتایا:"فلاں کنیسہ(یعنی عبادت خانہ) میں

رہنے والا راہب ہم میں سب سے زیادہ قابل اِحترام اور سب سے زیادہ متقی و پرہیز گار ہے ۔" چنانچہ میں اس راہب کے پاس پہنچا اور کہا:" مجھے آپ کا دین بہت پسند آیا ہے، اب میں اس دین کے بارے میں کچھ معلومات چاہتا ہوں۔ اگر آپ قبول فرمالیں تو میں آپ کی خدمت کیا کروں گا اور آپ سے اس دین کے متعلق معلومات بھی حاصل کرتا رہوں گا۔ برائے کرم! مجھے اپنی خدمت کے لئے رکھ لیجئے۔"

یہ سن کر اس راہب نے کہا:" ٹھیک ہے، تم بخوشی میرے ساتھ رہو اور مجھ سے ہمارے دین کے بارے میں معلومات حاصل کرو۔" چنانچہ میں اس کے ساتھ رہنے لگا لیکن وہ راہب مجھے پسند نہ آیا۔ وہ بہت بُرا شخص تھا، لوگوں کو صدقات و خیرات کی ترغیب دلاتا۔ جب لوگ صدقات و خیرات کی رقم لے کر آتے تو یہ اس رقم کو غریبوں اور مسکینوں میں تقسیم نہ کرتا بلکہ اپنے پاس ہی جمع کرلیتا۔ اس طرح اس بدباطن راہب نے بہت سارا خزانہ جمع کر کے سونے کے بڑے بڑے سات مٹکے بھر لئے تھے ۔ مجھے اس کی ان حرکتوں پر بہت غصہ آتا بالآخر جب وہ مرا تو لوگوں کا بہت بڑا ہجوم اس کی تجہیز و تکفین کے لئے آیا۔ میں نے لوگوں کو بتایا:" جس کے بارے میں تمہارا گمان تھا کہ وہ سب سے بڑا راہب ہے وہ تو بہت لالچی اور گندی عادتوں والا تھا۔" لوگ کہنے لگے:" یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ تمہارے پاس کیا دلیل ہے کہ وہ راہب بُرا شخص تھا؟" میں نے کہا:" اگر تمہیں میری بات پر یقین نہیں آتا تو میرے ساتھ چلو، میں تمہیں اس کا مال و دولت اور خزانہ دکھاتا ہوں جو وہ جمع کرتا رہا اور فقراء و مساکین اور یتیموں پر خرچ نہ کیا۔" لوگ میرے ساتھ چل دیئے۔ میں نے انہیں وہ مٹکے دکھائے جن میں سونا بھرا ہوا

تھا۔ انہوں نے وہ مٹکے لئے اور کہا: "خدا عزوجل کی قسم! ہم اس راہب کو دفن نہیں کریں گے ۔" پھر انہوں نے اس کے مردہ جسم کو سولی پر لٹکایا اور پتھر مار مار کر چھلنی کر دیا پھر اس کی لاش کو بے گور و کفن پھینک دیا۔ اس کے بعد لوگوں نے ایک اور راہب کو اس کی جگہ منتخب کر لیا۔ وہ بہت اچھی عادات وصفات کا مالک اور انتہائی متقی و پرہیز گار شخص تھا، طمع ولالچ اس میں بالکل نہ تھی، دن رات عبادت میں مشغول رہتا۔ دُنیوی معاملات کی طرف بالکل بھی توجہ نہ دیتا، میرے دل میں اس کی عقیدت و محبت گھر کر گئی۔ میں نے اس کی خوب خدمت کی اور اس سے نصرانیت کے بارے میں معلومات حاصل کرتا رہا۔

جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو میں نے اس سے پوچھا: "آپ مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت کرتے ہیں ؟ آپ کے بعد میری رہنمائی کون کریگا؟" وہ راہب کہنے لگا: " اے میرے بیٹے! اللہ عزوجل کی قسم! جس دین پر میں ہوں اس میں سب سے بڑا عالم وفقیہہ ایک شخص ہے جو "موصل" میں رہتا ہے۔ میرے نزدیک اس سے بہتر کوئی نہیں جو تمہاری رہنمائی کر سکے، اگر تم سے ہو سکے تو اس کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔" راہب کی یہ بات سن کر میں موصل چلا گیا اور وہاں کے راہب کے پاس پہنچ گیا۔ میں نے واقعی اسے ایسا پایا جیسا اس کے بارے میں بتایا گیا تھا۔ وہ بہت نیک وزاہد شخص تھا۔ چنانچہ میں اس کے پاس رہنے لگا پھر جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو میں نے اس سے پوچھا: "اب آپ مجھے کس کے پاس جانے کا حکم دیتے ہیں جو آپ کے بعد میری صحیح رہنمائی کرے؟" اس نے جواب دیا: "اللہ عزوجل کی قسم!

اس وقت ہمارے دین کا سب سے بڑا باعمل عالم "نصیبین" میں رہتا ہے۔ میری نظروں میں اس سے بہتر کوئی اور نہیں، اگر ہو سکے تو اس کے پاس چلے جاؤ۔"

چنانچہ میں سفر کی صعوبتیں برداشت کرتا ہوا "نصیبین" پہنچا اور اس راہب کے پاس رہنے لگا۔ وہ بھی نہایت متقی و پرہیز گار شخص تھا، جب اس کی وفات کا وقت آیا تو میں نے پوچھا: "آپ مجھے کس کے پاس جانے کا حکم فرماتے ہیں؟" اس نے کہا: "اس وقت ہمارے دین پر قائم رہنے والوں میں سب سے بڑا باعمل راہب "عموریہ" میں رہتا ہے، میری نظروں میں اس سے بہتر کوئی نہیں، تم اس کے پاس چلے جاؤ وہ تمہاری صحیح رہنمائی کریگا۔" چنانچہ میں "عموریہ" پہنچا اور اس راہب کی خدمت میں رہنے لگا۔ وہ واقعی بہت نیک و صالح شخص تھا۔ میں اس سے دینِ نصاریٰ کے بارے میں معلومات حاصل کرتا اور دن کو بطورِ اجیر (یعنی مزدور) ایک شخص کے جانوروں کی دیکھ بھال کرتا۔ اس طرح میرے پاس اتنی رقم جمع ہو گئی کہ میں نے کچھ گائے اور بکریاں وغیرہ خرید لیں۔ پھر جب اس راہب کی **موت کا وقت** قریب آیا تو میں نے اس سے پوچھا: "آپ مجھے کس کے پاس بھیجیں گے جو آپ کے بعد میری صحیح رہنمائی کرے؟"

اس راہب نے کہا: "اے میرے بیٹے! اب ہمارے دین پر قائم رہنے والا کوئی ایسا شخص نہیں جس کے پاس میں تجھے بھیجوں۔ ہاں! اگر تم نجات چاہتے ہو تو میری بات توجہ سے سنو: اب اس نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی جلوہ گری کا وقت بہت قریب آگیا ہے جو دینِ ابراہیمی لے کر آئے گا۔ وہ سرزمین عرب میں مبعوث ہو گا اور کھجوروں والی زمین کی طرف ہجرت فرمائے گا۔ اس نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی کچھ واضح نشانیاں یہ ہیں: "(۱)

۔۔۔۔۔۔وہ ہدیہ قبول فرمائیں گے (۲)۔۔۔۔۔۔ لیکن صدقے کا کھانا نہیں کھائیں گے اور (۳)۔۔۔۔۔۔اُن کے دونوں مبارک شانوں کے درمیان مہر نبوت ہو گی۔"

اگر تم اُس نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا زمانہ پاؤ تو ان کے پاس چلے جانا ان شاء اللہ عزوجل تم دنیا وآخرت میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ اے میرے بیٹے! تم اس رحمت والے نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے ضرور ملنا۔ اِتنا کہنے کے بعد اس راہب کا بھی اِنتقال ہو گیا۔ پھر جب تک میرے رب عزوجل نے چاہا میں "عموریہ" میں ہی رہا۔ پھر مجھے اِطلاع ملی کہ قبیلہ "بنی کلب" کے کچھ تاجر عرب شریف جارہے ہیں تو میں ان کے پاس گیا اور ان سے کہا: "میں بھی تمہارے ساتھ عرب شریف جانا چاہتا ہوں، میرے پاس کچھ گائیں اور بکریاں ہیں، یہ سب کی سب تم لے لو اور مجھے عرب شریف لے چلو۔" ان تاجروں نے میری یہ بات منظور کرلی اور میں نے انہیں تمام گائیں اور بکریاں دے دیں۔ چنانچہ ہمارا قافلہ سوئے عرب روانہ ہوا۔ جب ہم وادی "قُرٰی" میں پہنچے تو ان تاجروں نے مجھ پر ظلم کیا اور مجھے جبراً اپنا غلام بنا کر ایک یہودی کے ہاتھوں فروخت کر دیا۔

یہودی مجھے اپنے علاقے میں لے گیا۔ وہاں میں نے بہت سے کھجوروں کے درخت دیکھے تو میں سمجھا کہ شاید یہی وہ شہر ہے جس کے بارے میں مجھے بتایا گیا ہے کہ نبی آخر الزّماں، سلطانِ دو جہاں، محبوبِ رب الانس والجاں عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم یہاں تشریف لائیں گے۔ چنانچہ میں اس یہودی کے پاس رہنے لگا اور اس کی خدمت کرنے لگا۔ کچھ دنوں کے بعد اس یہودی کا چچا زاد بھائی مدینہ منورہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفاً وَّتَعْظِیْماً سے اس کے پاس آیا۔ اس کا

تعلق قبیلہ "بنی قریظہ" سے تھا۔یہودی نے مجھے اس کے ہاتھوں فروخت کر دیا۔ وہ مجھے لے کر مدینہ منورہ زَادَ ھَااللّٰہُ شَرَفًاوَّتَعْظِیْمًا کی طرف روانہ ہو گیا۔ خدا عزوجل کی قسم! جب میں مدینہ منورہ کی پاکیزہ فضاؤں میں پہنچا تو میں نے پہلی ہی نظر میں پہچان لیا کہ یہی جگہ میری عقیدتوں کا محور و مرکز ہے۔ یہی وہ پاکیزہ شہر ہے جس میں نبی آخر الزماں، سلطانِ دو جہاں، سرور کون ومکاں صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی تشریف آوری ہو گی۔ جو نشانیاں راہب نے مجھے بتائی تھیں کہ وہاں بکثرت کھجوریں ہوں گی، وہ میں نے وہاں پالی تھیں۔ اب مَیں منتظر تھا کہ کب میرے کانوں میں یہ صدا گونجے کہ اس پاکیزہ ہستی نے اپنے جلوؤں سے مدینہ منورہ کو نور بار کر دیاہے جس کی آمد کی خبر سابقہ آسمانی کتب میں دی گئی ہے۔

بالآخر اِنتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں۔ ایک دن میں کھجور کے درخت پر چڑھا ہوا تھا اور میرا مالک نیچے بیٹھا تھا۔ اس کا چچازاد بھائی آیا اور کہنے لگا:" اللہ عزوجل فلاں قبیلے (یعنی اوس وخزرج) کو برباد کرے، وہ لوگ مقام "قباء" میں جمع ہیں اور ایک ایسے شخص کا دین قبول کر چکے ہیں جو مکہ مکرمہ زَادَ ھَااللّٰہُ شَرَفًاوَّتَعْظِیْمًا سے آیا ہے اور وہ اپنے آپ کو اللہ عزوجل کا نبی کہتا ہے۔اس قبیلے (یعنی اوس وخزرج) کے اکثر لوگ اپنے آباء واجداد کا دین چھوڑ کر اس پر ایمان لا چکے ہیں۔" جب میں نے اپنے مالک کے چچازاد بھائی کی یہ بات سنی تو میں خوشی کے عالم میں جھوم اٹھا۔ قریب تھا کہ میں اپنے مالک کے اوپر گر پڑتا لیکن میں نے اپنے آپ کو سنبھالا اور جلدی جلدی نیچے اُترا۔ پھر پوچھا:" ابھی تم نے کیا بات کہی ہے؟ اور کون شخص مکہ سے آیا ہے؟"

میری یہ بات سن کر میرے مالک کو بہت غصہ آیااور اس نے مجھے ایک زوردار طمانچہ مارااور کہا:" تمہیں ہماری باتوں سے کیامطلب ؟ جاؤ!" جاکر اپناکام کرو۔"

میں نے کہا:"میں تو ویسے ہی پوچھ رہا تھا۔" یہ کہہ کر میں دوبارہ اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔ میرے پاس کچھ رقم بچی ہوئی تھی۔ ایک دن موقع پاکر میں بازار گیا، کچھ کھانے پینے کی اشیاء خریدیں اور بے تاب ہو کر اس رخِ زیبا کی زیارت کے لئے قباء کی طرف چل دیا جس کے دیدار کی تمنانے مجھے فارس سے مدینہ منورہ زَادَھَااللہُ شَرَفاًوَّتَعۡظِیۡماًتک پہنچادیا تھا۔ جب میں وہاں پہنچاتو میں نے ان کی بار گاہِ بیکس پناہ میں حاضر ہو کر عرض کی:"اے اللہ عزوجل کے بندے! مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ اللہ عزوجل کے برگزیدہ بندے ہیں اور آپ کے اصحاب میں اکثر غریب اور حاجت مند ہیں، میں کچھ اشیائے خورد ونوش لے کر حاضر ہوا ہوں، میں یہ اشیاء بطورِ صدقہ آپ کی بار گاہ میں پیش کرتا ہوں، آپ قبول فرمالیں۔"

یہ سن کر اس پاکیزہ و مطہر ہستی نے اپنے اصحاب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:"آؤ! اور یہ چیزیں کھالو۔"لوگ کھانے لگے اورآپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس میں سے کچھ بھی نہ کھایا۔ یہ دیکھ کر میں نے دل میں کہا:"ایک اور نشانی تو میں نے پالی ہے۔" پھر کچھ دنوں کے بعد میں کھانے کا کچھ سامان لے کر حاضر خدمت ہوااور عرض کی:"حضور! یہ کچھ کھانے کی چیزیں ہیں، انہیں بطورِ ہدیہ قبول فرمالیں۔" آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس میں سے کچھ کھایااور اپنے اصحاب کو بھی اپنے ساتھ کھانے کا حکم فرمایا۔ میں نے دل میں کہا:"یہ دوسری نشانی بھی پوری ہو گئی ہے۔"

پھر ایک دن میں جنت البقیع کی طرف گیا تو دیکھا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم وہا ں موجود ہیں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے جسمِ اَطہر پر دو چادریں ہیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے گرد اس طرح جمع ہیں جیسے شمع کے گرد پروانے جمع ہوتے ہیں۔ میں نے جا کر سلام عرض کیا اور پھر ایسی جگہ بیٹھ گیا جہاں سے میری نظر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی پشت مبارک پر پڑے تاکہ میں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے مبارک شانوں کے درمیان مہرِ نبوت کو دیکھ سکوں کیونکہ مجھے راہب نے جو نشانیاں بتائی تھیں وہ سب کی سب میں نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی ذات میں دیکھ لی تھیں۔ بس آخری نشانی (یعنی مہرِ نبوت) دیکھنا باقی تھی۔ میں بڑی بے تابی سے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی طرف دیکھ رہا تھا جب نبی غیب داں صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے میری یہ حالت دیکھی تو میرے دل کی بات جان لی اور میری طرف پیٹھ پھیر کر مبارک شانوں سے چادر اُتار لی جیسے ہی آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے چادر ہٹائی تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے دونوں مبارک شانوں کے درمیان مہرِ نبوت جگمگا رہی تھی۔ مَیں دیوانہ وار آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی طرف بڑھا اور مہرِ نبوت کو چُومنا شروع کر دیا۔ مجھ پر رقت طاری ہو گئی، بے اِختیار میری آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ آج میری خوشی کی اِنتہاء نہ تھی جس کے روئے زیبا کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے مَیں نے اِتنی مصیبتیں اور مشقتیں جھیلیں آج وہ نورِ مجسّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم میرے سامنے موجود تھے اور میں ان کے جلوؤں میں اپنے جسم کو منور ہوتا دیکھ رہا تھا۔

میں نے فوراً حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں عرض کی:"اے میرے محبوب آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! مجھے کلمہ پڑھا کر مسلمان کر دیجئے اوراپنے غلاموں میں شامل فرمالیجئے۔" پھر الحمد للہ عَزَّوَجَلَّ میں مسلمان ہو گیا۔ میں ابھی تک حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی مہرِ نبوت کو بوسے دے رہا تھا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:" اب بس کرو۔" چنانچہ میں ایک طرف ہٹ گیا، پھر میں نے حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو اپنی ساری رُوداد سنائی تو صحابہ کرام علیہم الرضوان بہت حیران ہوئے کہ میں کس طرح یہاں تک پہنچا اور میں نے کتنی مشقتیں برداشت کیں۔

حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھ سے فرمایا:" اے سلمان(رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! تم اپنے مالک سے مکاتبت کرلو(یعنی اسے رقم دے کر آزادی حاصل کرلو) جب حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مالک سے بات کی تو اس نے کہا:" مجھے تین سو کھجوروں کے درخت لگا دو اور چالیس اوقیہ چاندی بھی دو پھر جب یہ کھجوریں پھل دینے لگ جائیں گی تو تم میری طرف سے آزاد ہو جاؤ گے۔"

میں حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہِ بیکس پناہ میں حاضر ہوا اور اپنے مالک کی شرطیں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو بتائیں۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے فرمایا:"اپنے بھائی کی مدد کرو۔" چنانچہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بھرپور تعاون کیا، کسی نے کھجوروں کے ۳۰ پودے لاکر دیئے، کسی نے ۵۰۔ الغرض

!مددگار صحابہ کرام علیہم الرضوان کی مدد سے میرے پاس ۳۰۰ کھجوروں کے پودے جمع ہوگئے ۔ پھر حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:"اے سلمان فارسی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)!تم جاؤ اور زمین کو ہموار کرو۔" چنانچہ میں گیا اور زمین کو ہموار کرنے لگا تاکہ وہاں کھجور کے پودے لگائے جاسکیں۔ اس کام سے فارغ ہوکر میں حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی:"اے میرے آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم!میں نے زمین ہموار کردی ہے۔" آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم میرے ساتھ چل دیئے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ہمراہ تھے۔ ہم حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو کھجوروں کے پودے اُٹھا اُٹھا کر دیتے اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اپنے دستِ اقدس سے اسے زمین میں لگاتے جاتے۔

حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "اس پاک پروردگار عزوجل کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں سلمان فارسی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی جان ہے! حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے جتنے پودے لگائے وہ سب کے سب اُگ آئے اور ان میں بہت جلد پھل لگنے لگے۔" چنانچہ میں نے ۳۰۰ کھجوریں اپنے مالک کے حوالے کیں۔ ابھی میرے ذمہ ۴۰ اوقیہ چاندی باقی رہ گئی تھی ؟ پھر حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے پاس کسی نے مرغی کے انڈے جتنا سونے کا ایک ٹکڑا بھجوایا۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے استفسار فرمایا: "سلمان فارسی کا کیا ہوا ؟ " پھر مجھے بلواکر فرمایا:"اسے لے جاؤ، اور اپنا قرض

ادا کرو۔" میں نے عرض کی: "ابھی ۴۰ اوقیہ چاندی اور دینی ہے، پھر مجھے غلامی سے آزادی ملے گی۔"

حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھے وہ سونے کا ٹکڑا دیا اور فرمایا: "جاؤ! اور اس کے ذریعے ۴۰ اوقیہ چاندی جو تمہارے ذمہ باقی ہے، اسے ادا کرو۔" میں نے عرض کی: "اے میرے آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! یہ اِتنا سا سونا ۴۰ اوقیہ چاندی کے برابر کس طرح ہو گا؟" آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا: "تم یہ سونا لو اور اس کے ذریعے ۴۰ اوقیہ چاندی جو تمہارے ذمہ ہے، اسے ادا کرو، اللہ عزوجل تمہارے لئے اسی سونے کو کافی کر دے گا اور تمہارے ذِمہ جتنی چاندی ہے یہ اس کے برابر ہو جائے گا۔" میں نے وہ سونے کا ٹکڑا لیا اور اس کا وزن کیا۔ اس پاک پروردگار عزوجل کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! وہ تھوڑا سا سونا ۴۰ اوقیہ چاندی کے برابر ہو گیا اور اس طرح میں نے اپنے مالک کو چاندی دے دی اور غلامی کی قید سے آزاد ہو کر سرکار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے غلاموں میں شامل ہو گیا۔ پھر میں غزوہ خندق میں حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ شامل ہوا۔ اس کے بعد میں ہر غزوہ میں حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ رہا۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث سلمان الفارسی، الحدیث ۲۳۷۹۸، ج۹، ص۱۸۵تا۱۸۹)



ہمیشہ دیدارِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کرنے والا لڑکا

حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم خوّاص رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں شدید گرمی والے سال حج کے ارادے سے نکلا۔ ایک دن جبکہ ہم حجازِ مقدّس میں تھے، میں قافلے سے بچھڑ گیا اور مجھے ہلکی سی نیند آنے لگی، مجھے اتنا ہی علم تھا کہ میں جنگل میں تنہا ہوں۔ اچانک ایک شخص میرے سامنے ظاہر ہوا، میں جلدی سے اسے جا ملا، وہ ایک کم سِن لڑکا تھا جس کا چہرہ چودہویں کے چاند یا دوپہر کے سورج کی طرح چمک رہا تھا، اس پر خوشحالی ورہنمائی کے آثار نمایاں تھے۔ میں نے اسے سلام کیا تو اس نے یوں جواب دیا: وعليكمُ السَّلامِ ورحمة الله وبركاته، یاابراہیم!" مجھے اس سے بڑا تعجب ہوا، میں نے پوچھا: "تم مجھے کیسے پہچانتے ہو حالانکہ اس سے پہلے تم نے مجھے کبھی نہیں دیکھا؟" تو وہ کہنے لگا: "اے ابراہیم! جب سے مجھے معرفت نصیب ہوئی ہے تب سے میں ناواقف نہ رہا اور جب سے مجھے اللہ تعالٰی کے وصال کی دولت ملی ہے تب سے میں جدائی سے نہ آزمایا گیا۔" میں نے پوچھا: "اتنی شدید گرمی والے سال اس جنگل میں کیسے آ گئے ہو؟" تو اس نے جواب دیا: "اے ابراہیم! میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے علاوہ کبھی کسی سے محبت نہ کی، نہ اس کے غیر سے کبھی ملاقات کی ہے اور مکمل طور پر اسی کی طرف متوجہ رہتا ہوں اور اس کا بندہ ہونے کا اقرار کرتا ہوں۔" میں نے اس سے پوچھا: "کھاتے پیتے کہاں سے ہو؟" تو بولا: "میرا محبوب میری کفالت کرتا ہے۔" جب اس نے مجھے یہ جواب دیا تو اس کے آنسوؤں کی لڑی رخسار پر موتیوں کی طرح اُمَنڈ آئی۔ پھر اس نے چند اشعار پڑھے، جن کا مفہوم کچھ اس طرح ہے:

"کون ہے جو مجھے چٹیل میدان میں جانے سے ڈرا رہا ہے، میں تو ضرور اس زمین سے گزر کر اپنے محبوب تک پہنچوں گا اور میں اس پر پہلے ہی ایمان لا چکا ہوں، محبت وشوق مجھے مضطرب کئے ہوئے ہیں اور جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا محب ہو وہ کسی انسان سے نہیں ڈرتا، کیا آج آپ میری کم سنی کی وجہ سے مجھے حقیر جان رہے ہیں، میرے ساتھ جو بیتی ہے اس کی وجہ سے مجھ پر ملامت کرنا چھوڑ دیں۔"

اس کے بعد اس نے مجھ سے پوچھا:"اے ابراہیم! کیا تم قافلے سے بچھڑ گئے ہو؟"میں نے جواب دیا:"جی ہاں۔" آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کم سن لڑکے کو دیکھا کہ وہ اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اُٹھا کر کچھ پڑھنے کا ارادہ کر رہا تھا، اسی وقت مجھ پر نیند کا غلبہ ہو گیا۔ جب آنکھ کھلی تو میں نے اپنے آپ کو قافلے میں پایا اور مجھے میرا رفیق کہہ رہا ہے: "اے ابراہیم! خیال رکھنا، کہیں سواری سے گر نہ جاؤ۔"مجھے معلوم بھی نہ ہوا کہ وہ کم سن لڑکا کہاں گیا، آسمان پر چڑھ گیا یا زمین میں اُتر گیا۔ جب میں میدانِ عرفات پہنچا اور حرمِ پاک میں داخل ہوا تو اس لڑکے کو کعبہ شریف کے پردوں سے لپٹ کر روتے ہوئے یہ مناجات کرتے دیکھا:"میں کعبۂ مکرمہ زَادَهَا اللهُ تَعَالٰی شَرَفاً وَّتَعْظِيماً کے غلاف سے چمٹا ہوا ہوں، اے میرے اللہ عَزَّوَجَلَّ! تو دلوں کے بھید اور پوشیدہ باتوں کو خوب جانتا ہے، میں تیری بارگاہ میں پیدل چل کر حاضر ہوا ہوں کیونکہ میں تیری محبت میں مبتلا ہوں، میں تو بچپن سے ہی تیری محبت وچاہت میں گرفتار ہو گیا تھا جس وقت مجھے محبت کا صحیح مفہوم بھی معلوم نہ تھا۔ اے لوگو! مجھے ملامت نہ کرو کیونکہ میں تو ابھی محبت کے اصول سیکھ رہا ہوں اور اے میرے محبوبِ حقیقی

عَزَّوَجَلَّ! اگر میری **موت کا وقت** قریب آچکا ہے تو پھر مجھے اُمید ہے کہ میں تیرا وصال پا کر اپنی محبت کا حصہ حاصل کر لوں گا۔" پھر وہ سجدے میں گر گیا۔ میں اس کی طرف دیکھتا رہا۔ جب اس کا سجدہ بہت طویل ہو گیا تو میں نے اس کو حرکت دی تو معلوم ہوا کہ اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی ہے۔ مجھے بہت افسوس ہوا، میں اپنی سواری کے جانور کی طرف گیا اور کفن کے لئے ایک کپڑا لیا اور غسل دینے والے کی مدد طلب کی۔ جب واپس اس لڑکے کے پاس پہنچا تو وہاں کوئی موجود نہ تھا۔ اس کے متعلق تمام حاجیوں سے پوچھا مگر مجھے کوئی ایسا شخص نہ ملا جس نے اُسے زندہ یا مُردہ دیکھا ہو تو میں سمجھ گیا کہ وہ لڑکا مخلوق کی نظروں سے پوشیدہ تھا اور اُسے میرے علاوہ کسی نے نہ دیکھا، میں اپنی قیام گاہ میں آکر سو گیا۔

خواب میں، مَیں نے اُسے ایک بہت بڑی جماعت کے آگے آگے دیکھا کہ اس پر خوشی کے آثار نمایاں تھے۔ میں نے اس سے پوچھا: "کیا تم میرے ساتھ نہ تھے؟" تو اس نے جواب دیا: "یقیناً میں آپ کے ساتھ ہی تھا۔" میں نے اس سے پوچھا: "کیا تم مر نہیں گئے تھے؟" تو اس نے جواب دیا: "ایسا ہی ہے۔" میں نے کہا: "میں تو تمہیں کفن دینے کے لئے تلاش کر رہا تھا تاکہ تجہیز و تکفین کے بعد تمہاری تدفین عمل میں لاؤں، مگر جب میں واپس آیا تو تم موجود ہی نہ تھے۔" تو اس نے جواب دیا: "اے ابراہیم! جس ذات نے مجھے شہر سے نکالا اور اپنی محبت کا شوق عطا کیا اور میرے گھر والوں سے مجھے دور کر دیا، اسی نے مجھے سب کی نظروں سے چھپا کر کفن بھی دے دیا۔"

پھر میں نے پوچھا:"اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟"اس نے جواب دیا:" مجھے میرے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے سامنے کھڑا کیا اور فرمایا:"تجھے کیا چاہئے ؟"میں نے عرض کی:"یاالٰہی عَزَّوَجَلَّ !توخوب جانتاہے۔"اس نے ارشاد فرمایا:"تومیرا سچابندہ ہے،میرے نزدیک تیرامقام یہ ہے کہ میرے اور تیرے درمیان کبھی حجاب نہ ہو گا۔"پھر مزید ارشاد فرمایا:"اور بھی کچھ چاہئے ؟"میں نے عرض کی:"میں جس بستی میں رہتا تھا اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔"ارشاد فرمایا:"میں نے اس بستی کے حق میں تیری شفاعت بھی قبول فرمائی۔" حضرتِ سیِّدُناابراہیم خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ پھر اس نے مجھ سے مصافحہ کیا۔اس کے بعد میں بیدار ہو گیااور ارکانِ حج ادا کرنے کے بعد قافلے والوں کے ساتھ چل پڑا۔جس سے بھی میری ملاقات ہوتی وہ یہی کہتا:"آپ کے ہاتھوں کی پاکیزہ خوشبو سے سب لوگ حیران ہیں۔"اس واقعہ کے ناقِل کا کہناہے کہ حضرتِ سیِّدُناابراہیم خواص علیہ رحمۃ اللہ الرزاق کے ہاتھ سے مرتے دم تک وہ خوشبو آتی رہی۔(حکایتیں اور نصیحتیں ص۳۲۱۔۳۲۳)

محبت میں اپنی گما یا الٰہی
نہ پاؤں میں اپنا پتہ یا الٰہی
رہوں مست و بے خود میں تیری ولا میں
پلا جام ایسا پلا یا الٰہی

(وسائل بخشش ص۱۰۵)



مرنے والے کی حالت پانچ طرح کی ہوتی ہے

حضرتِ سیّدُنا منصوربن عمارعلیہ رحمۃاللہ الغفار فرماتے ہیں: "جب بندے کی **موت کا وقت** قریب آتا ہے تومرنے والے کی حالت پانچ طرح کی ہوتی ہے:
(۱)۔۔۔۔۔مال وارث کے لئے (۲)۔۔۔۔۔روح ملک الموت علیہ السلام کے لئے
(۳)۔۔۔۔۔ گوشت کیڑوں کے لئے (۴)۔۔۔۔۔ہڈیاں مٹی کے لئے
اور(۵)۔۔۔۔۔نیکیاں خُصُوم یعنی قیامت کے دن اپنے حق کا مطالبہ کرنے والوں کے لئے ہوتی ہیں۔

مزید فرماتے ہیں کہ "وارث مال لے جائے تو قابل برداشت ہے، اسی طرح ملک الموت علیہ السلام روح لے جائیں تو بھی درست ہے مگر اے کاش !موت کے وقت شیطان ایمان نہ لے جائے ورنہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے جدائی ہو جائے گی، ہم اس سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ طلب کرتے ہیں کیونکہ اگرسب فراق ایک طرف جمع ہو جائیں اورربّ عَزَّوَجَلَّ کا فراق ایک طرف ہوتو یہ تمام فراقوں سے زیادہ بھاری ہے جسے کوئی برداشت نہیں کر سکتا۔

(حکایتیں اور نصیحتیں ص ۳۸)

تیسرا باب

نزع کا عالم

آپ اس باب میں ملاحظہ فرمائیں گے:

☆... کبھی بے چین ہو جاتے

☆... آنکھیں نم ہو گئیں

☆...اپنے آپ کو مُردوں میں شمار کرو

☆... آخری کلماتِ طیبہ

☆...جب مسافر مسافرت میں انتقال کرتا ہے

☆... فرشتوں کی صدائیں

گناہ کی کثرت

حضرت سیدنا عبدالرحمن بن مہدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:"جب حضرت سیدنا سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر **نزع کا عالم** طاری ہوا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے، ایک شخص نے دریافت کیا:"اے ابو عبداللہ! کیا گناہ کی کثرت نظر آ رہی ہے؟"تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سر اٹھایا اور زمین سے کچھ مِٹی اٹھا کر ارشاد فرمایا:"اللہ عزوجل کی قسم! میرے گناہ میرے نزدیک اس مٹھی بھر مِٹی سے بھی زیادہ حقیر ہیں، میں تو موت سے پہلے ایمان چھن جانے کے خوف سے رو رہا ہوں۔"(جہنم میں لے جانے والے اعمال جلد اول ص ۹۱)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

کبھی بے چین ہو جاتے

حضرت سیدنا عبداللہ بن احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں:"جب میرے والد گرامی پر **نزع کا عالم** طاری ہوا تو میں ان کے قریب بیٹھ گیا، میں نے ان کے جبڑے باندھنے کے لئے ہاتھ میں کپڑے کا ایک ٹکڑا پکڑ رکھا تھا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کبھی بے چین ہو جاتے اور کبھی افاقہ محسوس کرتے اور کہتے:"خبردار! مجھ سے دور ہٹ جاؤ۔"میں نے عرض کی:"ابا جان! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس عالم میں ایسے انداز میں کس سے مخاطب ہیں؟"تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا:"اے میرے بیٹے! کیا تم نہیں جانتے؟"میں نے عرض کی :"نہیں!"تو انہوں نے ارشاد فرمایا:"ابلیس میرے سامنے کھڑا ہے اور مجھ سے کہہ رہاہے:

"اے احمد! مجھے ایک بار تو آزمالو۔" لیکن میں اس سے کہہ رہاہوں: "جب تک میں مر نہ جاؤں مجھ سے دور رہو۔" (جہنم میں لے جانے والے اعمال جلد اول ص ۹۱)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

میں اللہ عزوجل سے امید رکھتا ہوں

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ایک نوجوان کے پاس تشریف لے گئے جس پر **نزع کا عالم** طاری تھا، شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس سے دریافت فرمایا کیسا محسوس کر رہے ہو؟" اس نے عرض کی "میں اللہ عزوجل سے امید رکھتا ہوں اور اپنے گناہوں پر خوفزدہ ہوں۔" تو صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: "ایسے وقت میں جب بندے کے دل میں یہ دو چیزیں جمع ہو جائیں تو اللہ عزوجل اس کی اُمید پوری فرمادیتا ہے اور اس کے خوف سے اسے امن عطا فرماتا ہے۔"

(جامع الترمذی، ابواب الجنائز، باب الرجاء باللہ والخوف ۔۔۔۔۔الخ، الحدیث: ۹۸۳، ص۱۷۴۵)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

آنکھیں نم ہو گئیں

شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار، بِاذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ایک نواسے کو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر کیا گیا جس پر **نزع کا**

عـــالَم طاری تھا، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی آنکھیں نم ہو گئیں، تو حضرت سیدنا سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی:"یارسولَ اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! یہ کیا؟"تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:"یہ رحمت ہے جسے اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کے دلوں میں پیدا کیا ہے اور اللہ عزوجل اپنے رحم دل بندوں پر ہی رحم فرماتا ہے۔"
(صحیح البخاری ،کتاب الجنائز ،باب قول النبی علیہ السلام۔۔۔۔۔الخ،الحدیث:۱۲۸۴،ص۱۰۰)



اپنے آپ کو مُردوں میں شمار کرو

امام طبرانی ایک شخص کا نام لئے بغیر روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت سیدنا ابودَرْدَاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر **نزع کا عـــالَم** طاری ہوا تو میں نے ان کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں تمہیں شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم سے سنی ہوئی ایک حدیث سناتا ہوں، (پھر فرمایا) میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ "اللہ عزوجل کی اس طرح عبادت کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو اگر تم اسے دیکھ نہیں سکتے تو بے شک وہ تمہیں دیکھ رہا ہے اور اپنے آپ کو مُردوں میں شمار کرو اور مظلوم کی بد دعا سے بچتے رہو کیونکہ وہ ضرور قبول ہوتی ہے اور تم میں جو فجر اور عشاء کی نماز میں حاضر ہو سکے اگرچہ گھسٹتے ہوئے تو اسے چاہیے کہ وہ ضرور حاضر ہو۔"(مجمع الزوائد ،کتاب الصلوۃ ، باب فی صلوۃ العشاء الاخرۃ والصبح فی جماعۃ ، رقم ۲۱۴۹ ج۲ ص ۱۶۵)



آخری کلماتِ طیبہ

حالتِ نزع میں حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی زبان سے جو کلمات ادا ہوئے وہ یہ تھے: ''رَبِّ تَوَفَّنِیْ مُسْلِماً وَّاَلْحِقْنِی بِالصَّالِحِیْن یعنی اے پاک پروردگار! مجھے اسلام پر موت عطا فرما اور مجھے نیک لوگوں کے ساتھ ملا۔'' اور کچھ دیر بعد ہی آپ دارالفنا سے دارالبقا کی طرف کوچ فرما گئے۔ (الریاض النضرۃ،ج ا،ص ۲۵۸)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

جب مسافر، مسافرت میں انتقال کرتا ہے

جب کسی مسافر پر **نزع کا عالم** طاری ہوتا ہے تو اللہ تَعَالٰی فرشتوں سے فرماتا ہے یہ بیچارہ مسافر ہے، اپنے اہل و عیال اور والدین وغیرہ کو چھوڑ چکا ہے، جب یہ مرے گا تو اس پر کوئی تاء سف (افسوس) کرنے والا بھی نہ ہوگا، تب اللہ تَعَالٰی فرشتوں کو اس کے والدین، اولاد اور خویش و اَقارِب کی شکل میں بھیجتا ہے، جب وہ انہیں اپنے قریب دیکھتا ہے تو ان کو اپنے خویش و اَقارِب سمجھ کر حد درجہ مسرور ہوتا ہے اور اسی مسرت میں اس کی رُوح پرواز کر جاتی ہے، پھر وہ فرشتے پریشان حال ہو کر اس کے جنازہ کے پیچھے پیچھے چلتے ہیں اور قیامت تک اس کی مغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں، فرمانِ الٰہی ہے:

اَللہُ لَطِیْفٌۢ بِعِبَادِہٖ۔ ترجمۂ کنزالایمان: اللہ اپنے بندوں پر لطف فرماتا ہے۔ (پ ۲۵،الشوریٰ:۱۹)
(مکاشفۃ القلوب ص ۳۴)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

نزع کے وقت کی کیفیت

جب حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه کی رحلت کا وقت قریب آیا تو اُمّ المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا آپ کے پاس آئیں۔ دیکھا کہ آپ پر نزع کی کیفیت طاری ہے، انہوں نے اپنی موت کو یاد کرتے ہوئے کہا: ”آہ! جب ایک روز مجھ پر بھی یہی **نزع کا عالم** طاری ہو گا۔“ یہ کہتے ہوئے آپ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا پر رقت طاری ہو گئی۔ آپ کی یہ کیفیت دیکھ کر حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه نے ارشاد فرمایا: ”اے میری بیٹی! اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے اللہ کا ارشاد ہے:

وَ جَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ۔

ترجمہ کنز الایمان: ”اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔“

(پ۲٦، ق:۱۹)(الریاض النضرۃ، ج۱، ص۱۵۰)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

فرشتوں کی صدائیں

نبیوں کے تاجور، حسنِ اخلاق کے پیکر، محبوب ربِّ اکبر عزوجل وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عبرت نشان ہے کہ "جب آدمی پر **نزع کا عالم** طاری ہوتا ہے تو اللہ عزوجل اس کی طرف پانچ فرشتے بھیجتا ہے۔ پہلا فرشتہ اس کے پاس اس وقت آتا ہے جب اس کی روح حلقوم (یعنی حلق) تک پہنچتی ہے۔ وہ فرشتہ اسے پکار کر کہتا ہے: "اے ابن آدم! تیرا طاقتور بدن

کہاں گیا؟ آج یہ کتنا کمزور ہے ؟ تیری فصیح زبان کہاں گئی ؟ آج یہ کتنی خاموش ہے ؟ تیرے گھر والے اور عزیز واقرباء کہاں گئے ؟ تجھے کس نے تنہا کر دیا۔"

پھر جب اس کی روح قبض کرلی جاتی ہے اور کفن پہنا دیا جاتا ہے تو دوسرا فرشتہ اس کے پاس آتا ہے او راسے پکار کر کہتا ہے :"اے ابن آدم !تُو نے تنگدستی کے خوف سے جو مال واسباب جمع کیا تھا وہ کہاں گیا؟ تُو نے تباہی سے بچنے کے لئے گھر بسائے تھے وہ کہاں گئے ؟تُو نے تنہائی سے بچنے کے لیے جو اُنس تیار کیا تھا وہ کہاں گیا؟"

پھر جب اس کا جنازہ اٹھایا جاتا ہے تو تیسرا فرشتہ اس کے پاس آتا ہے اور اسے پکار کر کہتا ہے:" آج تُو ایک ایسے لمبے سفر کی طرف رواں دواں ہے جس سے لمبا سفر تُو نے آج سے پہلے کبھی طے نہیں کیا، آج تُو ایسی قوم سے ملے گا کہ آج سے پہلے کبھی اس سے نہیں ملا، آج تجھے ایسے تنگ مکان میں داخل کیا جائے گا کہ آج سے پہلے کبھی ایسی تنگ جگہ میں داخل نہ ہوا تھا، اگر تُو اللہ عزوجل کی رضا پانے میں کامیاب ہو گیا تو یہ تیری خوش بختی ہے او راگر اللہ عزوجل تجھ سے ناراض ہوا تو یہ تیری بد بختی ہے۔"

پھر جب اسے لحد میں اتار دیا جاتا ہے تو چوتھا فرشتہ اس کے پاس آتا ہے اور اسے پکار کر کہتا ہے:" اے ابن آدم ! کل تک تُو زمین کی پیٹھ پر چلتا تھا اور آج تُو اس کے اندر لیٹا ہوا ہے ،کل تک تُو اس کی پیٹھ پر ہنستا تھا او رآج تُو اس کے اندر رو رہا ہے، کل تک تُو اس کی پیٹھ پر گناہ کرتا تھا اور آج تُو اس کے اندر نادم وشرمندہ ہے۔"

پھر جب اس کی قبر پر مٹی ڈال دی جاتی ہے اور اس کے اہل وعیال دوست واحباب اسے چھوڑ کر چلے جاتے ہیں تو پانچواں فرشتہ اس کے پاس آتا ہے اور اسے پکار کر کہتا ہے:"اے ابن آدم! وہ لوگ تجھے دفن کر کے چلے گئے، اگر وہ تیرے پاس ٹھہر بھی جاتے تو تجھے کوئی فائدہ نہ پہنچاسکتے، تُونے مال جمع کیا اور اسے غیروں کے لئے چھوڑدیا آج یا تو تجھے جنت کے عالی باغات کی طرف پھیرا جائے گا یا بھڑکنے والی آگ میں داخل کیا جائے گا۔" (آنسوؤں کا دریا ص ۹۲۔۹۳)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

بُرے خاتمے کا خوف

سرکارِ والا تَبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے صحابی حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ عزوجل کی قسم اٹھا کر فرماتے تھے:"جو **موت کے وقت** ایمان کے چھن جانے سے بے خوف رہے گا اس کی موت کے وقت اس کا ایمان چھین لیا جائے گا۔" یعنی اس کا ایمان اللہ عزوجل کی خفیہ تدبیر سے بے خوف رہنے کی وجہ سے چھینا جائے گا۔ (جہنم میں لے جانے والے اعمال جلد اول ص ۹۱)

بوقتِ نزع سلامت رہے میرا ایماں
مجھے نصیب ہو توبہ ہے التجا یا رب

(وسائل بخشش ص ۸۷)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

چوتھا باب

نزع کے عالم میں

آپ اس باب میں ملاحظہ فرمائیں گے:

☆...چشمانِ کرم نم ہو گئیں۔

☆...سب کچھ اللہ عزوجل ہی کا ہے۔

☆...تم میرے میزان میں رکھے جاؤ۔

☆...نازک حالت میں بھی صابر رہے۔

☆...سب سے بڑی حسرت۔

☆...نزع کے عالم میں مسکراہٹ۔

☆...شراب کی نحوست۔

☆...نیک اعمال مدد کرتے ہیں۔

چشمانِ کرم نم ہو گئیں

حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اپنے شہزادے حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تشریف لائے جبکہ حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ **نزع کے عالم** میں تھے، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی چشمانِ کرم نم ہو گئیں، تو حضرت سیدنا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی:"یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم بھی روتے ہیں؟" تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:"اے عوف کے بیٹے! یہ رحمت ہے۔" انہوں نے دوبارہ عرض کی تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:"آنکھیں بہہ رہی ہیں اور دل غمگین ہے حالانکہ ہم وہی کہہ رہے ہیں جو ہمارے رب عزوجل کو پسند ہے اور یقیناً اے ابراہیم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! ہم تمہاری جدائی سے غمزدہ ہیں۔"

(صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب قول النبی علیہ السلام انا بک لمحزونون، الحدیث: ۱۳۰۳، ص ۱۰۲)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

سب کچھ اللہ عزوجل ہی کا ہے

رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی ایک شہزادی نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ "میرا بیٹا **نزع کے عالم** میں ہے۔" تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے پیغام لانے والے سے فرمایا:"اسے جا کر بتا دو کہ یقیناوہ

سب کچھ اللہ عزوجل ہی کا ہے جو وہ واپس لے اور وہ سب کچھ بھی اسی کا ہے جو وہ عطا فرمائے، اس کے پاس ہر چیز کی موت کا وقت مقرر ہے لہٰذا اس سے کہو کہ صبر کرے اور اَجر کی اُمید رکھے۔" (صحیح مسلم ،کتاب الجنائز ،باب البکاء علی المیت ، الحدیث: ۲۱۳۵ ، ص ۸۲۲)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆



حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے کو **نزع کے عالم** میں دیکھا تو ارشاد فرمایا: "بیٹا! تم میرے میزان میں رکھے جاؤ یہ مجھے اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ میں تمہارے میزان میں رکھا جاؤں۔" (کتاب الکبائر ،فصل فی التعزیۃ ،ص۲۲۰)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

انہیں چھوڑ دو

حضرتِ سیدنا جابر بن عتیک رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال،، دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُودونوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم حضرتِ سیدنا عبد اللہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عیادت کے لیے تشریف لائے تو انہیں **نزع کے عالم** میں پایا پھر انہیں پکارا تو انھوں نے جواب نہ دیا تو آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اور فرمایا، "اے ابو ربیع! ہم تجھ سے پیچھے رہ گئے۔" تو عورتیں چیخ چیخ کر رونے لگیں۔ جب حضرتِ سیدنا ابن عتیک رضی اللہ عنہ

ان عورتوں کو خاموش کرانے لگے تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ "انہیں چھوڑ دو، جب واجب ہو تو پھر کوئی رونے والی نہ روئے۔" صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی "وجوب سے کیا مراد ہے؟" فرمایا "موت۔" ان کی بیٹی نے کہا، "خدا کی قسم! میں امید کرتی ہوں کہ تم شہید ہو کیونکہ تم جہاد کی تیاری کر چکے تھے۔"

تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، "اللہ عزوجل نے انہیں ان کی نیت کے مطابق ثواب عطا فرمادیا ہے اور تم شہادت کسے کہتے ہو؟" صحابہ کرام نے عرض کیا، "اللہ عزوجل کی راہ میں مارے جانے کو۔" تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، "اللہ عزوجل کی راہ میں مارے جانے کے علاوہ بھی سات شہادتیں ہیں، (۱) پیٹ کی بیماری میں مبتلاء ہو کر مرنے والا شہید ہے (۲) سمندر میں ڈوب کر مرنے والا شہید ہے (۳) نمونیہ میں مبتلا ہو کر مرنے والا شہید ہے (۴) اور ملبے تلے دب کر مرنے والا شہید ہے (۵) اور مرنے والی حاملہ عورت شہید ہے۔ (ابوداؤد، کتاب الجنائز، رقم ۳۱۱۱، ج ۳، ص ۲۵۲)



نازُک حالت میں بھی صابر رہے

المدینۃ العلمیۃ میں خدمات انجام دینے والے ابوواصف عطاری مدنی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ مبلغِ دعوتِ اسلامی ورُکنِ مرکزی مجلسِ شوریٰ حاجی ابو جُنید زَم زَم رضا عطاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ البارِی کی بیماری کے دَوران میرے سامنے ان کی طبیعت بَہُت بگڑی مگر یہ اس نازک حالت میں بھی صابر رہے اور منہ سے شکوہ و شکایت کا کوئی لفظ نہیں نکالا۔ ان کی زندگی کی آخِری

رات قریباً سوا دس بجے جب میں ان کو دیکھنے کے لئے پہنچا تو غالباً **نزع کے عالم** میں تھے مجھ سے ان کی حالت دیکھی نہیں گئی، ان کی حیات میں کبھی انہوں نے مجھے اپنا ہاتھ نہیں چومنے دیا، میں نے اس وَقْت ان کے داہنے ہاتھ پر بوسہ دیا اور رو رو کر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں ان کیلئے آسانی و عافیت کی دعا کی تو ان کے سر کو جنبش ہوئی مجھے یوں لگا کہ شاید اس دعا پر میرا شکریہ ادا کر رہے ہوں کیونکہ زندگی میں یہ چھوٹی سے چھوٹی بات پر بھی مجھے ''جَزَاكَ الله''، ''جَزَاكَ الله'' کی دعا سے اتنی کثرت سے نوازتے تھے کہ یہ الفاظ تحریر کرتے وَقْت بھی میرے کانوں میں گویا ان کی آواز گونج رہی ہے۔ (محبوبِ عطار کی ۱۲۲ حکایات ص ۱۴۷)



نرمی سے پیش آ

حضرت سیّدُنا سَلْم بن عَطِیَّہ اَسَدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہ الْقَوِی سے مروی ہے کہ حضرت سیّدُنا سلمان فارسی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ ایک شخص کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ اس وقت وہ **نزع کے عالم** میں تھا۔ آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ نے کہا: ''اے فرشتے! اس کے ساتھ نرمی سے پیش آ۔'' وہ شخص کہنے لگا کہ ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام فرما رہے ہیں: ''میں ہر مومن کے ساتھ نرمی سے پیش آتا ہوں۔ (کرامات الاولیاء، الحدیث: ۱۰۲، ص ۱۴۶، مفهومًا)



سب سے بڑی حسرت

حضرتِ سیِّدُنا ابو بکر ہذلی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی بیان کرتے ہیں کہ ایک بار ہم حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے آکر کہا: اے ابو سعید عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْمَجِیْد! (یہ سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کی کنیت ہے) ہم ابھی ابھی حضرتِ سیِّدُنا عبید اللہ بن اہتم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم کے پاس گئے تھے وہ **نزع کے عالم** میں تھے، ہم نے ان سے پوچھا: "اے ابو معمر! آپ کیسے ہیں ؟ "جواب دیا: "اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! سخت تکلیف میں ہوں اور میرا خیال ہے کہ موت کا فرشتہ میری روح قبض کرنے ہی والا ہے لیکن تم اس صندوق میں پڑے ایک لاکھ درہم کے بارے میں کیا کہتے ہو جن سے حقوق ادا نہیں کئے گئے؟ "ہم نے کہا: "اے ابو معمر! آپ نے انہیں کس لئے جمع کیا تھا؟ " فرمایا: "بخدا! میں نے انہیں گردش زمانہ، بادشاہ کے ظلم اور خاندان کی کثرت کی وجہ سے جمع کیا تھا۔ "(یہ سن کر) حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے فرمایا: "اس مصیبت زدہ شخص کو دیکھو شیطان اس کے پاس اس انداز سے آیا، اسے گردش زمانہ اور اس بادشاہ کے ظلم سے ڈرایا کہ جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس کی حفاظت کی ذمہ داری سونپی اور اسے اس کی رعایا میں رکھا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یہ دنیا سے شکستہ دل، غمگین اور ذلیل و رسوا حالت میں جا رہا ہے۔ اے اس کے بعد پیچھے رہ جانے والے تو اس کی طرح دھوکے میں نہ رہنا تیرے پاس یہ مال حلال طریقہ سے آیا۔ لہٰذا خوب احتیاط کرنا کہ کہیں یہ تیرے لئے وبال نہ بن جائے۔ بخدا! تیرے پاس ایسا شخص بھی آئے گا جو خوب مال جمع کرنے والا اور بخیل ہو گا، مال و دولت جمع کرنے کے

لئے دن رات جنگل وبیابان کا سفر طے کرے گا لیکن مال جمع کرنے کی حرص پھر بھی ختم نہ ہو گی، اسے روکے رکھنا اپنا حق سمجھے گا، اسے جمع کر کے سنبھال سنبھال کر رکھے گا اور بخل سے کام لے گا کہ نہ تو زکوٰۃ ادا کرے گا نہ صلہ رحمی کرے گا بروزِ قیامت ایسا شخص حسرتوں کا شکار ہو گا اور اس دن بندے کی سب سے بڑی حسرت یہ ہو گی کہ وہ اپنا مال کسی دوسرے کے میزان میں دیکھے کیا تم جانتے ہو یہ کیسے ہو گا؟ یوں کہ ایک شخص کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مال عطا فرمایا اور حُقوقُ اللہ کی مختلف اقسام میں خرچ کرنے کا حکم دیا لیکن اس نے بخل سے کام لیا مرنے کے بعد اس کا وارث مال کا مالک بن جاتا ہے اس طرح وہ اپنا مال دوسرے کے میزان میں دیکھتا ہے۔ اے دنیادار! (اب افسوس کرنے کا کچھ فائدہ نہیں) یہ ایسی لغزش اور ندامت ہے جو گزر چکی ہے۔"

(تاریخ مدینۃ دمشق، الرقم:۳۱۹۶، عبداللّٰہ بن اہتم، ج۲۷، ص۱۱۰)



نزع کے عالم میں مسکراہٹ

حضرتِ سیّدُنا بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے انتقال کے وقت رونے لگے پھر ہنس دیئے پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ دنیا چھوڑ کر رخصت ہو گئے تو ان کے انتقال کے بعد کسی نے انہیں خواب میں دیکھا تو پوچھا:"آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ انتقال سے قبل کیوں روئے اور پھر کیوں ہنسے؟"تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:"جب میں **نزع کے عالم** میں تھا تو شیطان ملعون میرے پاس آیا اور مجھ سے کہنے لگا:"اے بایزید! تم میرے جال سے آزاد ہو گئے۔" تو میں اللہ عزوجل کی بارگاہ میں گریہ وزاری کرنے لگا پس آسمان سے ایک فرشتہ میرے پاس اُترا

اور مجھ سے کہنے لگا: "اے بایزید! رب العالمین عزوجل تجھ سے فرماتا ہے: "ڈرو مت اور غم نہ کرو اور جنت کی خوشخبری سن لو۔ "تو میں ہنسنے لگا اور دنیا سے رخصت ہو گیا۔" (آنسوؤں کا دریا ص٦٦)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆



ایک بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "میں نے ایک شخص کو **نزع کے عالم** میں دیکھا، جب اسے کلمہ طیبہ کی تلقین کی جاتی تو وہ کہتا: "خود بھی پیؤ اور مجھے بھی پلاؤ۔"

حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "جب شرابی مر جائے تو اسے دفن کر دو اور مجھے کسی جگہ نظر بند کر کے اس کی قبر کھودو اگر اسے قبلہ سے پھرا ہوا نہ پاؤ تو مجھے قتل کر دینا۔" میرے اسلامی بھائیو! یہ تو شرابی کی دنیوی سزا ہے اور اُخروی سزا تو شمار سے باہر ہے اسے کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا، زقوم کھلایا جائے گا، جہنم میں جہنمیوں کا پیپ پلایا جائے گا اور وہ ایسے ہی بہت سے عذابات میں مبتلا ہو گا۔ اللہ عزوجل ہمیں اپنی پناہ میں رکھے، آمین۔ (آنسوؤں کا دریا ص٢٩٢۔٢٩٣)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

مرنے کے بعد نیک اعمال مدد کرتے ہیں

منقول ہے کہ ایک شخص کو **نزع کے عالم** میں شیاطین نے گھیر لیا تو ذِکرِ اِلٰہی عَزَّوَجَلَّ نے اسے بچا لیا۔ جب انتقال ہوا اور قبر میں عذاب نازل ہوا تو وضو نے اسے عذاب سے بچا لیا۔

اور جب عذاب کے فرشتے آئے تو نماز نے بچا لیا۔ اور جب پیاس سے تڑپنے لگا تو ماہِ رمضان کے روزے نے آکر اس کو سیراب کر دیا۔

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! دنیا و آخرت میں ماہِ رمضان کی برکات اور اس کے نفع کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ دنیوی برکت و نفع یہ ہے کہ یہ تمہیں عذاب اور جہنم کا مُوجِبْ بننے والی خواہشات سے بچاتا ہے اور اُخروی برکت و نفع یہ ہے کہ تم مالک وہاب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ سے معافی اور رضا کی خیرات پانے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ (حکایتیں اور نصیحتیں ص ۹۴۔۹۵)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

صلوا علی الحبیب

صلی اللہ علی محمد

صلی اللہ علیہ والہ وسلم

پانچواں باب

وصال کا وقت

آپ اس باب میں ملاحظہ فرمائیں گے:

☆...میرے رخسار کو زمین سے ملا دو۔

☆...تجارت چھوڑ دیئں۔

☆...نفس کی مخالفت پر انعامِ خداوندی۔

☆...نصیحت آموز وصیت۔

☆...تمام عورتوں کی سردار۔

☆...تین نصیحتیں۔

☆...ملک الموت نے سلام کیا۔

☆...رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل۔

میرے رخسار کو زمین سے ملادو

جب امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زخمی کیا گیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے **وصال کا وقت** آگیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے سے ارشاد فرمایا:"میرے رخسار کو زمین سے ملا دو، اگر اللہ عزوجل نے مجھ پر رحم نہ فرمایا تو میری حسرت کا عالم کیا ہو گا؟" حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرض کی: اے امیر المومنین! یہ خوف کیسا؟" حالانکہ اللہ عزوجل نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں فتوحات کے در کھول دیئے اور بہت سے شہر آباد کئے، کیا وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ایسا معاملہ فرمائے گا؟" تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا:"میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میری اس طرح نجات ہو جائے کہ نہ وہ مجھ سے مؤاخذہ فرمائے اور نہ مجھ پر انعام فرمائے۔" ایک اور روایت میں ہے:"نہ مجھے اجر ملے اور نہ ہی میرے ذمہ کوئی گناہ ہو۔"

(جہنم میں لے جانے والے اعمال جلد اول ص ۷۳۔۷۴)



حضرت سیدنا مسروق بن اجدع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت سیدنا علقمہ بن مرثد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے، حضرت سیدنا مسروق بن اجدع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زوجہ محترمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا فرماتی ہیں:"حضرت سیدنا مسروق علیہ رحمۃ اللہ المعبود نماز میں طویل قیام کرتے جس کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی پنڈلیاں سوج جاتیں۔جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نماز پڑھتے تو میں ان کے پیچھے بیٹھ جاتی، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حالت دیکھ دیکھ کر مجھے بہت ترس آتا اور میں روتی رہتی۔

پھر جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے **وصال کاوقت** قریب آیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رونے لگے۔جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے رونے کا سبب پوچھا گیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا:"میں کیوں نہ روؤں، اس وقت میں اپنے آپ کو اس حالت میں پاتا ہوں کہ موت میرے سامنے ہے، میرے ایک طرف جنت اور دوسری طرف جہنم ہے، اب معلوم نہیں کہ موت مجھے جہنم کی طرف دھکیلتی ہے یا جنت میں لے جاتی ہے۔"

(عیون الحکایات حصہ اول ص ۵۲)



حضرت سیدنا اسود بن یزید علیہ رحمۃ اللہ المجید

حضرت سیدنا علقمہ بن مرثد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:" حضرت سیدنا اسود بن یزید علیہ رحمۃ اللہ المجید عبادت وریاضت میں خوب کوشش فرماتے۔بہت زیادہ مجاہدات کرتے ،بکثرت روزے رکھتے یہاں تک کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا رنگ سبزی مائل اور پیلا پڑ گیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسّی(۸۰) حج کئے۔"

حضرت سیدنا علقمہ بن قیس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان سے کہتے:"آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کب تک اپنے جسم پر مشقت کرتے رہیں گے ؟" یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے:"میں اپنے جسم کے آرام وسکون کے لئے ہی تو یہ سب کچھ کر رہا ہوں۔" پھر جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ کے **وصال کا وقت** قریب آیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رونے لگے۔لوگوں نے پوچھا:"حضور! یہ رونا کیسا؟"فرمایا:"میں کیوں نہ روؤں؟ کیا مجھ سے بھی زیادہ کوئی رونے کا حق دار ہے ؟(پھر عاجزی کرتے ہوئے ارشاد فرمایا) خدا عزوجل کی قسم! اگر اللہ عزوجل نے مجھے بخش بھی دیا تب بھی مجھے اپنے گناہوں کی وجہ سے اللہ عزوجل سے حیا آتی رہے گی، اگر بندہ کوئی چھوٹے سے چھوٹا گناہ بھی کرلے اور اسے بخش بھی دیا جائے لیکن پھر بھی اسے اپنے گناہ پر شرمندگی ضرور رہے گی۔"(عیون الحکایات حصہ اول ص ۵۱)



تجارت چھوڑ دیں

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشورہ دیا تھا کہ آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تجارت چھوڑ دیں، جب آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مسلمانوں کے اُمُور کے ولی بنے تھے کیونکہ یہ عمل اُمّت کے مسائل کے راستے میں رکاوٹ بنتا تھا اور آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بیت المال سے ضرورت کے مطابق لیتے تھے اور آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اسی کو بہتر سمجھا پھر جب آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے **وصال کا وقت** قریب ہوا تو آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے یہ مال بیت المال کی طرف لوٹانے کی وصیت فرمائی لیکن ابتداء میں اسے لینا بہتر سمجھا۔ (احیاء العلوم جلد ۲ص۱۵۷)



نیکیوں کا پلڑا بھاری ہے یا گناہوں کا؟

حضرت سَیِّدُنا مالک بن دینار رضي الله تعالي عنه ایک مرتبہ قبرستان کے پاس سے گزر رہے تھے کہ آپ نے دیکھا کہ لوگ ایک مردے کو دفن کر رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر آپ بھی ان کے قریب جا کر کھڑے ہو گئے اور قبر کے اندر جھانک کر دیکھنے لگے۔ اچانک آپ نے رونا شروع کر دیا اور اتنا روئے کہ غش کھا کر زمین پر گر پڑے۔ لوگ مردے کو دفن کرنے کے بعد آپ کو چارپائی پر ڈال کر گھر لے آئے۔

کچھ دیر بعد حالت سنبھلی اور آپ ہوش میں آئے تو لوگوں سے فرمایا، "اگر مجھے یہ خدشہ نہ ہوتا کہ لوگ مجھے پاگل سمجھیں گے اور گلی کے بچے میرے پیچھے شور مچائیں گے تو میں پھٹے پرانے کپڑے پہنتا، سر میں خاک ڈالتا اور بستی بستی گھوم کر لوگوں سے کہتا، "اے لوگو! جہنم کی آگ سے بچو۔" اور لوگ میری یہ حالت دیکھنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرتے۔"

پھر جب آپ کے **وصال کا وقت** قریب آیا تو اپنے شاگردوں کو یہ وصیت فرمائی کہ "میں نے تمہیں جو کچھ سکھایا، اس کا حق ادا کرنا، اور جب میں مر جاؤں تو میری پیشانی پر (بغیر روشنائی کے) یہ لکھوا دینا، "یہ مالک بن دینار ہے جو اپنے آقا کا بھاگا ہوا غلام ہے۔" پھر مجھے قبرستان لے جانے کے لئے چارپائی پر مت ڈالنا بلکہ میری گردن میں رسی ڈال کر ہاتھ پاؤں باندھ کر اس طرح لے جانا جیسے کسی بھاگے ہوئے غلام کو باندھ کر منہ کے بل گھسیٹتے ہوئے اُس کے آقا کے پاس لے جایا جاتا ہے۔ اور قیامت کے دن جب مجھے قبر سے اٹھایا جائے تو تین چیزوں پر غور کرنا، پہلی چیز کہ اس دن میرا چہرہ سیاہ ہوتا ہے یا سفید، دوسری چیز کہ جب اعمال

نامے تقسیم کئے جارہے ہوں تو مجھے نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں ملتا ہے یا بائیں میں، تیسری چیز یہ کہ جب میں میزانِ عدل کے پاس کھڑا کیا جاؤں تو میری نیکیوں کا پلڑا بھاری ہے یا گناہوں کا؟"

یہ کہہ کر آپ زاروقطار رونے لگے اور کافی دیر آنسو بہانے کے بعد ارشاد فرمایا، "کاش !میری ماں نے مجھے نہ جنا ہوتا کہ مجھے قیامت کی ہولناکیوں اور ہلاکتوں کی خبر ہی نہ ہوتی اور نہ ہی مجھے ان کا سامنا کرنا پڑتا۔" پھر جب رات کا وقت ہوا تو آپ کی حالت غیر ہونے لگی، اسی وقت غیب سے آواز آئی کہ "مالک بن دینار رضي الله تعالي عنه قیامت کی ہولناکیوں اور دہشتوں سے امن پا گیا۔" آپ کے ایک شاگرد نے یہ آواز سنی تو دوڑ کر آپ کے پاس پہنچا، اس نے دیکھا کہ آپ پر نزع کی کیفیت طاری تھی اور آپ انگشتِ شہادت آسمان کی طرف بلند کرکے کلمہ طیبہ کا ورد کررہے تھے، آپ نے آخری مرتبہ لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ کہا اور آپ کی روح پرواز کرگئی۔ (حکایات الصالحین، ص ۴۸)



اللہ تعالیٰ سے ملاقات کروں

جب حضرت سیدنا سفیان رحمہ اللہ تعالیٰ کے **وصال کا وقت** آیا تو انہوں نے رونا اور چیخنا شروع کردیا ان سے کہا گیا کہ اے ابو عبد اللہ ص! آپ کو اللہ تعالیٰ پر امید رکھنی چاہیئے بے شک اللہ تعالیٰ سے امید آپ کے گناہوں سے بھی بڑی ہے انہوں نے فرمایا کیا میں اپنے گناہوں پر روتا ہوں؟ اگر مجھے معلوم ہو کہ میری موت عقیدۂ توحید پر آئے گی تو مجھے کوئی پرواہ نہیں اگرچہ میں پہاڑوں کے برابر گناہوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کروں۔

(فیضانِ احیاء العلوم ص۱۹۲)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

نفس کی مخالفت پر انعامِ خداوندی

جب اِمام نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کے **وصال کاوقت** قریب آیا تو سیب کھانے کی شدید خواہش ہوئی۔جب سیب لائے گئے تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالیٰ عَلَیْہ نے نہ کھائے ۔بعدِ وصال اہلِ خانہ میں سے کسی نے خواب میں دیکھ کر پوچھا: ما فعل اللہ بك؟ یعنی **اللّٰہ تعالی** نے آپکے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ کہا:**اللّٰہ تعالی** نے میرے تمام اعمال قبول فرمالئے اور میری مہمان نوازی کی گئی اور مجھے سب سے پہلے جو چیز کھانے کو دی گئی وہ سیب تھے۔

(فیضانِ ریاض الصالحین ص۱۹)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

بد عملی سے نجات مل گئی

باب المدینہ (کراچی) F.11 سیکٹر نیو کراچی کے مقیم اسلامی بھائی کے بیان کا خلاصہ اس طرح ہے، ۱۹۹۵ء کی بات ہے کہ میں دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول میں آنے سے پہلے معاشرے کا بہت بُرا انسان تھا، نمازیں قضا کرنا، گندی فلمیں دیکھنا، داڑھی منڈوانا اور غیبت کرنا میری عادت بد میں شامل تھا، گھر میں بھی بد عملی کا دور دورہ تھا شاید اسی وجہ سے مختلف پریشانیوں نے گھر پر ڈیرے ڈال رکھے تھے، میرے چھوٹے بھائی جو نماز اور دیگر نیک اعمال سے دور تھے، اتفاق سے ایک دن نماز ادا کرنے مسجد چلے گئے، بار گاہ الٰہی میں سجدہ ریز ہوئے، پریشانیوں سے

نجات طلب کی، جب مسجد سے باہر آئے تو سامنے چوک درس ہو رہا تھا وہ بھی اس میں شریک ہوگئے، درس سنا اختتام پر ایک مبلغ دعوتِ اسلامی نے ان پر شفقت فرمائی، انفرادی کوشش کرتے ہوئے مقصد حیات سے آشنا کیا، عمل کا مدنی ذہن دیا، دعوتِ اسلامی کا تعارف پیش کرتے ہوئے مدنی ماحول اختیار کرنے کی ترغیب دلائی، نجانے مبلغ کی زبان میں ایسی کیا تاثیر تھی کہ میرے چھوٹے بھائی کی زندگی میں مدنی انقلاب برپا ہوگیا، انہوں نے نمازوں کی پابندی شروع کردی، دعوت اسلامی کے تحت ہونے والے سنّتوں بھرے اجتماعات میں شرکت ان کا معمول بن گئی، رفتہ رفتہ دعوتِ اسلامی سے وابستہ اسلامی بھائیوں کی رفاقت نے ان کے دل میں سنّت رسول کی محبت پیدا کردی چنانچہ انہوں مدنی حلیہ اختیار کرلیا، داڑھی منڈوانے سے توبہ کی اور گھر میں بھی انفرادی کوشش کا سلسلہ شروع کردیا، ان کا مدنی رنگ میں رنگنا نہ صرف اہل خانہ بلکہ اہلِ محلہ کے لیے بھی باعث حیرت تھا، جوں جوں وقت گزرتا گیا ان کے اخلاق سنورتے گئے، میں ان کی سنّت رسول سے محبت دیکھ کر بے حد متأثر ہوتا، ان کی فکر آخرت پر مبنی باتیں سن کر میری زندگی میں بھی تبدیلی رونما ہونے لگی، میں نے سنّتوں بھرے اجتماعات میں جانا شروع کردیا۔

سنّتوں بھرے بیانات اور رقت انگیز مناجات کی برکتیں پانے لگا، جس کی برکت سے یہ بات دل میں جاگزیں ہوگئی کہ حقیقی زندگی آخرت کی ہے، جہاں ہمیشہ رہنا ہے مگر وہاں کی تیاری دنیا میں کرنی ہے چنانچہ میں نے اپنے سابقہ گناہوں سے توبہ کی اور اپنی قبر وآخرت بہتر بنانے کے لیے دعوت اسلامی کے مشکبار مدنی ماحول سے منسلک ہوگیا، مدنی حلیہ اختیار کرلیا، مدنی

قافلوں میں سفر کرنا میرا معمول بن گیا جس کی برکت سے دعائیں، سنّتیں سیکھنے کا موقع ملا، یوں چوک درس کی برکت سے ہماری اصلاح کا سامان ہو گیا، گھر میں مدنی ماحول قائم ہو گیا، والد صاحب نمازوں کی پابندی کرنے لگے، چہرہ سنّتِ رسول سے سجالیا، مدنی حلیہ اپنالیا، ہمارے گھر کی اسلامی بہنیں بھی مدنی ماحول سے منسلک ہو گئیں، ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماعات میں شرکت کی برکتیں لوٹنے لگیں، الغرض سب گھر والے سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ عطاریہ میں بیعت ہو گئے، نمازوں کی پابندی کرنے اور سنّت رسول اپنانے کی برکت سے گھر سے پریشانی اور بے سکونی رخصت ہو گئی، والد محترم کو امیر اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ سے خاص محبت و تعلق تھا، یہی وجہ تھی کی مرشد کی ان پر ایسی شفقتیں تھیں کہ متعدد بار انہیں خطوط وغیرہ ارسال فرمائے، ایک ولی کامل کی محبت کی انہیں ایسی برکت ملی کہ جب **وصال کا وقت** قریب آیا تو سب عزیز واقارب سے معافی مانگی اور نوافل ادا کیے اور کَلِمۂ طَیِّبَہ لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھتے ہوئے دار فنا سے دار بقا کی جانب کوچ کر گئے، موت کے وقت ان کا چہرہ روشن تھا، جسے دیکھ کر مزید دل میں دعوت اسلامی کی محبت گھر کر گئی، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تادمِ تحریر میں علاقے میں حسبِ استطاعت مدنی کاموں کی دھومیں مچا رہا ہوں۔

(ڈرامہ ڈائریکٹر کی توبہ ص ۱۷-۱۹)

جو دے روز دو درسِ فیضانِ سنّت
میں دیتا ہوں اُس کو دعائے مدینہ

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی امیرِ اہلسنّت پَر رَحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

میرے بعد تم کس کی عبادت کروگے؟

جب حضرت یعقوب علیہ السلام کے **وصال کا وقت** آیا، جب انہوں نے اپنے بیٹوں سے فرمایا: (اے بیٹو!) میرے بعد تم کس کی عبادت کروگے؟ تو انہوں نے کہا: ہم آپ کے معبود اور آپ کے آباؤاجداد ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق کے معبود کی عبادت کریں گے جو ایک معبود ہے اور ہم اس کے فرمانبردار ہیں۔ (پ ۱۔سورۃ البقرہ آیت ۱۳۳)

(صراط الجنان جلد اول ص ۲۱۸)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

نصیحت آموز وصیت

جب ابو عبیدہ بن جراح رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے **وصال کا وقت** قریب آیا تو ارشاد فرمایا: "میں ایسی نصیحت کرتا ہوں اگر تم اسے قبول کرلو تو ہر گز خیر سے محروم نہیں رہو گے، نماز قائم کرو، رمضان کے روزے رکھو، صدقہ کرو، حج کرو، عمرہ کرو، ایک دوسرے کے ساتھ بھلائی کرو، اپنے امرا (حکمرانوں) کو نصیحت کرو ان کو دھوکے میں نہ رکھو، دنیا تمھیں ہلاک نہ کردے، بلاشبہ اگر کوئی شخص ہزار سال جی لے تو بھی موت اسے پچھاڑ دے گی، بے شک اللہ نے بنی آدم کے مقدر میں موت لکھ دی ہے ان کی موت یقینی ہے، تم میں سب سے بڑھ کر دانا شخص وہ ہے جو اپنے ربّ کا سب سے زیادہ اطاعت گزار اور آخرت سے زیادہ خبردار ہے، اللہ کی تم پر سلامتی اور رحمت ہو۔ اے معاذ! لوگوں سے صلہ رحمی کرتے رہنا۔"

(الریاض النضرۃ،عبیدہ بن جراح،ج۲،ص۳)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

تمہیں دو چیزوں کا حکم دیتا ہوں

حضرتِ عبد اللہ بن عمرو رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: جب حضرتِ نوح عَلَیْہِ السَّلَام کے **وصال کا وقت** قریب آیا تو انہوں نے اپنے بیٹوں کو بلاکر فرمایا: میں تمہیں دو چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور دو چیزوں سے روکتا ہوں میں تمہیں شرک اور تکبر سے روکتا ہوں اور لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللہ پڑھنے کا حکم دیتا ہوں کیونکہ زمین و آسمان اور ان میں موجود سب اشیاء ایک پلڑے میں اور یہ کلمہ دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے تب بھی یہ کلمہ بھاری رہے گا اور اگر آسمان و زمین ایک دائرے میں رکھ دیئے جائیں اور یہ کلمہ ان کے اوپر رکھ دیا جائے تو وہ انہیں دو ٹکڑے کردیگا اور تمہیں سُبْحٰنَ اللہِ وَبِحَمْدِہٖ پڑھنے کا حکم دیتا ہوں کیونکہ یہ کلمہ ہر چیز کی نماز ہے اور اسی کی وجہ سے ہر چیز کو رزق دیا جاتا ہے۔

(مسند احمد، مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص، ۲/۶۹۵، الحدیث ۷۱۲۳)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

مجھے صحن میں لے جاؤ

حضرتِ سیِّدُنا رَقَبَہ بن مَصْقَلَہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ جب حضرتِ سیِّدُنا امام حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے **وصال کا وقت** قریب آیا تو فرمایا: "مجھے صحن میں لے جاؤ تاکہ عجائبات سماویہ میں غور کرسکوں۔" چنانچہ، جب صحن میں لایا گیا تو بارگاہِ الٰہی میں عرض کی:

”اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں اپنے نفس کو تیری بارگاہ میں باعث اجر وثواب سمجھتا ہوں کیونکہ (وقتِ نزاع) مجھ پر لوگوں سے زیادہ باعثِ مشقت ہے۔“ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی ان لوگوں میں سے ہیں کہ جن کے ساتھ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے احسان والا معاملہ فرمایا کیونکہ وہ خود کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں باعثِ اجر وثواب سمجھتے تھے۔

(تاریخ مدینہ دمشق، الرقم: ۱۳۸۳، الحسن بن علی بن ابی طالب، ج۱۳، ص۲۸۵)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

تمام عورتوں کی سردار

ام المؤمنین حضرتِ سیّدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا فرماتی ہیں کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مرضِ وصال میں سب ازواج مطہرات بارگاہِ اقدس میں حاضر تھیں اور کوئی بھی غائب نہ تھیں کہ اتنے میں حضرتِ فاطمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا اس طرح چلتی ہوئی آئیں جیسا کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم چلا کرتے تھے۔ میرے سرتاج، صاحبِ معراج صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جب حضرتِ فاطمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا کو دیکھا تو ارشاد فرمایا: ”میری بیٹی کو خوش آمدید!“ پھر انہیں اپنے دائیں یا بائیں جانب بٹھا لیا اور ان سے سرگوشی فرمائی تو وہ رونے لگیں۔ میں نے ان سے کہا: ”حضور انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ازواج کو چھوڑ کر تمہیں راز کے لئے خاص کیا حالانکہ میں بھی موجود تھی اور تم رو رہی ہو۔“ دوسری بار سرگوشی فرمائی تو حضرتِ فاطمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا ہنس پڑیں۔ میں نے کہا: ”میرا تم پر جو حق ہے یا مجھے تم پر جو حق

حاصل ہے تمہیں اس کی قسم مجھے اس راز کے بارے میں بتاؤ۔ ''تو انہوں نے کہا: ''میں رَسُوْلُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا راز فاش نہیں کروں گی۔'' جب حضور نبیِّ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا وصال ہوا تو میں نے حضرتِ فاطمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے اس کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا: ہاں! اب بتا دیتی ہوں۔ میرا رونا تو اس وجہ سے تھا کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ ''حضرتِ جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام سال میں صرف ایک مرتبہ مجھے قرآنِ مجید سنایا کرتے تھے مگر اس سال انہوں نے دو مرتبہ سنایا ہے (اس وجہ سے) میرا خیال ہے کہ میرے **وصال کا وقت** قریب آگیا ہے۔'' یہ سن کر میں رونے لگی تو ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتی رہو اور صبر کرو میرا تم سے پہلے جانا تمہارے لئے بہتر ہے۔'' پھر ارشاد فرمایا: ''اے فاطمہ! کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم تمام جہانوں یا اس امت کی عورتوں کی سردار ہو۔'' فرماتی ہیں: ''یہ سن کر میں ہنس پڑی۔''

(صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب فضائل فاطمۃ، الحدیث: ۲۴۵۰، ص ۱۳۳۱)



کپڑوں سمیت دفنایا گیا

حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن محمد بن عقیل عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَکِیْل سے مروی ہے کہ جب حضرتِ سیِّدَتُنا فاطمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے **وصال کا وقت** قریب آیا تو امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کو غسل کے لئے پانی رکھنے کو کہا انہوں نے پانی رکھ دیا، آپ نے غسل کیا اور کفن کے کپڑے منگوائے۔ چنانچہ، موٹے کھردرے

کپڑے لائے گئے آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْھَا نے انہیں پہن لیا اور خوشبو لگائی پھر امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللهُ تَعَالٰی وَجْھَهُ الْکَرِیْم سے عرض کی: ''جب میری روح پرواز کر جائے تو میرے کپڑے نہ اتارے جائیں، کپڑوں سمیت ہی مجھے دفنایا جائے۔ ''راوی کہتے ہیں: میں نے امیر المؤمنین رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه سے پوچھا: ''کیا آپ نے اس کے بارے میں کسی کو بتایا تھا؟ ''فرمایا: ''ہاں! کثیر بن عباس کو اور انہوں نے کفن کے اطراف میں لکھا تھا کہ کثیر بن عباس گواہی دیتا ہے کہ اللهعَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں۔''

(المعجم الكبير، الحديث:٩٩٦، ج٢٢، ص٣٩٩)



تین نصیحتیں

حضرتِ سیِّدُنا ابان بن محبر رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه سے مروی ہے کہ جب حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِی کے **وصال کا وقت** قریب آیا تو کچھ شاگردوں نے خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: ''حضور ہمیں کچھ کلمات بتایئے جن سے ہم نفع حاصل کر سکیں۔ '' آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه نے فرمایا: ''میں تمہیں تین کلمات کی نصیحت کرتا ہوں پھر تم یہاں سے چلے جانا اور مجھے تنہا چھوڑ دینا: (۱)...جس چیز سے تمہیں باز رہنے کا حکم دیا گیا ہے سب سے زیادہ اسے چھوڑنے والے بن جاؤ (۲)...جس چیز کے بجالانے کا حکم دیا گیا ہے سب سے زیادہ اس پر عمل کرنے والے بن جاؤ اور (۳)...جان لو جو قدم تم اٹھاتے ہو اس کی دو قسمیں ہیں ایک

تمہارے لئے نفع مند ہے اور دوسرا نقصان دہ، لہٰذا خوب اچھی طرح غور کرلو کہ تم صبح وشام کہاں گزارتے ہو۔'' (الثبات عند الممات، الحسن البصری، ص۱۳۶)



اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر سے ڈرنا چاہئے

حضرت محمد بن منکدر رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے **وصال کا وقت** قریب آیا تو آپ گریہ وزاری کرنے لگے۔ لوگوں نے وجہ پوچھی تو فرمایا''میرے پیشِ نظر قرآنِ پاک کی ایک آیت ہے جس کی وجہ سے میں بہت خوفزدہ ہوں، پھر آپ رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے پارہ ۲۴ سورۃ الزمر کی آیت نمبر ۴۸ تلاوت کی:

وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا وَّ مِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ وَ بَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ یَكُوْنُوْا یَحْتَسِبُوْنَ وَ بَدَا لَهُمْ سَیِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَ حَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ۔

ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر ظالموں کے لیے ہوتا جو کچھ زمین میں ہے سب اور اس کے ساتھ اُس جیسا تو یہ سب چھڑائی میں دیتے روزِ قیامت کے بڑے عذاب سے اور اُنہیں اللہ کی طرف سے وہ بات ظاہر ہوئی جو ان کے خیال میں نہ تھی۔ اور ان پر اپنی کمائی ہوئی برائیاں کھل گئیں اور ان پر آپڑا وہ جس کی ہنسی بناتے تھے۔

اور فرمایا ''مجھے اس بات کا خوف ہے کہ جنہیں میں نیکیاں شمار کر رہا ہوں کہیں وہ اللہ

تعالیٰ کی طرف سے میرے لئے بدیاں بن کرنہ ظاہر ہو جائیں۔

(مدارک، الزّمر، تحت الآیۃ: ۴۷، ص۱۰۴۱)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

ملک الموت نے سلام کیا

جب سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے **وصال کا وقت** قریب آیاتو آپ نے اپنی بیوی صاحبہ سے فرمایا کہ تم نے جو تھوڑا سا مشک رکھا ہے اس کو پانی میں گھول کر میرے سر میں لگادو کیونکہ اس وقت میرے پاس کچھ ایسی ہستیاں تشریف لانے والی ہیں جو نہ انسان ہیں اور نہ جن۔ ان کی بیوی صاحبہ کا بیان ہے کہ میں نے مشک کو پانی میں گھول کر ان کے سر میں لگا دیا اور میں جیسے ہی مکان سے باہر نکلی گھر کے اندر سے آواز آئی: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَلِيَّ اللهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللهِ میں یہ آواز سن کر مکان کے اندر گئی تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح مطہرہ پرواز کرچکی تھی اور وہ اس طرح لیٹے ہوئے تھے کہ گویا گہری نیند سو رہے ہیں۔

(شواھد النبوۃ، رکن سادس در بیان شواھد ودلایلی...الخ،سلمان فارسی...الخ، ص۲۸۷)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سنت پر عمل

جب سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے **وصال کا وقت** قریب آیاتو فرمایا: ”اگر میں خلیفہ نہ مقرر کروں تو بھی سنت پر عمل ہو گا اور مقرر کردوں تو بھی سنت پر عمل ہو گا،

کیونکہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خلیفہ مقرر نہ فرمایا اور سیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے خلیفہ مقرر فرمایا۔ ”مولا علی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنت پر عمل کریں گے۔“ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ نے کوئی خلیفہ مقرر نہ فرمایا بلکہ خلیفہ کے تقرر کے لیے چھ ٦ جید اور اکابر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان پر مشتمل مجلس شوریٰ قائم فرمائی۔ جن میں حضرت سیِّدُنا عثمان بن عفان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت سیِّدُنا علی المرتضیٰ شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم، حضرت سیِّدُنا طلحہ بن عبید اللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت سیِّدُنا زبیر بن عوام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت سیِّدُنا عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ شامل تھے۔ سیِّدُنا صہیب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو نمازیں پڑھانے کا حکم دیا۔ اس مجلس شوریٰ کے ان چھ اراکین نے سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی تدفین کے بعد مدنی مشورہ کیا۔ حضرت سیِّدُنا طلحہ بن عبید اللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت سیِّدُنا زبیر بن عوام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ان تینوں نے اپنا معاملہ بقیہ تینوں صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے سپرد کر دیا۔ سیِّدُنا عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سیِّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور سیِّدُنا علی المرتضیٰ شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم سے عرض کیا کہ ”میں تو خلیفہ نہیں بننا چاہتا۔“ ان دونوں نے آپ کو انتخاب خلیفہ کا اختیار دے دیا۔ آپ

نے دونوں افراد سے علیحدہ علیحدہ عدل وانصاف کے قیام کا حلف لیا اور پھر سیِّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ہاتھ پر بیعت کرلی، یہ دیکھ کر حضرت سیِّدُنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے بھی ان کی بیعت کرلی۔

(بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب قصة بیعة۔۔۔الخ، ج۲، ص۵۳۳، حدیث: ۳۷۰۰)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

صلوا علی الحبیب
صلی اللّٰہ علی محمد
صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم

چھٹا باب

وصال کے وقت

آپ اس باب میں ملاحظہ فرمائیں گے:

☆... کیا میری نجات ہو گی؟

☆... کاش کہ میں درخت ہوتی۔

☆... کیا صبح طلوع ہو چکی ہے؟

☆... کوشش اسی دن کے لئے تھی۔

☆... صرف ۳۰ درہم چھوڑے۔

☆... مغفرت نہ ہوئی تو ہلاکت ہے۔

☆... حکمران سیدھے رہیں تو رعایا بھی سیدھی۔

☆... وصال کے وقت بھی علم کی ترغیب۔

کیامیری نجات ہوگی؟

حضرتِ سیِّدُنا حمزہ بن عبد اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "میں حضرتِ سیِّدُنا ابو بکر شاشی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کے **وصال کے وقت** ان کے پاس حاضر ہوا اور پوچھا: " اپنے آپ کو کیسا محسوس کرتے ہیں؟" توانہوں نے جواباًارشاد فرمایا: "اس کشتی کی طرح جو غرق ہونے سے پہلے چکرا رہی ہوتی ہے۔ میں نہیں جانتا کہ کیا میری نجات ہو گی؟ کیاملائکہ یہ خوشخبری لے کر آئیں گے:

اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا ۔ ترجمۂ کنزالایمان: کہ نہ ڈرواورنہ غم کرو۔" (پ۲۴، حم السجدۃ:۳۰)

یا کشتی غرق ہو جائے گی اور فرشتے یہ کہتے ہوئے آئیں گے:

لَا بُشْرٰى یَوْمَىٕذٍ لِّلْمُجْرِمِیْنَ وَ یَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۲۲﴾ (پ۱۹، الفرقان:۲۲)

ترجمۂ کنزالایمان: وہ دن مجرموں کی کوئی خوشی کا نہ ہو گا اور کہیں گے الٰہی! ہم میں اُن میں کوئی آڑ کر دے رُکی ہوئی۔

اے نافرمان! اپنے دل کی تاریکی پر رو تا کہ وہ روشن ہو جائے کیونکہ جب بادل ٹیلے پر برستے ہیں تو وہ چمک جاتا ہے، ہلاکت ہے تیرے لئے! تو کہتا ہے: میں توبہ کرنے والا اور حق کو پورا کرنے والا ہوں۔ کھڑا ہو اور جلدی کر، نیکیوں کو ضائع نہ کر، پھر موقع نہ ملے گا۔ جب بندہ اپنی توبہ میں سچا ہوتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ! کِرَاماً کَاتِبِیْن (یعنی بندے کے اعمال لکھنے والے فرشتوں) کو ان کے لکھے ہوئے اعمال بھلا دیتا ہے اور زمین کو حکم فرماتا ہے کہ میرے بندے پر وسیع ہو جا۔ (حکایتیں اور نصیحتیں ص۴۱)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

جگہ خالی رہ جاتی ہے

حافظ ملت علیہ الرحمۃ نے ۱۹۷۶ء میں اس دار فانی سے کوچ کیا۔ آپ علیہ الرحمۃ کے **وصال کے وقت** شہزادہ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ بلک پڑے اور پھوٹ پھوٹ کر روئے۔ جب دل کو کچھ سنبھالہ ہوا تو دیر تک حافظ ملت علیہ الرحمۃ کے اوصاف حسنہ بیان فرماتے رہے۔ پھر فرمایا: "اس دنیا سے جو لوگ چلے جاتے ہیں ان کی جگہ خالی رہتی ہے خصوصا مولوی عبد العزیز علیہ الرحمۃ جلیل القدر عالم، مرد مومن، مجاہد، عظیم المرتبت شخصیت اور ولی کی جگہ کا پر ہونا بہت مشکل ہے۔ یہ خلا پر نہیں ہو سکتا۔ (حق وباطل کا فرق ص ۹)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

کاش کہ میں درخت ہوتی

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ حکومت میں ۵۷ھ میں ۶۶ سال کی عمر میں ہوا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔

(شرح الزرقانی علی المواہب، المقصد الثانی، الفصل الثالث، عائشة ام المؤمنین، ج ۴، ص ۳۹۲)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے **وصال کے وقت** فرمایا: کاش کہ میں درخت ہوتی کہ مجھے کاٹ ڈالتے کاش کہ پتھر ہوتی کاش کہ میں پیدا ہی نہ ہوئی ہوتی۔

جب سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وصال فرمایا تو ان کے گھر سے رونے کی آواز آئی سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی باندی کو بھیجا کہ خبر لائیں۔ باندی نے آکر وصال کی خبر سنائی تو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی رونے لگیں اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان پر رحمت فرمائے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی وہ سب سے زیادہ محبوب تھیں اپنے والد ماجد کے بعد۔ (مدارج النبوت، قسم پنجم، باب دوم، درذکر ازواج مطہرات وی، ج۲، ص۴۷۳)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

اللہ تعالیٰ سے ڈر

حضرت عطا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: "میں صحابی رسول حضرت ولید بن عبادہ بن صامت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُما سے ملا اور ان سے پوچھا کہ آپ کے والد نے **وصال کے وقت** کیا وصیت فرمائی؟ حضرت ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: "(میرے والد نے) مجھے بلا کر فرمایا: "اے بیٹے! اللہ تعالیٰ سے ڈر اور یہ بات جان لے کہ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس وقت تک ڈرنے والا نہیں بنے گا جب تک اللہ تعالیٰ پر اور ہر خیر و شر کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقدر ہونے پر ایمان نہ لائے گا اگر تو اس کے خلاف پر مر گیا تو جہنم میں داخل ہو گا۔ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا اور پھر فرمایا: "لکھ۔ قلم نے عرض کی: کیا لکھوں؟ ارشاد فرمایا: "تقدیر کو لکھ جو ہو چکا اور جو ابد تک ہو گا۔ (ترمذی، کتاب القدر، ۱۷ باب، ۴/۶۲، الحدیث: ۲۱۶۲)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

کیا صبح طلوع ہو چکی ہے؟

واصلِ حق، گنجِ ہدایت، کانِ ولایت، رشکِ شمس و قمر، شمس العارفین حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو آخری دنوں میں اس قدر کمزوری ہو گئی تھی کہ نماز میں سجدے سے اُٹھا نہیں جاتا تھا مگر پھر بھی آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ خادم کا سہارا لے کر نماز اور وظائف ادا فرماتے تھے اور ہر گز کوئی وظیفہ یا نماز قضا نہ ہوئی۔ حتی کہ **وصال کے وقت** تین بار پوچھا: کیا صبح طلوع ہو چکی ہے؟ جس وقت عرض کیا گیا کہ صبح طلوع ہو چکی ہے تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فوراً دو رکعت فرض تیمم سے ادا فرمائے۔ (ملفوظات حیدری، ص ۱۶۴ ملخصا)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے وصال کے بعد بھی اللہ تَعَالٰی اُمت حبیب کا والی ہے

مروی ہے کہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے **وصال کے وقت** جبریل عَلَیْہِ السَّلَام سے فرمایا کہ میرے بعد میری اُمت کا کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے حضرتِ جبریل عَلَیْہِ السَّلَام کی طرف وحی فرمائی کہ میرے حبیب (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کو خوشخبری دے دو کہ میں انہیں اُمت کے بارے میں شرمندہ نہیں کروں گا اور انہیں اس بات کی بھی خوشخبری دے دو کہ جب لوگ محشر کے لئے اٹھائے جائیں گے تو وہ سب سے جلدی اٹھیں گے، جب وہ جمع ہوں گے تو میرا حبیب ان کا سردار ہو گا اور بے شک جنت دیگر اُمتوں پر اس وقت تک حرام

ہو گی جب تک کہ آپ کی اُمت اس میں داخل نہ ہو گی۔ یہ سن کر حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اب میری آنکھیں ٹھنڈی ہوئی ہیں۔

(المعجم الکبیر، ٦٣/٣، الحدیث٢٦٧٦ماخوذًا) (مکاشفة القلوب ص٦٥٩)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

کوشش اسی دن کے لئے تھی

حضرت سیِّدُنا ابو عیسٰی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا مالک بن دینار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار کے **وصال کے وقت** ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ہماری طرف دیکھ کر فرمایا: "ابو یحییٰ کی کوشش اسی دن (کو بہتر بنانے) کے لئے تھی۔"

(تاریخ مدینة دمشق، الرقم: ٧١٦٧، مالک بن دینار، ج٥٦، ص٤٣٨)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

صرف ٣٠ درہم چھوڑے

حضرتِ سیِّدُنا عامر بن یَساف رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرتِ سیِّدُنا یحییٰ بن ابو کثیر عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَدِیْر عمدہ لباس پہننے والے وجیہہ صورت انسان تھے۔ آپ نے **وصال کے وقت** میراث میں صرف ٣٠ درہم چھوڑے جن سے آپ کے کفن و دفن کا انتظام کیا گیا۔ (حلیة الاولیاء جلد ٣ ص٩٨)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

مغفرت نہ ہوئی تو ہلاکت ہے

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه نے **وصال کے وقت** فرمایا: ''وَیْلٌ لِیْ وَوَیْلٌ لِاُمِّیْ اِنْ لَّمْ یَغْفِرِ اللهُ لِیْ یعنی اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے میری مغفرت نہ فرمائی تو میری اور میری ماں کی ہلاکت ہے۔''بس یہ فرماتے ہوئے آپ کا انتقال ہو گیا۔

(الزهد لابن مبارک، باب تعظیم ذکر الله، ص۸۰)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

حکمران سیدھے رہیں تو رعایا بھی سیدھی

حضرت سیِّدُنا زید بن اسلم رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه نے اپنے **وصال کے وقت** ارشاد فرمایا: ''اِعْلَمُوْا اَنَّ النَّاسَ لَنْ یَزَالُوا بِخَیْرٍ مَا اسْتَقَامَتْ لَهُمْ وُلَاتُهُمْ وَهُدَاتُهُمْ یعنی یہ بات اچھی طرح جان لو کہ لوگ اس وقت تک سیدھی راہ پر گامزن رہیں گے جب تک ان کے حکمران اور رہنما سیدھے رہیں گے۔''

(سنن کبری، کتاب قتال اهل البغی، باب فضل الامام۔۔۔الخ، ج۸، ص۲۸۱، حدیث: ۱۶۶۵۱)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

وصال کے وقت بھی علم کی ترغیب

حضرت سیِّدُنا معاذ بن جبل رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه پوری زندگی یوں ہی علم دین کی

خدمت کرتے رہے، ملک شام میں جب طاعون کی وبا پھیلی تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی اُس سے متاثر ہوئے اور اُسی کے سبب شہادت پائی۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے **وصال کے وقت** آپ کے شاگرد رونے لگے، پوچھا: ''کیوں روتے ہو؟ ''عرض کیا:''اس علم پر روتے ہیں جو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے جانے کے بعد ہم سے جدا ہو جائے گا۔ ''فرمایا:''بے شک علم اور ایمان کی دولت قیامت تک باقی رہے گی، ان دونوں کی پیروی کرنے والا دونوں نعمتیں پالے گا۔'' (تاریخ ابن عساکر، ج۱۱، ص۴۶۳)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

ساتواں باب

وقتِ وصال

آپ اس باب میں ملاحظہ فرمائیں گے:

☆...سخت گرمیوں کے روزے۔

☆...موت اس سے زیادہ سخت ہے۔

☆...حضرت سَیِّدُنا ذوالنون مصری کا وقتِ وصال۔

☆...مرحبا اے موت! مرحبا۔

☆...سَیِّدُنا ربیع عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ الۡبَدِیۡع کی وصیت۔

☆...امید وخوف کے درمیان رہو۔

☆...سَیِّدُنا فاروقِ اعظم کے حق میں صدیق اکبر کی دعا۔

سخت گرمیوں کے روزے

حضرتِ سیِّدُنا عامر بن قیس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا **وقتِ وصال** قریب آیا تو رونے لگے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کی گئی: "کون سی چیز آپ کو رُلا رہی ہے ؟" تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: "میں سخت گرمیوں کے روزوں اور سردیوں میں قیام پر رو رہا ہوں۔" (کیونکہ اب دوبارہ یہ موقع ہاتھ نہ آئے گا)۔ (حکایتیں اور نصیحتیں ص ۱۳۳)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

موت اس سے زیادہ سخت ہے

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میرے والدِ محترم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے: "مجھے مرنے والے انسان پر تعجب ہوتا ہے کہ عقل اور زبان ہونے کے باوجود وہ کیوں موت اور اس کی کیفیت بیان نہیں کرتا۔" آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میرے والدِ محترم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا **وقتِ وصال** قریب آیا تو میں نے عرض کی: "اے بابا جان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! آپ تو ایسے ایسے فرمایا کرتے تھے۔" تو انہوں نے ارشاد فرمایا: "اے میرے بیٹے! موت اس سے زیادہ سخت ہے کہ اس کو بیان کیا جائے پھر بھی میں کچھ بیان کئے دیتا ہوں۔ اللہ عزَّوَجَلَّ کی قسم! گویا میرے کندھوں پر رَضوَی (یَنْبُع کا ایک مشہور پہاڑ) اور تہامہ کے پہاڑ رکھ دیئے گئے ہیں اور گویا میری روح سوئی کے ناکے سے نکالی جارہی ہے، گویا میرے پیٹ میں ایک کانٹے دار ٹہنی ہے اور گویا آسمان زمین سے مل گیا ہے اور میں ان دونوں کے درمیان ہوں۔"

(المستدرک، کتاب معرفۃ الصحابۃ، باب وصف الموت فی حالۃ النزع، الحدیث۵۹۶۹، ج۴، ص۵۶۹)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆



حضرت ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی سے **بوقتِ وصال** پوچھا گیا: "آپ کی کیا خواہش ہے؟" آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: "میں چاہتا ہوں کہ مرنے سے ایک لمحہ پہلے مجھے اپنی موت کا علم ہو جائے۔" (لباب الاحیاء ص۴۰۰)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

مرحبا اے موت! مرحبا

حضرت سَیِّدُنا عَمرو بن قَیس رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ جب حضرت سَیِّدُنا مُعَاذ بن جَبَل رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کا **وقتِ وصال** قریب آیا تو آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: "دیکھو! کیا صبح ہو چکی ہے؟" عرض کی گئی: "ابھی صبح نہیں ہوئی۔" کچھ دیر بعد پھر فرمایا: "دیکھو! کیا صبح ہو چکی ہے؟" عرض کی گئی: "ابھی صبح نہیں ہوئی۔" پھر کچھ دیر بعد کسی نے آکر خبر دی کہ "صبح ہو چکی ہے۔" آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: "میں ایسی رات سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ مانگتا ہوں جس کی صبح آگ کی طرف لے جانے والی ہو۔ مرحبا اے موت! مرحبا! موت ایک ایسا ملاقاتی ہے جو آخر میں آیا ہے۔ ایسا دوست ہے جو فاقہ کی حالت میں آیا ہے۔ اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں دنیا میں تجھ سے ڈرتا تھا اور آج تجھ سے امیدیں وابستہ کئے ہوئے

ہوں۔اے اللہ عَزَّوَجَلَّ !تو جانتا ہے کہ میں نے دنیا کی محبت کو دل میں بسایا نہ لمبی عمر کا ارمان رکھا کہ اس دنیا میں نہریں جاری کروں اور باغات لگاؤں لیکن سخت گرم دنوں کی پیاس ، سختی والی ساعتیں، سفر میں عُلما سے ملاقات اور ذکرُاللہ عَزَّوَجَلَّ کے حلقوں کی طلب دل میں آج بھی باقی ہے۔" (الزھد للامام احمد بن حنبل، أخبار مُعَاذ بن جَبَل، الحدیث: ۱۰۱۱، ص ۲۰۰، بتغیرٍ)



سَیِّدُنا ربیع عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَدِیْع کی وصیت

حضرتِ سَیِّدُنا منذر ثوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی سے مروی ہے کہ حضرتِ سَیِّدُنا ربیع بن خُثَیم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے **وقتِ وصال** وصیت کرتے ہوئے فرمایا: "یہ وہ وصیت ہے جسے میں نے خود پر لازم کر رکھا ہے اور میں اس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کو گواہ بناتا ہوں اور بطورِ گواہ وہی کافی ہے۔ (اعمالِ صالحہ پر) اپنے نیک بندوں کو وہی بدلہ وثواب عطا فرمانے والا ہے۔ رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِیًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا (یعنی میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رب، حضرت سَیِّدُنا محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نبی اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوں) میں اپنے اوراپنی اطاعت کرنے والوں کے لئے اس بات کو پسند کرتاہوں کہ عبادت کرنے والوں اور حمد وثنا بجالانے والوں میں میرا بھی شمار ہو نیز تمام مسلمانوں کو بھی اس کی وصیت کرتا ہوں۔" (الزہد للامام احمد بن حنبل، الحدیث: ۱۹۶۴، زہد محمد بن سیرین، ص ۳۲۷)



امید و خوف کے درمیان رہو

حضرت سَیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سَیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے فرمایا: "اگر آپ نے میری وصیت یاد نہ رکھی تو کوئی چیز آپ کو موت سے زیادہ بُری نظر نہ آئے گی۔ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے نرمی کے ساتھ سختی بھی رکھ دی ہے تاکہ مومن امید اور خوف کے مابین رہے۔ میں جب اہل جنت کا ذکر کرتا ہوں تو خوف خداوندی کے سبب یہ خیال آتا ہے کہ میں ان میں سے نہیں ہوں اور اہل جہنم کا تذکرہ کرکے رحمت الٰہی کے سبب یہی تصور کرتا ہوں کہ میں ان میں سے بھی نہیں ہوں۔ اس لیے کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے اہل جنت کا نہایت بہتر صفات کے ساتھ اور اہل جہنم کا بے حد بُرے اعمال کے ساتھ تذکرہ فرمایا ہے۔ جنتیوں کے کچھ گناہ بھی تھے جو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے مٹادیئے اور جہنمیوں کے پاس نیکیاں بھی تھیں جو ضائع ہو گئیں۔" (تاریخ ابن عساکر، ج۳۰، ص۴۱۴)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

سَیِّدُنا فاروقِ اعظم کے حق میں صدیق اکبر کی دعا

حضرت سَیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو وصیتیں فرمانے کے بعد آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عالم تنہائی میں پروردگارِ عالم کے حضور ہاتھ اٹھا کر یوں دعا کی: "اے میرے پروردگار! میں لوگوں کی خیر و بھلائی کا خواہش مند ہوں۔، مجھے ان پر فتنہ و آزمائش کے سایہ فگن ہونے کا خوف ہوا تو میں نے وہی کیا جسے تو اَوروں کی بنسبت بخوبی جاننے والا ہے۔ میں

نے بھرپور غور و فکر کے بعد ان میں سے بہتر، قوی اور نیکی پر حریص شخصیت کو نگران بنایا ہے۔ تیرا امر یقینی میرے پاس آ چکا۔ لہٰذا تو ان کے درمیان میرا جانشین مقرر فرمادے۔ یہ تیرے ہی تو بندے ہیں۔ ان کی پیشانیاں تیرے دست قدرت میں ہیں۔ اے اللہ رب العزت! ان کے حکمرانوں کی اِصلاح فرما۔ اے رب العالمین! اس کے لیے عوام کو درست فرما۔ "آمین

(تاریخ ابن عساکر، ج۳۰، ص۴۱۱)



آٹھواں باب

وفات کا وقت

آپ اس باب میں ملاحظہ فرمائیں گے:

☆… آخری خواہش۔

☆… ایک روٹی کی برکت۔

☆… میں طاقت نہیں رکھتا۔

☆… تین حالتیں۔

☆… اژدھا نما جنّ۔

☆… کمر جُھک جانے کا سبب۔

☆… حبیب فقر کی حالت میں آیا ہے۔

☆… راستے کے چند معجزات۔

آخری خواہش

جب حضرتِ سیِّدُنا جابر بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی **وفات کا وقت** ہوا تو ان سے پوچھا گیا: "کیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسی چیز کی خواہش ہے؟" ارشاد فرمایا: "حضرتِ سیِّدُنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھنا چاہتا ہوں۔"

(حلیۃ الاولیاء، جابر بن عبد زید، رقم ۳۳۴۴، ج۳، ص ۱۰۵، بدون فبلغ ذالک...الخ)

جب یہ بات حضرتِ سیِّدُنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پاس تشریف لائے اور پوچھا: "کیسا محسوس کر رہے ہیں۔" جواب دیا: "میں سمجھتا ہوں کہ اللہ عزوجل کا حکم پورا ہونے والا ہے، اے ابو سعید! مجھے رسول اللہ عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہوئی کوئی حدیث مبارکہ سنایئے تو حضرتِ سیِّدُنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے جابر! سیِّدُ المُبلِّغِین، رَحمۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ذیشان ہے: "مومن اللہ عزوجل کی طرف سے کسی بھلائی پر ہوتا ہے، اگر وہ توبہ کرتا ہے تو اللہ عزوجل اسے قبول فرماتا ہے اور اگر عذر پیش کرتا ہے تو اس کا عذر قبول فرماتا ہے اور اس کی علامت یہ ہے کہ وہ مومن روح نکلنے سے پہلے اپنے دل میں ٹھنڈک محسوس کرتا ہے۔"

یہ سن کر حضرتِ سیِّدُنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: "اللہ اکبر! بے شک میں اپنے دل میں ٹھنڈک محسوس کر رہا ہوں۔" پھر دعا کی: "اے اللہ عزوجل! بے شک میں تیرے ثواب کی طمع رکھتا ہوں، لہٰذا! تو میرے گمان کو سچ کر دے اور میرے خوف اور گھبراہٹ کو دور فرما دے۔" پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کلمہ شہادت پڑھا اور انتقال فرما گئے۔"

(آنسوؤں کا دریا ص ٦٧۔٦٨)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

سانپ نے نرگس کے پھولوں کا گُلدستہ پیش کیا

حضرتِ سیِّدُنا ابواسحٰق ابراہیم خوّاص علیہ رحمۃ اللہ الرزاق فرماتے ہیں: "میں مکہ کے راستے میں اکیلا ہی چلا جا رہا تھا کہ راستہ بھول گیا، دو دن اور دو راتیں چلتا رہا، یہاں تک کہ شام ہو گئی، وضو کے لئے میں پریشان ہوا کیونکہ پانی موجود نہ تھا۔ چاندنی رات تھی کہ اچانک میں نے ایک ہلکی سی آواز سنی، کوئی کہہ رہا تھا: "اے ابواسحاق! میرے قریب آیئے۔" میں اس کے قریب گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ صاف ستھرے کپڑوں میں ملبوس ایک خوبصورت نوجوان ہے، اس کے سر کے قریب دو مختلف رنگ کے خوشبودار پھول پڑے ہیں۔ مجھے اس سے بہت تعجب ہوا کہ اس بیابان میں اس کے پاس پھول کہاں سے آئے؟ حالانکہ یہ ریت پر پڑا ہے اور حرکت بھی نہیں کر سکتا، اس نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: "اے ابواسحاق! میری **وفات کا وقت** قریب آیا تو میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے سوال کیا کہ میری وفات کے وقت اپنے اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے کسی ولی کی زیارت کرا دے۔" تو ایک آواز آئی کہ ابھی تیری وفات کے وقت تجھے ابواسحاق خوّاص کی زیارت ہو گی۔ مجھے یقین ہے کہ وہ آپ ہی ہیں اور میں آپ کا منتظر تھا۔"

میں نے دریافت کیا: "اے میرے بھائی! تیرا کیا معاملہ ہے؟" اس نے جواباً کہا: "میں اپنے گھر والوں میں عزت اور آسودگی کی زندگی بسر کر رہا تھا کہ مجھے ایک سفر درپیش ہوا، وطن

سے دوری کی خواہش ہوئی تو میں حج کے ارادے سے شہر شمشاط سے نکلا لیکن ایک ماہ سے یہاں پڑا ہوں اور اب **وفات کا وقت** قریب آگیا ہے۔" میں نے اس نوجوان سے پوچھا: "کیا تیرے والدین ہیں؟" اس نوجوان نے کہا: "جی ہاں! اور ایک نیک بخت بہن بھی ہے۔" میں نے پوچھا: "کیا کبھی اپنے گھر والوں کو ملنا بھی پسند کیا یا انہوں نے کبھی تمہارے بارے میں جاننے کی کوشش کی؟" اس نوجوان نے کہا: "نہیں، مگر آج میں ان کی مہک سونگھنا چاہتا تھا تو میرے پاس بہت سے درندے آئے اور یہ خوشبودار پھول لائے اور میرے ساتھ مل کر رونے لگے۔" میں اس نوجوان کے معاملے میں حیران و متفکر تھا کیونکہ وہ میرے دل میں اُتر گیا تھا۔ اور میرا دل بھی اس کی طرف مائل ہو چکا تھا کہ اتنے میں ایک بہت بڑا سانپ نرگس کے پھولوں کا ایک گلدستہ لے کر آیا کہ اس سے زیادہ خوبصورت اور خوشبودار گلدستہ میں نے کبھی نہ دیکھا تھا۔ سانپ نے وہ گلدستہ اس نوجوان کے سر کے قریب رکھ دیا اور بڑی فصیح زبان میں بولا: "اے ابراہیم! اللہ عزَّوَجَلَّ کے ولی کے پاس سے لوٹ جا کیونکہ اللہ عزَّوَجَلَّ غیور ہے۔" یہ سب کچھ دیکھ کر میری حالت عجیب ہو گئی، میں نے ایک زوردار چیخ ماری پھر مجھ پر غشی طاری ہو گئی، جب ہوش آیا تو وہ نوجوان اس دنیا سے کوچ کر چکا تھا۔ میں نے پڑھا: اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡن۔

(حکایتیں اور نصیحتیں ص ۳۳)

☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆

میرا دوست

حضرت سَیِّدُنا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں مروی ہے، جب ان کی **وفات کا وقت** آیا تو ارشاد فرمایا:"میرا دوست (یعنی محبوب سے ملاقات کا وعدہ) میری بے سروسامانی کی حالت میں آیا، مجھے صرف ندامت سے کامیابی نہیں، اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اگر تیرے علم میں مجھے غناء کے مقابلہ میں فقر، صحت کے مقابلہ میں بیماری اور زندگی کے مقابلہ میں موت زیادہ پسند ہے تو مجھ پر موت آسان فرمادے یہاں تک کہ میں تجھ سے ملاقات کرلوں۔"

(لباب الاحیاء ص۳۸۰)



ایک روٹی کی برکت

حضرت سیدنا ابو بردہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:"جب حضرت سیدنا ابو موسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی **وفات کا وقت** قریب آیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے تمام بیٹوں کو اپنے پاس بلا کر فرمایا:"میں تمہیں صاحب الرغیف (یعنی روٹی والے) کا قصہ سناتا ہوں، اسے ہمیشہ یاد رکھنا،

پھر فرمایا:"ایک عابد شخص اپنی جھونپڑی میں لوگوں سے الگ تھلگ عبادت کیا کرتا تھا۔ وہ ستر سال تک اسی جھونپڑی میں رہا، اس عرصہ میں کبھی بھی اس نے عبادت کو ترک نہ کیا اور نہ ہی کبھی اپنی جھونپڑی سے باہر آیا۔ پھر ایک دن وہ جھونپڑی سے باہر آیا تو اسے شیطان نے ایک عورت کے فتنے میں مبتلا کر دیا، اور وہ سات دن یا سات راتیں اسی عورت کے ساتھ رہا،

سات دن کے بعد جب اس کی آنکھوں سے غفلت کا پردہ ہٹا تو وہ اپنی اس حرکت پر بہت نادم ہوا، اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کی، اور وہاں سے رخصت ہو گیا۔ وہ اپنے اس فعل پر بہت نادم تھا، اب اس کی یہ حالت تھی کہ ہر ہر قدم پر نماز پڑھتا اور توبہ کرتا۔ پھر ایک رات وہ ایسی جگہ پہنچا جہاں بارہ مسکین رہتے تھے۔ وہ بہت زیادہ تھکا ہوا تھا، تھکاوٹ کی وجہ سے وہ ان مسکینوں کے قریب گر پڑا۔

ایک راہب روزانہ ان بارہ مسکینوں کو ایک ایک روٹی دیتا تھا۔ جب وہ راہب آیا تو اس نے روٹی دینا شروع کی اور اس عابد کو بھی مسکین سمجھ کر ایک روٹی دے دی، اور ان بارہ مسکینوں میں سے ایک کو روٹی نہ ملی تو اس نے راہب سے کہا: "آج آپ نے مجھے روٹی کیوں نہیں دی؟" راہب نے جب یہ سنا تو کہا: "میں تو بارہ کی بارہ روٹیاں تقسیم کر چکا ہوں۔" پھر اس نے مسکینوں سے مخاطب ہو کر کہا: "کیا تم میں سے کسی کو دو روٹیاں ملی ہیں؟" سب نے کہا: "نہیں ہمیں تو صرف ایک ایک ہی ملی ہے۔"

یہ سن کر راہب نے اس شخص سے کہا: "شاید تم دوبارہ روٹی لینا چاہتے ہو، جاؤ آج کے بعد تمہیں روٹی نہیں ملے گی۔" جب اس عابد نے یہ سنا تو اسے اس مسکین پر بڑا ترس آیا چنانچہ اس نے وہ روٹی مسکین کو دے دی اور خود بھوکا رہا اور اسی بھوک کی حالت میں اس کا انتقال ہو گیا

۔

جب اس کی ستر سالہ عبادت اور غفلت میں گزری ہوئی سات راتوں کا وزن کیا گیا، تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں گزاری ہوئیں راتیں اس کی ستر سالہ عبادت پر غالب آ گئیں۔ پھر جب

ان سات راتوں کا موازنہ اس روٹی سے کیا گیا جو اس نے مسکین کو دی تھی تو وہ روٹی ان راتوں پر غالب آگئی اور اس کی مغفرت کر دی گئی۔(عیون الحکایات جلد اول ص۴۷)



حضرت سیدنا عامر بن عبد اللہ

حضرت سیدنا عامر بن عبد اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو بہت خشوع و خضوع سے نماز پڑھتے۔ شیطان ان کو بہکانے کے لئے سانپ کی شکل میں آتا اور ان کے جسم سے لپٹ جاتا، پھر قمیص میں داخل ہو کر گریبان سے نکلتا، لیکن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہ تو اس سے خوفزدہ ہوتے، نہ ہی اسے دور کرتے بلکہ انتہائی خشوع خضوع سے اپنی نماز میں مگن رہتے۔"

جب ان سے کہا جاتا: "آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سانپ کو اپنے آپ سے دور کیوں نہیں کرتے؟ کیا آپ کو اس سے ڈر نہیں لگتا؟" تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے: "مجھے اس بات سے حیاء آتی ہے کہ میں اللہ عزوجل کے علاوہ کسی اور سے ڈروں۔"

پھر کسی کہنے والے نے کہا: آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جتنی محنت و مشقت کر رہے ہیں اس کے بغیر بھی تو جنت حاصل کی جاسکتی ہے اور اس کے بغیر بھی جہنم کی آگ سے بچا جاسکتا ہے۔" تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: "اللہ عزوجل کی قسم! میں تو خوب مجاہدات کرو ں گا اور دن رات اپنے رب عزوجل کی عبادت کروں گا۔ اگر نجات ہو گئی تو اللہ عزوجل کی رحمت سے ہو گی، اور خدانخواستہ جہنم میں گیا تو اپنی محنت و مشقت میں کمی کی وجہ سے جاؤں گا۔"

پھر جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی **وفات کا وقت** قریب آیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زار و قطار رونے لگے۔ لوگوں نے پوچھا: "حضور! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اتنا کیوں رو رہے ہیں؟ کیا موت کا خوف آپ کو رلا رہا ہے؟" تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: "میں کیوں نہ روؤں، کیا مجھ سے بھی زیادہ کوئی رونے کا حقدار ہے؟ خدا عزوجل کی قسم! میں نہ تو موت کے خوف سے رو رہا ہوں، نہ ہی اس بات پر کہ دنیا مجھ سے چھوٹ رہی ہے، بلکہ مجھے تو اس بات کا غم ہے کہ میری عبادت و ریاضت، راتوں کا قیام اور سخت گرمیوں کے روزے چھوٹ جائیں گے، پھر کہنے لگے: اے میرے پاک پروردگار عزوجل! دنیا میں غم ہی غم اور مصیبتیں ہی مصیبتیں ہیں اور آخرت میں حساب و عذاب کی سختیاں پھر انسان کو آرام و سکون کیسے نصیب ہو؟" (عیون الحکایات جلد اول ص ۴۸۔۴۹)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

حضرت سیدتنا رابعہ عدویہ کے شب و روز

حضرت سیدنا عیسیٰ بن مرحوم عطار علیہ رحمۃ اللہ الغفار فرماتے ہیں: "ایک نیک سیرت لونڈی حضرت سیدتنا رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کی خدمت میں رہا کرتی تھی۔ اس لونڈی نے مجھے حضرت سیدتنا رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کی عبادت و ریاضت کے بارے میں بتایا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا ساری ساری رات نماز میں مشغول رہتیں۔ جب صبح صادق ہوتی تو تھوڑی دیر کے لئے اپنے مصلّے پر لیٹ جاتیں، اور جب ہلکا ہلکا اجالا ہونے لگتا تو فوراً اٹھ کھڑی ہوتیں اور اپنے نفس کو مخاطب کر کے کہتیں: "اے نفس! تو اس ناپائیدار دنیا میں کب تک سوتا

رہے گا؟ یہ دنیا تو تنگی کا گھر ہے، پھر اس میں اتنی نیند کیوں؟ آج کچھ دیر جاگ لے کچھ نیک اعمال کرلے، پھر قبر میں خوب میٹھی نیند سو جانا، وہاں تجھے قیامت تک کوئی نہیں جگائے گا، عمل یہاں کرلے آرام وہاں کرنا۔"

جاگنا ہے جاگ لے افلاک کے سائے تلے
حشر تک سوتا رہے گا خاک کے سائے تلے

پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا اٹھ بیٹھتیں اور دوبارہ عبادت میں مشغول ہو جاتیں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے پوری زندگی اسی طرح عبادت وریاضت میں گزاری۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کی **وفات کا وقت** قریب آیا تو مجھے بلا کر فرمانے لگیں:"میری موت کی وجہ سے مجھے اذیت نہ دینا یعنی میرے مرنے کے بعد چیخ وپکار نہ کرنا، اور اسی اُون کے جُبے میں میری تکفین کرنا۔"

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا اسی جبہ کو پہن کر ساری ساری رات اللہ عزوجل کی عبادت میں مشغول رہتیں، لوگ نیند کے مزے لے رہے ہوتے لیکن یہ اللہ عزوجل کی بندی لذتِ عبادت سے لطف اندوز ہورہی ہوتی۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کی وفات کے بعد ہم نے آپ کو اسی جُبّہ میں کفن دیا جس کی آپ نے وصیت فرمائی تھی، اور وہ چادر بھی کفن میں شامل کر دی جسے اوڑھ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا عبادت کیا کرتی تھیں۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کی وفات کے تقریباً ایک سال بعد میں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کو خواب میں دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا جنت کے اعلیٰ درجوں میں ہیں اور آپ نے سبز ریشم کا بہترین لباس زیبِ بدن کیا ہوا ہے، اور سبز ریشم کا دوپٹہ اوڑھا ہوا ہے، خدا عزوجل کی قسم! میں نے کبھی ایسا خوبصورت لباس نہیں دیکھا جیسا آپ نے پہنا ہوا تھا۔

میں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا سے پوچھا: "اے رابعہ! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کے اس جبے اور چادر کا کیا ہوا جس میں ہم نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کو کفن دیا تھا؟" تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے فرمایا: "اللہ عزوجل کی قسم! وہ لباس مجھ سے لے لیا گیا، اور اس کی جگہ یہ بہترین لباس مجھے عطا کیا گیا ہے جسے تم دیکھ رہی ہو، اور میرے اس جبے اور چادر کو لپیٹ کر اس پر مہر لگا دی گئی اور اسے مقام عِلِّیِّین میں رکھ دیا گیا ہے تاکہ قیامت کے دن اس کے بدلے مجھے ثواب عطا کیا جائے۔" میں نے پوچھا: "آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کو اپنے دنیا میں کئے ہوئے اعمال کے بدلے میں اور کیا کیا نعمتیں عطا کی گئیں؟" آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا فرمانے لگیں: "اللہ عزوجل نے اپنے نیک بندوں کے لئے جو نعمتیں تیار کر رکھی ہیں، وہ بیان سے باہر ہیں۔ تم نے تو ابھی ان نعمتوں کی ایک جھلک ہی دیکھی ہے، اس کے علاوہ نہ جانے کیا کیا نعمتیں اس نے اپنے اولیاء کے لئے تیار کر رکھی ہیں۔"

پھر میں نے پوچھا: "عبیدہ بنت ابو کلاب علیہا رحمۃ اللہ الوھاب کے ساتھ آخرت میں کیا معاملہ پیش آیا؟" فرمانے لگیں: "اللہ عزوجل کی قسم! وہ ہم سے سبقت لے گئیں اور ہم سے اعلیٰ مرتبوں میں انہیں رکھا گیا ہے۔" میں نے پوچھا: "کس وجہ سے انہیں آپ پر فضیلت دی

گئی ؟حالانکہ لوگوں کی نظروں میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہاکا مرتبہ ان سے زیادہ تھا۔"آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہانے فرمایا:"وہ ہر حال میں اللہ عزوجل کا شکر ادا کرتی تھیں،اور دنیاوی فکروں سے پریشان نہ ہوتی تھیں۔" پھر میں نے پوچھا:" ابو مالک ضیغم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا گیا؟" فرمانے لگیں:"اللہ عزوجل نے انہیں بہت بڑا انعام عطا فرمایاہے، وہ جب چاہتے ہیں اپنے پروردگار عزوجل کی زیارت کر لیتے ہیں، ان کا اللہ عزوجل کی بارگاہ میں بہت مرتبہ ومقام ہے۔

میں نے پوچھا:"حضرت سیدنا بشر بن منصور علیہ رحمۃ الغفور کے ساتھ کیا ہوا؟" فرمانے لگیں:" ان کا مرتبہ تو قابلِ رشک ہے، انہیں تو ایسی ایسی نعمتوں سے نوازا گیاہے جن کے بارے میں انہوں نے کبھی سوچا بھی نہ ہو گا۔"

پھر میں نے عرض کی:" مجھے کسی ایسے عمل کے متعلق بتادیجئے جس کے ذریعے مجھے اللہ عزوجل کا قرب او راس کی رضا نصیب ہوجائے ۔"تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہانے فرمایا:" کثرت سے ذکر اللہ عزوجل کرو، ہر وقت اپنے اوپر ذکر اللہ عزوجل کولازم کرلو۔ اگر ایسا کروگی توکچھ بعید نہیں کہ تمہاری قبر میں تمہیں ایسی نعمتوں سے نوازا جائے کہ تم قابل رشک ہو جاؤ۔"

میں بے کار باتوں سے بچ کر ہمیشہ
کرو ں تیری حمد و ثنا یا الٰہی

(اے ہمارے پاک پروردگار عزوجل! ہمیں بھی ان بزرگ ہستیوں کے صدقے ایسی زبان عطا فرما جو ہر وقت تیرے ذکر میں مشغول رہے۔ ایسا جسم عطا فرما جو دین کی راہ میں آنے والی مصیبتوں پر صبر کرے اور ایسا دل عطا فرما جو ہر وقت تیرا شکر ادا کرتا رہے۔)

(عیون الحکایات جلد اول ص ۱۶۸۔۱۶۹)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆



حضرت ابوذَرّ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصالِ باکمال

حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم بن اَشْتَر علیہ رحمۃ اللہ الاکبر اپنے والدِ محترم کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ "حضرتِ سیِّدُنا ابوذَرّ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرتِ سیِّدَتُنا اُمِّ ذَرّ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: جب حضرتِ سیِّدُنا ابوذَرّ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی **وفات کا وقت** قریب آیا تو آپ صحرائی سفر پر تھے، میں بھی ان کے ساتھ تھی، میں رونے لگی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کیوں روتی ہو؟ میں نے کہا: "آپ اس بے آب و گیاہ ویران صحراء میں انتقال کر رہے ہیں اور اس وقت نہ تو میرے پاس کوئی ایسی چیز ہے جس سے آپ کے کفن و دفن کا انتظام ہو سکے اور نہ ہی آپ کے پاس، پھر میں کیوں نہ روؤں؟" فرمایا: "رونا چھوڑ، تیرے لئے خوشخبری ہے۔" ہمارے پیارے آقا، مدینے والے مصطفی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: "کوئی بھی دو مسلمان جن کے دو یا تین بچے فوت ہو جائیں اور وہ اس پر صبر کریں اور اجر کی امید رکھیں تو وہ کبھی بھی جہنم میں داخل نہ ہوں گے۔" اور سرکار نامدار، مدینے کے تاجدار، باذنِ پروردگار غیبوں پر خبردار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ہم چند لوگوں کو مخاطب

کر کے (غیب کی خبر دیتے ہوئے) ارشاد فرمایا: "تم میں سے ایک شخص صحراء میں مرے گا اور اس کی وفات کے وقت مؤمنین کا ایک گروہ اس کے پاس پہنچے گا۔"

(مسند احمد، حدیث ابی ذر الغفاری، الحدیث ۲۱۴۳۱، ج۸، ص۸۶)

اب ان تمام صحابۂ کرام علیہم الرضوان میں سے کوئی زندہ نہیں رہا۔ صرف میں اکیلا باقی ہوں اور ان سب کی وفات یا تو شہر میں ہوئی یا آبادی میں۔ اور میں صحراء میں فوت ہو رہا ہوں۔ یقیناوہ شخص میں ہی ہوں، اوراللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! نہ میں نے جھوٹ کہااور نہ ہی مجھے جھوٹی خبر ملی، تُو جااور دیکھ، ضرور کوئی نہ کوئی ہماری مدد کو آئے گا۔"

میں نے کہا: "اب تو حُجّاجِ کرام بھی جاچکے اور راستہ بند ہو گیا۔" فرمایا: "تو جا کر دیکھ تو سہی۔" چنانچہ، میں ریت کے ٹیلے پر چڑھی اور راستے کی طرف دیکھنے لگی، تھوڑی دیر بعد واپس ان کے پاس آگئی اور تیمارداری کرنے لگی پھر دوبارہ ٹیلے پر چڑھ کر راہ تکنے لگی۔ اچانک کچھ دور مجھے چند سوار نظر آئے، میں نے کپڑا ہِلا کر انہیں اس طرف متوجہ کیا تو وہ بڑی تیزی سے میری طرف آئے اور پوچھا: "اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بندی! کیا بات ہے؟" میں نے کہا: "مسلمانوں میں سے ایک مرد، داعیِٔ اَجَل کو لَبَّیک کہنے والا ہے، کیا تم اسے کفن دے سکتے ہو؟" انہوں نے کہا: "وہ کون ہے؟" میں نے کہا: "ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔" کہا: "وہی ابوذر جو پیارے آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے صحابی ہیں؟" میں نے کہا: "ہاں! وہی ابوذر جو صحابیٔ رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔" یہ سنتے ہی وہ کہنے لگے: "ہمارے ماں باپ ان پر قربان! وہ عظیم ہستی کہاں ہے؟" میں نے انہیں بتایا تو وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف تیزی

سے لپکے اور حاضرِ خدمت ہو کر سلام عرض کیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیتے ہوئے انہیں "مرحبا" کہا اور فرمایا : "تمہیں خوشخبری ہو!میں نے مدینے کے تاجدار، غیبوں پر خبر دار، دوعالم کے مالک و مختار باذن پروردگار عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:"کوئی بھی دو مسلمان جن کے دو یا تین بچے فوت ہو جائیں اور وہ اس پر صبر کریں اور اجر کی امید رکھیں تو وہ کبھی بھی جہنم میں داخل نہ ہوں گے۔" اورآپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ایک گروہِ مسلمین سے مخاطب ہو کر فرمارہے تھے جس میں میں بھی موجود تھا کہ "تم میں سے ایک شخص صحراء میں وفات پائے گا اور مؤمنین کا ایک قافلہ اس کے پاس پہنچ جائے گا۔"

اب میرے علاوہ ان میں سے کوئی زندہ نہیں ان میں سے ہر ایک یا تو آبادی میں فوت ہوا یا پھر کسی بستی میں ،اب میں ہی وہ اکیلا شخص ہوں جو صحراء میں انتقال کر رہا ہوں ۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم !نہ میں نے جھوٹ بولا اور نہ ہی مجھے جھوٹ بتایا گیا۔ جب میں مر جاؤں اور میرے پاس یا میری زوجہ کے پاس کفن کا کپڑا ہو تو مجھے اسی میں کفنا دینا اگر ہمارے پاس کفن کا کپڑا نہ ملے تو میں تمہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم دیتا ہوں کہ تم میں سے جو شخص حکومتی عہدے دار ہو یا کسی امیر کا دربان ہو یا کسی بھی حکومتی عہدے پر ہو تو وہ مجھے ہر گز ہر گز کفن نہ دے۔ اتفاق کی بات تھی کہ ان میں سے ہر ایک کسی نہ کسی حکومتی عہدے پر رہ چکا تھا یا ابھی عہدے پر قائم تھا۔ صرف ایک انصاری نوجوان بچا جو کسی طرح بھی حکومت کا نمائندہ نہ تھا۔ وہ نوجوان آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا: "میرے پاس ایک چادر اور دو کپڑے ہیں جنہیں میری والدہ نے کاٹ کر بنایا ہے، میں اِنہیں کپڑوں میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کفن دوں گا۔"

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:" ہاں! تم ہی مجھے کفن دینا۔" پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہو گیا تو اسی انصاری نوجوان نے کفن دیا اور نمازِ جنازہ کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہیں دفنا دیا گیا۔" (عیون الحکایات جلد دوم ص۷۵-۷۶)



میں طاقت نہیں رکھتا

ابن عساکر نے حضرت عبدالرحمن محاربی سے روایت کیا فرمایا کہ ایک شخص کی **وفات کا وقت** قریب آ گیا تو اس سے کہا گیا کہ تو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (یعنی پورا کلمہ طیبہ) پڑھ تو اس نے کہا کہ میں طاقت نہیں رکھتا (کیونکہ) میں ان لوگوں کا مصاحب ہوتا تھا جو مجھے ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو تبرّا و گالی دینے کا حکم دیتے تھے۔

(شرح الصدور، باب من دنا اجله وكيفية الموت وشدته، ص۳۸)



حضرت یعقوب علیہ السلام کی وفات

اصحاب تواریخ کا بیان ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام مصر میں اپنے فرزند حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس چوبیس سال تک نہایت آرام و خوشحالی میں رہے۔ جب آپ کی **وفات کا وقت** قریب آیا تو آپ نے یہ وصیت فرمائی کہ میرا جنازہ ملک شام میں لے جا کر مجھے میرے والد حضرت اسحٰق علیہ السلام کی قبر کے پہلو میں دفن کرنا۔ چنانچہ آپ کی وفات کے بعد آپ کے جسم مقدس کو لکڑی کے صندوق میں رکھ کر مصر سے شام لایا گیا۔ ٹھیک اسی

وقت آپ کے بھائی حضرت "عیص" کی وفات ہوئی اور آپ دونوں بھائیوں کی ولادت بھی ایک ساتھ ہوئی تھی۔ اور دونوں ایک ہی قبر میں دفن کئے گئے اور دونوں بھائیوں کی عمریں ایک سو سینتالیس برس کی ہوئیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام اپنے والد اور چچا کو دفن فرما کر پھر مصر تشریف لائے اور اپنے والد ماجد کے بعد ۲۳ سال تک مصر پر حکومت فرماتے رہے۔ اس کے بعد آپ کی بھی وفات ہو گئی۔(عجائب القرآن مع غرائب القرآن ص ۱۴۳)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

تین حالتیں

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی **وفات کا وقت** آیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادے سے اپنی تین حالتیں بیان کیں۔ دوسری حالت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "کوئی شخص میرے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم سے زیادہ محبوب اور میری آنکھوں میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے زیادہ جلالت و ہیبت والا نہ تھا۔ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کی ہیبت کے سبب سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کی طرف نظر بھر کر نہ دیکھ سکتا تھا۔" (الشفاء، الباب الثالث، ج۲، ص۶۸)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

ہائے غم!

حضرت بلال بن رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی **وفات کاوقت** آیاتو ان کی زوجہ نے کہا: واحزناہ (ہائے غم) یہ سنکر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: واہ خوشی! میں کل دوستوں یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم اور آپ کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ملوں گا۔(الشفاء، الباب الثالث، ج۲، ص۶۸)



دو مٹھیاں

حضرت سَیِّدُنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی **وفات کاوقت** قریب آیا تو رونے لگے۔ ان سے پوچھا گیا، "آپ کو کس چیز نے رُلایا؟" فرمایا، "خدا کی قسم! میں نہ تو موت کی گھبراہٹ سے رو رہا ہوں اور نہ ہی دنیا سے رخصتی کے غم میں آنسو بہا رہا ہوں۔ بلکہ میں تو اس لئے روتا ہوں کہ میں نے حضور اکرم سے سنا کہ، "دو مٹھیاں ہیں، ایک جہنم میں جائے گی اور دوسری جنت میں ...۔" اور مجھے نہیں معلوم کہ میں کون سی مٹھی میں ہوں گا۔

(شعب الایمان، ج۱، ص۵۰۲، رقم الحدیث ۸۴۱)



اژدھا نما جنّ

ابن ابی الدنیا اور امام بَیْہَقی "دلائل" میں حضرت یحیٰی بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، جب حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی **وفات کا**

وقت آیا تو ان کی خدمت میں بہت سے تابعینِ کرام جمع ہوئے۔ ان میں حضرت عروہ بن زبیر، حضرت قاسم بن محمد اور حضرت ابو سَلَمہ بن عبد الرحمٰن علیہم الرضوان بھی تھے۔ ان حضرات کی موجودگی میں ہی حضرت عروہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) پر غشی طاری ہوگئی اور ان حضرات نے چھت پھٹنے کی آواز سنی۔ دیکھا کہ ایک کالا سانپ (یعنی اژدھا نما جن) نیچے آکر گرا جو کھجور کے بڑے تنے کی مثل (موٹا اور لمبا) تھا اور وہ جب ان خاتون کی طرف لپکنے لگا تو اچانک ایک سفید رُقعہ اوپر سے گرا، جس میں لکھا ہوا تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مِنْ رَبِّ كَعْبٍ اِلٰى كَعْبٍ۔ لَيْسَ لَكَ عَلٰى بَنَاتِ الصَّالِحِيْنَ سَبِيْلٌ۔

ترجمہ: اللہ کے نام شروع جو بہت مہربان نہایت رَحم والا بنو کعب کے ربّ کی طرف سے بنو کعب کی طرف تمہیں نیک لوگوں کی بیٹیوں پر ہاتھ بڑھانے کی اجازت نہیں ہے۔

جب اس اژدھانے یہ سفید کاغذ دیکھا تو اوپر چڑھا اور جہاں سے اترا تھا وہیں سے نکل گیا۔

(ملخص از: لقط المرجان فی احکام الجان لِلسُّیوطی ترجمہ: جنوں کی دنیا ص ۳۰۶)



کمر جُھک جانے کا سبب

حضرت سَیِّدُنا سفیان ثوری رضي اللہ تعالي عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ آپ کی کمر جوانی ہی میں جھک گئی تھی۔ لوگوں نے کئی مرتبہ اس کی وجہ جاننے کی کوشش کی لیکن آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ آپ کا ایک شاگرد کافی عرصہ تک کسی موقع کی تلاش میں رہا کہ وہ آپ سے اس کا سبب دریافت کر سکے۔ آخر ایک دن اس نے موقع پاکر آپ سے اس بارے میں پوچھ

ہی لیا، آپ نے پہلے تو حسبِ سابق کوئی جواب نہ دیا لیکن پھر اس کے مسلسل اصرار پر فرمایا ،"میرے ایک استاذ جن کا شمار بڑے علماء میں ہوتا تھا اور میں نے ان سے کئی علوم وفنون سیکھے تھے، جب ان کی **وفات کاوقت** قریب آیا تو مجھ سے فرمانے لگے، "اے سفیان! کیا تو جانتا ہے کہ میرے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا؟ میں پچاس سال تک مخلوقِ خدا کو رب تعالیٰ کی اطاعت کرنے اور گناہوں سے بچنے کی تلقین کرتا رہا، لیکن افسوس! آج جب میری زندگی کا چراغ گل ہونے کو ہے تو اللہ عزوجل نے مجھے اپنی بارگاہ سے یہ فرما کر نکال دیا ہے کہ تو میری بارگاہ میں آنے کی اہلیت نہیں رکھتا۔"

اپنے استاذ کی یہ بات سن کر بوجہِ عبرت سے میری کمر ٹوٹ گئی، جس کے ٹوٹنے کی آواز وہاں موجود لوگوں نے بھی سنی۔ میں اپنے رب عزوجل کے خوف سے آنسو بہاتا رہا، اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ میرے پیشاب میں بھی خون آنے لگا اور میں بیمار ہو گیا۔ جب بیماری شدت اختیار کر گئی تو میں ایک نصرانی حکیم کے پاس گیا۔ پہلے پہل تو اسے میری بیماری کا پتہ نہ چل سکا پھر اس نے غور سے میرے چہرے کا جائزہ لیا اور میری نبض دیکھی اور کچھ دیر سوچنے کے بعد کہنے لگا، "میرا خیال ہے کہ اس وقت مسلمانوں میں اس جیسا نوجوان کہیں نہ ہو گا کہ اس کا جگر خوفِ الٰہی کی وجہ سے پھٹ چکا ہے۔" (حکایات الصالحین، ص ۴۶)



جنت کادروازہ کھلتاہے یادوزخ کا؟

حضرت سَیِّدُنا سروق الاجوع تابعی رضي الله تعالي عنه اتنی لمبی نماز ادا فرماتے کہ ان کے پاؤں سوج جایا کرتے تھے اور یہ دیکھ کر ان کے گھر والوں کو ان پر ترس آتا اور وہ رونے لگتے۔ ایک دن ان کی والدہ نے کہا، "میرے بیٹے! تو اپنے کمزور جسم کا خیال کیوں نہیں کرتا؟ اس پر اتنی مشقت کیوں لادتا ہے؟ تجھے اس پر ذرا رحم نہیں آتا؟ کچھ دیر کے لئے آرام کر لیا کرو، کیا اللہ تعالیٰ نے جہنم کی آگ صرف تیرے لئے پیدا کی ہے کہ تیرے علاوہ کوئی اس میں پھینکا نہیں جائے گا؟" انہوں نے جواباً عرض کی، "امی جان! انسان کو ہر حال میں مجاہدہ کرنا چاہے کیونکہ قیامت کے دن دو ہی باتیں ہوں گی، یا تو مجھے بخش دیا جائے گا یا پھر میری پکڑ ہو جائے گی، اگر میری مغفرت ہو گئی تو یہ محض اللہ تعالی کا فضل اور اس کی رحمت ہو گی اور اگر میں پکڑا گیا تو یہ اس کا عدل ہو گا، لہذا اب میں آرام نہیں کروں گا اور اپنے نفس کو مارنے کی پوری کوشش کرتا رہوں گا۔

جب ان کی **وفات کاوقت** قریب آیا تو انہوں نے گریہ وزاری شروع کر دی ۔ لوگوں نے پوچھا، "آپ نے تو ساری عمر مجاہدوں اور ریاضتوں میں گزاری ہے، اب کیوں رو رہے ہیں؟" تو آپ نے فرمایا، "مجھ سے زیادہ کس کو رونا چاہیے کہ میں ستر سال تک جس دروازے کو کھٹکھٹاتا رہا، آج اسے کھول دیا جائے گا لیکن یہ نہیں معلوم کہ جنت کا دروازہ کھلتا ہے یا دوزخ کا۔۔۔۔۔، کاش! میری ماں نے مجھے جنم نہ دیا ہوتا اور مجھے یہ مشقت نہ دیکھنا پڑتی۔"

(حکایات الصالحین، ص٣٦)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

موت کے حالات دریافت کروں

جب حضرت عمرو بن عاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی **وفات کا وقت** قریب آیا تو ان کے بیٹے نے ان سے کہا: اے بابا جان! آپ کہا کرتے تھے کہ کوئی عقلمند انسان مجھے نَزع کے عالَم میں مل جائے تو میں اس سے موت کے حالات دریافت کروں، تو آپ سے زیادہ عقل مند کون ہو گا، برائے مہربانی آپ ہی مجھے موت کے حالات بتا دیجئے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا" اے بیٹے! خدا کی قسم، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میرے دونوں پہلو ایک تخت پر ہیں اور میں سوئی کے نکے کے برابر سوراخ سے سانس لے رہا ہوں اور ایک کانٹے دار شاخ میرے قدموں کی طرف سے سر کی جانب کھینچی جا رہی ہے۔ (التذکر للقرطبی ص ۲۴)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

زیادہ وقت اپنے گھر میں رہو

جب حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی **وفات کا وقت** قریب آیا تو ان کے بیٹے حضرت عبد الرحمن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی: مجھے کچھ وصیت کیجئے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: "میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، زیادہ وقت اپنے گھر میں رہو، اپنی زبان کی حفاظت کرو اور اپنی خطاؤں پر رویا کرو۔

(شعب الایمان، الحادی عشر من شعب الایمان وہو باب فی الخوف من اللہ تعالی، ۵۰۳/۱، الحدیث: ۸۴۴)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

میں تمہیں وصیت کرتا ہوں

مروی ہے کہ (جب) حضرت ہَرِم بن حَیَّان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ (کی **وفات کا وقت** قریب آیا تو ان) سے لوگوں نے عرض کی: آپ کوئی وصیت فرما دیجئے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: میں تمہیں سورۂ نحل کی اس آیت ''اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِکْمَةِ '' سے لے کر سورت کے آخر تک (بیان کی گئی باتوں) کی وصیت کرتا ہوں۔

(دارمی، کتاب الوصایا، باب فضل الوصیة، ۲/۴۹۶، روایت نمبر: ۳۱۷۹)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

راستے کا کانٹا ہٹانے نے بخشش کرادی

حضرتِ سَیِّدُنا ابو منصور بن ذَکِیر علیه رَحمَةُ الله القدیر نیک اور پرہیز گار آدمی تھے ،جب آپ رحمةُ الله تعالٰی علیه کی **وفات کا وقت** قریب آیا تو آپ رحمةُ الله تعالٰی علیه بہت زیادہ روئے۔ پوچھا گیا: حضرت! آپ موت کے وقت کیوں رو رہے ہیں؟ فرمایا: مجھے ایسے راستے پر جانا ہے جس پر میں کبھی نہیں چلا۔ آپ کے انتقال کے بعد آپ کے بیٹے نے چوتھے روز اپنے والد مرحوم کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِكَ یعنی: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ جواب دیا: اے بیٹے! معاملہ تمہارے گمان سے بھی مشکل رہا، میں سب سے اچھے انصاف کرنے والے کی بارگاہ میں حاضر ہوا، میں نے کئی جھگڑا کرنے والوں

کو بحث کرتے دیکھا، مجھے میرے رب عَزَّوَجَلَّ نے کہا: اے ابو منصور! تمہاری عمر ۷۰ سال ہوئی آج کیا لے کر آئے ہو؟ میں نے عرض کی: اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! میں نے ۳۰ حج کئے، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اِرشاد فرمایا: میں نے وہ قبول نہیں کئے، میں نے عرض کی: اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! ۴۰ ہزار درہم میں نے اپنے ہاتھ سے صدقہ کئے، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اِرشاد فرمایا: میں نے وہ قبول نہیں کئے، میں نے عرض کی: اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! ۶۰ سال میں نے دن میں روزہ رکھا اور رات میں عبادت کی، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اِرشاد فرمایا: میں نے تیری یہ عبادت بھی قبول نہیں کی، میں نے عرض کی: اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! میں نے ۴۰ غزوات میں شرکت کی، اِرشاد ہوا: یہ بھی قبول نہیں، میں نے کہا: میں ہلاک ہوا۔ اتنے میں رب عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا: یہ میری شان کے لائق نہیں کہ میں تجھ جیسے آدمی کو عذاب دوں تجھے یاد ہے! ایک مرتبہ تو اپنے گھر سے باہر کہیں جارہا تھا کہ راستے میں تو نے ایک کانٹا دیکھا اور مسلمان کو اَذیت سے محفوظ رکھنے کی نیت سے وہ کانٹا راستے سے ہٹادیا تھا، میں نے تیرے اسی عمل کے سبب تجھ پر رحم کیا اور بیشک میں بھلائی کرنے والوں کا ثواب ضائع نہیں کرتا۔

اس حکایت کو ذکر کرنے کے بعد شیخ اسماعیل حقی رحمۃُ اللہ تعالٰی علیہ نے تحریر فرمایا: اس سے معلوم ہوا: جب راستے سے تکلیف دہ چیز کو دور کرنا رحمت اور مغفرت کا ذریعہ ہے تو لوگوں سے تکلیف کو دور کرنا، خصوصاً مسلمانوں سے تکلیف دور کرنا، سب سے بڑھ کر اپنے اہل وعیال سے تکلیف کو دور کرنا کل قیامت میں کس قدر نفع مند ہوگا! مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ ہم سب کو نفع دینے والوں میں شامل

فرمائے نہ کہ تکلیف دینے والوں میں۔(روح البیان ، ۲/۲۹۸)

رضاؔئے خستہ! جوشِ بحرِ عصیاں سے نہ گھبرانا
کبھی تو ہاتھ آجائے گا دامن اُن کی رحمت کا

(حدائقِ بخشش، ص۳۹)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

بُرا خاتمہ

حضرت سیّدُنا فُضَیل بن عِیاض عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْوَھَّاب کے ایک شاگرد کی **وفات کا وقت** آیا تو آپ اس کے پاس گئے اور سر کے پاس بیٹھ کر سورہ یٰس شریف کی تلاوت کرنے لگے، شاگرد نے کہا: استاد صاحب! یہ نہ پڑھیں۔ پھر آپ نے اسے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہنے کی تلقین کی تو (مَعَاذَ اللہ) اس نے کہا: میں یہ بھی نہیں کہوں گا، میں اس سے بیزار ہوں۔ یہ کہہ کر وہ مر گیا تو حضرت سیّدُنا فُضَیل بن عِیاض رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ واپس اپنے مکان پر آئے اور چالیس دن تک روتے رہے اور گھر سے باہر نہ نکلے پھر آپ نے خواب دیکھا کہ اس شاگرد کو گھسیٹ کر جہنم کی طرف لے جایا جارہا ہے، آپ نے اس سے پوچھا: کس سبب سے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تجھ سے معرفت چھین لی حالانکہ تو میرے شاگردوں میں سب سے زیادہ علم والا تھا؟ اس نے کہا: تین عیبوں کے سبب، ان میں سے پہلا چغلی ہے کہ میں اپنی ساتھیوں کو کچھ بتاتا تھا اور آپ کو کچھ بتاتا تھا، دوسرا حسد ہے کہ میں ان سے حسد کرتا تھا اور تیسرا یہ ہے کہ مجھے ایک بیماری تھی، جب میں نے طبیب سے اس کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا: سال میں ایک پیالہ

شراب کا پی لیا کر ورنہ یہ بیماری ختم نہیں ہو گی۔اس لئے میں سال میں ایک بار شراب پیا کرتا تھا۔

ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی سے اس کی پناہ مانگتے ہیں بے شک ہم اس کی ناراضی کو برداشت نہیں کر سکتے۔

(تنبیہ الغافلین مختصر منہاج العابدین ص۱۴۸)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

سیِّدُنا فاروق اعظم رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کو نصیحتیں

حضرت سیِّدُنا عبد الرحمن بن عبد اللہ بن سابِط عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہ الْوَاحِد سے مروی ہے کہ جب امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کی **وفات کا وقت** قریب آیا تو آپ نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کو بلایا اور فرمایا :"اے عمر!اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرو اور جان لو! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جس عمل کو دن میں ادا کرنے کا حکم دیا اگر اسے رات میں کیا گیا تو وہ اسے قبول نہیں فرمائے گا اور جس عمل کو رات میں کرنے کا حکم ہے اگر کسی نے اسے دن میں کیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے بھی قبول نہ فرمائے گا اور نفل قبول نہیں فرماتا جب تک فرائض ادا نہ کر لئے جائیں اور جنھوں نے دُنیا میں حق کی پیروی کی قیامت کے دن ان کی نیکیوں کا پلہ بھاری ہو گا اور میزان پر لازم ہے کہ جب اس میں حق رکھا جائے تو وہ (نیکیوں سے)بھاری ہو جائے اور جنہوں نے دنیا میں باطل کی پیروی کی بروزِ قیامت ان کی نیکیوں کا پلہ ہلکا ہو گا اور میزان پر لازم ہے کہ جب اس میں باطل رکھا جائے تو وہ ہلکا ہو جائے۔

بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اہل جنت کا ذکر اچھے اعمال سے کیا اور ان کی برائیوں سے در گزر فرمایا ہے۔ پس جب میں انہیں یاد کرتا ہوں تو ڈرتا ہوں کہ ان میں داخل ہونے سے محروم نہ ہو جاؤں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جہنمیوں کا ذکر ان کے بُرے اعمال کے ساتھ فرمایا اور ان کی نیکیاں ان کے منہ پر مار دیں۔ پس جب میں انہیں یاد کرتا ہوں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ سے امید رکھتا ہوں کہ میرا انجام ان کے ساتھ نہیں ہوگا اور بندے کو چاہئے کہ وہ امید اور ڈر کے درمیان رہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ پر بے جا امیدیں باندھنے سے باز رہے اور اس کی رحمت سے ناامید بھی نہ ہو اگر تم نے ان باتوں کو یاد رکھا تو آنے والی موت سے زیادہ کوئی چیز تمہیں محبوب نہ ہوگی۔ اگر میری وصیت کو ضائع کر دیا تو موت سے زیادہ کوئی چیز تمہیں ناپسند نہ ہوگی حالانکہ تم موت سے چھٹکارا نہیں پاسکتے۔"

(المصنفلابن ابی شیبة، کتاب المغازی، باب ماجاء فی...الخ، الحدیث:۱، ج۸، ص۵۷۴، بتغیرٍ قلیلٍ)



سامان ایک مسافر کے زادِ راہ کی مثل ہونا چاہئے

حضرت سیِّدُنا حسن رَحْمَةُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ سے مروی ہے کہ جب حضرت سیِّدُنا سلمان فارسی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کی **وفات کا وقت** قریب آیا تو رونے لگے۔ کسی نے پوچھا: "اے ابو عبداللہ! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ کیا حضور نبیٔ کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ سے راضی ہو کر دنیا سے تشریف نہیں لے گئے؟ "آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں موت کے خوف سے نہیں رو رہا بلکہ میں اس وجہ سے رو رہا ہوں

کہ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہم سے عہد لیا تھا کہ ”تمہارے پاس دنیاوی سازوسامان ایک مسافر کے زادِ راہ کی مثل ہونا چاہیے۔“

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الرقم ۳۵۹، سلمان الفارسی، ج۴، ص۶۸، مختصرًا)



حبیب فقر کی حالت میں آیا ہے

حضرت سیِّدُنا حسن رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ سے مروی ہے کہ جب حضرت سیِّدُنا حُذَیْفَہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کی **وفات کا وقت** قریب آیا تو انہوں نے فرمایا: ”حبیب فقر کی حالت میں آیا ہے۔ جو پشیمان ہو گا وہ کامیاب نہیں ہو گا۔ میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حمد بجالاتا ہوں جس نے مجھے فتنے کے پھیلنے اور اس میں مبتلا ہونے سے پہلے ہی اپنے پاس بلا لیا۔“

(موسوعۃ لابن ابی الدنیا، کتاب المحتضرین، الحدیث: ۱۳۰، ج۵، ص۳۳۵)



میرے وعدے پورے کرنا

حضرت سیِّدُنا ابن عون رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے مروی ہے کہ جب حضرت سیِّدُنا امام محمد بن سیرین عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْمُبِیْن کی **وفات کا وقت** قریب آیا تو آپ نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا: ”بیٹے! میری طرف سے قرض ادا کر دینا اور میرے وعدے پورے کرنا۔“ بیٹے نے پوچھا: ”ابا جان! کیا آپ کی طرف سے غلام بھی آزاد کروں؟“ فرمایا: ”بے

شک اللہ عَزَّوَجَلَّ قادر ہے کہ تو جو بھی نیکی و بھلائی کرے گا وہ مجھے اور تجھے اس کا اجر عطا فرمائے گا۔" (الزہد للامام احمد بن حنبل، زہد محمد بن سیرین، الحدیث:۱۷۷۸، ص۳۱۱)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆



جب حضرتِ سیّدُنا عون بن عبداللہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی **وفات کا وقت** آیا تو انھوں نے اپنے کچھ سامان کی وصیت کی کہ اسے بیچ کر اس کی قیمت میری طرف سے صدقہ کر دی جائے۔ عرض کی گئی: آپ اپنا سامان صدقہ کر کے اپنے گھر والوں کو خالی ہاتھ چھوڑ رہے ہیں؟ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: میں اسے اپنے لیے آگئے بھیج رہا ہوں اور اپنے اہل کے لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ کو چھوڑ تا ہوں۔ (حلیۃ الاولیاء جلد ۴ ص ۳۰۲)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

بیٹی کا نکاح کر دیا

حضرت سیّدُنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی **وفات کا وقت** جب قریب آیا تو ارشاد فرمایا: ایک قریشی شخص نے مجھ سے میری بیٹی کا ہاتھ مانگا تھا اور میں نے اس سے مُبْہَم سا وعدہ کیا تھا۔ بخدا! میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے نِفاق کی تیسری علامت کے ساتھ ملاقات نہیں کرنا چاہتا، میں تم سب کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنی بیٹی کا نکاح اس شخص سے کر دیا۔ (احیاء العلوم جلد ۳ ص ۴۰۳)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

راستے کے چند معجزات

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ سب سے الگ الگ چل رہے ہیں۔ تو ارشاد فرمایا کہ یہ سب سے الگ ہی چلیں گے اور الگ ہی زندگی گزاریں گے اور الگ ہی وفات پائیں گے۔ چنانچہ ٹھیک ایسا ہی ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور خلافت میں ان کو حکم دے دیا کہ آپ "ربذہ" میں رہیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ربذہ میں اپنی بیوی اور غلام کے ساتھ رہنے لگے۔ جب **وفات کا وقت** آیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم دونوں مجھ کو غسل دے کر اور کفن پہنا کر راستہ میں رکھ دینا۔ جب شتر سواروں کا پہلا گروہ میرے جنازہ کے پاس سے گزرے تو تم لوگ اس سے کہنا کہ یہ ابوذر غفاری کا جنازہ ہے ان پر نماز پڑھ کر ان کو دفن کرنے میں ہماری مدد کرو۔ خدا عزوجل کی شان کہ سب سے پہلا جو قافلہ گزرا اس میں حضرت عبداللہ بن مسعود صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ سنا کہ یہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ ہے۔ تو انہوں نے اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور قافلہ کو روک کر اتر پڑے اور کہا کہ بالکل سچ فرمایا تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ "اے ابوذر! تو تنہا چلے گا، تنہا مرے گا، تنہا قبر سے اُٹھے گا۔" پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور قافلہ والوں نے ان کو پورے اعزاز کے ساتھ دفن کیا۔ (سیرت ابن ہشام ج۴ص۵۲۴ و زرقانی ج۳ ص۷۴)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

میرے کفن میں رکھ دیں

حضرت عمر بن عبدالعزیز اموی خلیفہ عادل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی **وفات کا وقت** آیاتو انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چند موئے مبارک اور ناخن دکھاکر لوگوں سے وصیت فرمائی کہ ان تبرکات کو آپ لوگ میرے کفن میں رکھ دیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔(الطبقات الکبری لابن سعد ، عمر بن عبدالعزیز ،ج۵،ص۳۱۸)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

انتظار کررہاہوں

حضرت سیدنا ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالی عنہ اپنی **وفات کے وقت** رونے لگے، کسی نے رونے کا سبب پوچھاتو فرمایا،"میں اللہ تعالیٰ کے قاصد کا انتظار کررہاہوں کہ وہ جنت کی خوش خبری سناتا ہے یا(معاذ اللہ) جہنم کی وعید سناتا ہے ؟"

(احیاء العلوم ، کتاب ذکر الموت ومابعدہ، ،ج ۵، ص۲۳۱)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

کس خیال پر میری موت واقع ہو گی

حضرت سیّدُنا رِبْعِی بن حِرَاش رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ سے مروی ہے کہ حضرت سیّدُنا حُذَیْفَہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ اپنی **وفات کے وقت** کہنے لگے:"کتنے دن موت میرے

پاس آئی لیکن مجھے اس میں تردّد نہ ہوا جبکہ آج مختلف خیالات دل پر گزر رہے ہیں نہ معلوم کس خیال پر میری موت واقع ہو گی۔"

(المصنف لابن ابی شیبة، کتاب الزھد، کلام حذیفة، الحدیث: ۱۰، ج ۸، ص ۲۰۱)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

مجھے اپنا قرب عطا فرما

حضرت سیِّدُنا ابنِ سماک رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه نے **وفات کے وقت** فرمایا: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! تو جانتا ہے اگرچہ میں تیری نافرمانی کیا کرتا تھا لیکن تیرے فرمانبرداروں سے محبت بھی کرتا تھا، میرے اسی عمل کے سبب مجھے اپنا قرب عطا فرما دے۔ (احیاء العلوم جلد ۲ ص ۵۷۹)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

آنکھیں کھولیں

حضرت عبداللہ بن مبارک رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ نے **وفات کے وقت** آنکھیں کھولیں، پھر مسکرائے اور فرمایا: "لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ" ترجمہ: ایسی ہی کامیابی کے لیے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیے۔

(تاریخ دمشق، حرف المیم فی اسماء آباء العبادلة، عبد اللّٰہ بن المبارک بن واضح۔۔۔ الخ، ۳۲/۴۷۶)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

صلوا علی الحبیب
صلی اللّٰہ علی محمد

نواں باب

انتقال کے وقت

آپ اس باب میں ملاحظہ فرمائیں گے:

☆...باطن میں ریاکاری۔

☆...جواب کا وقت نہیں ہے۔

☆...امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ کی وصیت۔

☆...عصا کے ساتھ جنت میں چہل قدمی۔

صلوا علی الحبیب
صلی اللہ علی محمد
صلی اللہ علیہ والہ وسلم

باطن میں ریاکاری

حضرت عثمان حیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے **انتقال کے وقت** اپنے صاحبزادے ابو بکر علیہ الرحمۃ سے فرمایا" اے میرے بیٹے ! ظاہر میں سنت کی خلاف ورزی اس بات کی علامت ہے کہ باطن میں ریاکاری ہے"۔(رسالہ قشیریہ ص ۱۵ مطبوعہ مصر)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

جواب کا وقت نہیں ہے

حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالی عنہ کے **انتقال کے وقت** جب آپ کے صاحب زادے نے طبیعت دریافت کی تو فرمایا،"جواب کا وقت نہیں ہے، بس دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ میرا خاتمہ ایمان پر کر دے کیونکہ ابلیس لعین اپنے سر پر خاک ڈالتے ہوئے مجھ سے کہہ رہا ہے کہ "تیرا دنیا سے ایمان سلامت لے جانا میرے لئے باعثِ ملال ہے۔"اور میں اس سے کہہ رہا ہوں کہ "ابھی نہیں، جب تک ایک بھی سانس باقی ہے میں خطرے میں ہوں، میں (تجھ سے) سے پرامن نہیں ہو سکتا۔"(تذکرۃ الاولیاء، ج ۱، ص ۱۹۹)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

امیرَ معاویہ رضی اللہ عنہ کی وصیت

امام ابو عمر یوسف بن عبد البر کتاب الاستعیاب فی معرفۃ الاصحاب میں فرماتے ہیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے **انتقال کے وقت** وصیت میں فرمایا: میں

صحبتِ حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم سے شرف یاب ہوا ایک دن حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ ، حاجت کے لئے تشریف فرما ہوئے ہیں۔ میں لوٹا لے کر ہمراہ رکاب سعادت مآب ہُوا۔ حضور پُرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے اپنے جوڑے سے کُرتا کہ بدنِ اقدس سے متصل تھا مجھے انعام فرمایا، وہ کُرتا میں نے آج کے لئے چھپا رکھا تھا۔ اور ایک روز حضورِ انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے ناخن و مُوئے مبارک تراشے وہ میں نے لے کر اس دن کے لئے اٹھا رکھے، جب میں مر جاؤں تو قمیص سراپا تقدیس کو میرے کفن کے نیچے بدن کے متصل رکھنا، وموئے مبارک وناخن ہائے مقدسہ کو میرے منہ اور آنکھوں اور پیشانی وغیرہ مواضع سجود پر رکھ دینا۔

(کتاب الاستعیاب فی معرفۃ الاصحاب علی ہامش الاصابۃ ترجمہ معاویہ بن سفیان مطبوعہ دار صادر بیروت ۳/۳۹۹)



عصا کے ساتھ جنت میں چہل قدمی

تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بھی عصا مبارک استعمال فرمایا کرتے تھے ،اسی سلسلے میں ایک بہت پیاری حکایت ملاحظہ ہو، چنانچہ جب حضرت عبداللہ بن انیس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے خالد بن سفیان ہزلی کو قتل کر دیا اور اس کا سر کاٹ کر مدینہ منورہ لائے اور تاجدارِ دو عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے قدموں میں ڈال دیا تو حضور پُر نور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت عبداللہ بن انیس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی بہادری اور جان بازی سے خوش ہو کر انہیں اپنا عصا عطا فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ تم اسی عصا کو ہاتھ میں لے کر

جنت میں چہل قدمی کرو گے۔ انہوں نے عرض کی: یا رسولَ اللہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، قیامت کے دن یہ مبارک عصا میرے پاس نشانی کے طور پر رہے گا۔ چنانچہ **انتقال کے وقت** انہوں نے یہ وصیت فرمائی کہ اس عصا کو میرے کفن میں رکھ دیا جائے۔

(زرقانی علی المواہب، کتاب المغازی، سریۃ عبد اللّٰہ بن انیس، ۲/۴۷۳-۴۷۴ ملخصًا)



صلوا علی الحبیب
صلی اللّٰہ علی محمد
صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم

دسواں باب

شہادت کے وقت

آپ اس باب میں ملاحظہ فرمائیں گے:

☆…یہ دعا مانگی۔

☆…۷۵ سال کی عمر کے بعد زندہ نہیں رہ سکتا۔

☆…دونوں ہاتھوں کے بدلے دو بازو۔

صلوا علی الحبیب
صلی اللہ علی محمد
صلی اللہ علیہ والہ وسلم

یہ دعا مانگی

جب حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی **شہادت کے وقت** آپ کا خون آپ کے چہرے پر بہا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دعا مانگی:

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْن۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْتَعِیْنُ بِكَ عَلَیْهِمْ وَ اَسْتَعِیْنُكَ عَلٰی جَمِیْعِ اُمُوْرِیْ وَ اَسْئَلُكَ الصَّبْرَ عَلٰی مَآ اَبْلَیْتَنِیْ۔

ترجمہ: تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے، بے شک مجھ سے بے جا ہوا۔ اے اللہ عزوجل میں ان کے مقابلے میں تجھ سے مدد چاہتا ہوں اور اپنے تمام امور میں تجھ سے مدد چاہتا ہوں اور تو نے مجھے جس آزمائش میں مبتلا فرمایا ہے میں اس پر صبر کا سوال کرتا ہوں۔"

(کتاب الکبائر، فصل فی التعزیة، ص۲۲۰)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

۵۷ سال کی عمر کے بعد زندہ نہیں رہ سکتا

حضرتِ سیِّدُنا عمرو بن سعید رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرتِ سیِّدُنا سعید بن جبیر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنی **شہادت کے وقت** اپنے بیٹے کو بلوایا تو وہ رونے لگا، آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: تم کیوں روتے ہو؟ تمہارا والد ۵۷ سال کی عمر کے بعد زندہ نہیں رہ سکتا۔ (حلیۃ الاولیاء جلد ۴ ص ۳۴۳)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

دونوں ہاتھوں کے بدلے دو بازو

حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دونوں ہاتھ **شہادت کے وقت** کٹ کر گر پڑے تھے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے دونوں ہاتھوں کے بدلے دو بازو عطا فرمائے ہیں جن سے اڑ اڑ کر وہ جنت میں جہاں چاہتے ہیں چلے جاتے ہیں۔

(المواهب اللدنية و شرح الزرقاني، باب غزوة موتة، ج۳، ص۳۵۳)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

صلوا على الحبيب
صلى الله على محمد
صلى الله عليه واله وسلم

گیارواں باب

آخری وقت

آپ اس باب میں ملاحظہ فرمائیں گے:

☆… اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میری غلطیوں کو معاف فرما۔

☆… دنیا نے ہمیں تنہا چھوڑ دیا۔

☆… سیِّدُنا امیر معاویہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے آخری کلمات۔

☆… خلیفہ عبد الملک بن مروان کے آخری کلمات۔

☆… سیِّدُنا عُمَر بن عبد العزیز رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کا آخری لمحات میں رونا۔

☆… بار بار اِستِغفار پڑھنے لگے۔

☆… عطّاریہ ہونے کی بَرَکت۔

اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میری غلطیوں کو معاف فرما

جب حضرت سیِّدُنا امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا **آخری وقت** قریب آیا تو آپ نے فرمایا: مجھے بٹھاؤ، جب آپ کو بٹھایا گیا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ذکرِ الٰہی شروع کر دیا پھر روتے ہوئے کہا: اے معاویہ! تم بڑھاپا اور کمزوری آجانے کے بعد **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کر رہے ہو، سن لو! ذکرِ الٰہی تو اس وقت کرنا تھا جب جوانی کی شاخ تَرو تازہ تھی، پھر اتنا روئے کہ آواز بلند ہونے لگی اس کے بعد بارگاہِ الٰہی میں عرض گزار ہوئے: اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! مجھ سخت دل گناہ گار بوڑھے پر رحم فرما، اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! میری غلطیوں کو معاف فرما، لغزشوں کو مٹا اور اپنے حلم کے صدقہ اس کی امید بڑھا جس کی تیرے سوا کسی اور سے امید ہے نہ بھروسا۔

(احیاء العلوم جلد ۵ ص۵٦۸)

☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆

دنیا نے ہمیں تنہا چھوڑ دیا

ایک قریشی بزرگ سے مروی ہے کہ وہ حضرت سیِّدُنا امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے **آخری وقت** میں چند لوگوں کے ساتھ آپ سے ملنے آئے تو دیکھا کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے جسم پر جُھریاں پڑی ہوئی ہیں، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا: دنیا کی حقیقت وہی ہے جو ہم نے دیکھا اور تجربہ کیا ہے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ہم نے نئے نئے انداز سے اپنی زندگیوں کو لطف اندوز کر کے دنیا کی رونق و بہار کا استقبال کیا مگر اس نے فوراً ہماری

حالت کو بگاڑدیااور ہمارے اعتماد کو توڑ دیابلکہ اب تو دنیانے ہمیں تنہا چھوڑ دیا اور بوسیدہ کردیاہے اور ہمیں قابِل ملامت بنادیاہے، افسوس ہے اس دنیاکے گھرپر، افسوس ہے اس دنیاکے گھرپر۔(احیاء العلوم جلد ۵ ص۵۶۸)



سیِّدُنا امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کا آخری خطبہ

مروی ہے کہ حضرت سیِّدُنا امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنا **آخری وقت** آخری خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے لوگو!میرا تعلق اس کھیتی سے ہے جو کٹ چکی ہے،میں تمہاراحاکم تھااور میرے بعد جو بھی حاکم ہو گا وہ مجھ سے بھی براہو گا جس طرح پہلے والے مجھ سے بہتر تھے۔پھر اپنے بیٹے یزید کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اے یزید!جب میرا وقت پوراہو جائے توکسی سمجھ دار شخص کو میرے غسل پر مامور کرنا کیونکہ سمجھ دار شخص بار گاہِ الٰہی میں کچھ نہ کچھ مقام ضرور رکھتاہے، وہ اچھی طرح غسل دے اوراس کے بعد بلند آواز سے تکبیر کہے پھر تم الماری سے فلاں رومال نکالنا جس میں نبیِّ اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کالباس مبارک، چند ایک ناخن مبارک اور موئے مبارک ہیں،ناخن مبارک اور موئے مبارک کو تومیرے منہ، ناک، آنکھوں اور کانوں پر رکھ دینا جبکہ لباس مبارک کو کفن کے اندر جسم سے ملاکرر کھ دینا۔اے یزید!والدین کے بارے میں احکامِ الٰہیہ کو یادرکھنا،پس جب تم مجھے میرا انیالباس پہنادواور قبر میں اتاردوتو معاویہ کو اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْن (سب سے زیادہ رحم کرنے والے)کی بار گاہ میں تنہا چھوڑ دینا۔(احیاء العلوم جلد ۵ ص۵۶۸۔۵۶۹)



سیِّدُنا امیر معاویہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ کے آخری کلمات

حضرت سیِّدُنا محمد بن عقبہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا امیر معاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے **آخری وقت** میں فرمایا: اے کاش! میں وادیِ طُوٰی میں رہنے والا ایک قریشی ہوتا اور اس خلافت سے میرا کوئی تعلق نہ ہوتا۔(احیاء العلوم جلد ۵ ص۵۶۹)



خلیفہ عبد الملک بن مروان کی آخری تمنا

جب خلیفہ عبد الملک بن مروان کا **آخری وقت** قریب آیا تو اس کی نظر دمشق کے اطراف میں چند دھوبیوں پر پڑی جو اپنے ہاتھوں میں کپڑا لپیٹ کر اسے سامنے بنے ہوئے پاٹ پر مار رہے تھے، یہ منظر دیکھ کر عبد الملک بن مروان تمنا کرنے لگا: کاش! میں بھی دھوبی ہوتا جو روزانہ اپنے ہاتھ سے کما کر کھاتا اور دنیاوی معاملات میں حاکم نہ بنتا۔ یہ بات جب حضرت سیِّدُنا ابوحازم سلمہ بن دینار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار نے سنی تو فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ہے کہ ایسے لوگوں کو جب موت آتی ہے تو وہ ہماری زندگی والی حالت کی تمنا کرتے ہیں جبکہ ہمیں موت آتی ہے تو ہم ان کی حالت کی تمنا نہیں کرتے۔(احیاء العلوم جلد ۵ ص۵۶۹)



خلیفہ عبد الملک بن مروان کے آخری کلمات

کسی نے خلیفہ عبد الملک بن مروان سے **آخری وقت** میں پوچھا: اے خلیفہ! آپ کیا محسوس کر رہے ہیں؟ تو کہا: اس طرح محسوس کر رہا ہوں جو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا ہے:

وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ تَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ؕ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۹۴﴾ (پ۷، الانعام: ۹۴)

ترجمۂ کنز الایمان: اور بے شک تم ہمارے پاس اکیلے آئے جیسا ہم نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا اور پیٹھ پیچھے چھوڑ آئے جو مال و متاع ہم نے تمہیں دیا تھا اور ہم تمہارے ساتھ تمہارے ان سفارشیوں کو نہیں دیکھتے جن کا تم اپنے میں ساجھا بتاتے تھے بے شک تمہارے آپس کی ڈور کٹ گئی اور تم سے گئے جو دعوے کرتے تھے۔ یہ کہہ کر اس کا انتقال ہو گیا۔

(احیاء العلوم جلد ۵ ص ۵۷۰)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

سیِّدُنا عُمَر بن عبد العزیز رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کا آخری لمحات میں رونا

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا عمر بن عبد العزیز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْعَزِیْز اپنے **آخری وقت** میں رونے لگے، کسی نے پوچھا: اے امیر المؤمنین! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ آپ کے لئے تو خوشخبری ہے کہ آپ کے ذریعے اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے سنتوں کو زندہ کیا اور عدل و انصاف کا بول بالا کیا۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا: کیا مجھ سے رعایا کے بارے میں باز پُرس نہ ہوگی؟

پھر کہنے لگے: اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر رعایا میں عدل وانصاف قائم کر بھی لیتا تو بھی بارگاہِ الٰہی میں عدل وانصاف کی کوئی دلیل پیش نہ کر پاتا جب تک خود بارگاہِ الٰہی سے مجھ پر فضل نہ ہوتا لہٰذا جن کثیر معاملات میں عدل وانصاف نہ کر پایا انہیں لے کر کس طرح بارگاہِ الٰہی میں حاضری دوں؟ یہ کہہ کر آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ مسلسل روتے رہے یہاں تک کہ کچھ ہی دیر بعد خالق حقیقی سے جا ملے۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنے **آخری وقت** میں فرمایا: مجھے بٹھاؤ۔ لوگوں نے آپ کو بٹھایا تو تین مرتبہ یہ جملہ کہا: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں وہ ہوں کہ تو نے حکم دیا تو میں نے اس میں کوتاہی کی، تو نے منع کیا تو تیری نافرمانی کی پھر کہا "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ" کے معاملے میں کوئی نافرمانی نہیں کی، پھر اپنے سر کو بلند کیا اور ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے لگے۔ کسی نے پوچھا تو فرمایا: میں سبز لباس والی مخلوق دیکھ رہا ہوں جس کا تعلق نہ انسانوں سے ہے نہ جنات سے۔ اس کے بعد آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا انتقال ہو گیا۔ (احیاء العلوم جلد ۵ ص ۵۷۰)

☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆



خلیفہ ہارون الرشید کے آخری کلمات

خلیفہ ہارون الرشید رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنے **آخری وقت** میں مختلف کفنوں میں سے ایک کفن چھانٹا پھر اس کی طرف دیکھا اور یہ آیت مبارکہ پڑھی:

مَآ اَغْنٰی عَنِّیْ مَالِیَہْ ﴿۲۸﴾ هَلَكَ عَنِّیْ سُلْطٰنِیَہْ ۔ (پ۲۹، الحاقۃ: ۲۸، ۲۹)

ترجمۂ کنز الایمان: میرے کچھ کام نہ آیا میرا مال میرا سب زور جاتا رہا۔

(احیاء العلوم جلد ۵ ص۵۷۱)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

بار بار اِسْتِغْفَار پڑھنے لگے

قاضی تَنُوْخِی کا بیان ہے کہ مجھے ایک شخص نے بتایا: "جب حضرتِ سیِّدُنا عبدُ الصَّمَد علیہ رحمۃ اللہ الاحد کا **آخری وقت** قریب آیا تو قاضی ابو محمد اَکْفَانِی کی بیٹی "اُمِّ حسن" آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آئی اور کہنے لگی: "میں آپ کو قسم دے کر کہتی ہوں کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھ سے اپنی کوئی حاجت طلب کریں اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ میں اسے ضرور پورا کروں گی۔" آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: "ہاں! آج میں تم سے ایک سوال کرتا ہوں کہ جس طرح میری زندگی میں تم میری بیٹی کی دیکھ بھال کرتی تھی اسی طرح میرے مرنے کے بعد بھی اس کا خیال رکھنا، بس مجھے تم سے یہی حاجت ہے۔" اُمِّ حسن نے کہا: "آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بے فکر رہیں، اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بیٹی کی بہت اچھی طرح دیکھ بھال کروں گی۔" آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کچھ دیر خاموش رہے پھر بے قرار ہو کر بار بار اِسْتِغْفَار پڑھنے لگے اور کہنے لگے: "اے اُمِّ حسن! اللہ تعالیٰ میری خطا سے درگزر فرمائے۔ وہ پروردگار عَزَّوَجَلَّ میری بیٹی کا تجھ سے بہتر کارساز اور حفاظت کرنے والا ہے۔" (عیون الحکایات جلد دوم ص۲۴۴)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں حاضری کا خوف

حضرتِ سیِّدُناعبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:جب حضرتِ سیِّدُنا ابو محمد حَبِیْب علیہ رحمۃ اللہ المُجیب کا **آخری وقت** آیا تو بہت زیادہ آہ وزاری کی اور مسلسل ان کلمات کا تکرار کرنے لگے:

"ہائے !اب میں ایسے سفر پر جانے والا ہوں جہاں پہلے کبھی نہیں گیا،میں ایسے راستے پر چلنے والا ہوں جس پر کبھی نہیں چلا۔اب میں اپنے مالک ومولیٰ عَزَّوَجَلَّ کی زیارت کے لئے جارہاہوں جسے میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ہائے!اب میں ایسے پُرہُول مقام کی طرف جانے والاہوں جہاں کبھی نہیں گیا۔ہائے !اب میں مٹی کے نیچے چلاجاؤں گااور قیامت تک وہیں رہوں گا۔پھر مجھے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کے سامنے کھڑا کر دیا جائے گا۔ہائے!مجھے یہ خوف کھائے جارہاہے کہ اگر مجھ سے یہ کہہ دیا گیا: "اے حبیب!ساٹھ ٦٠) (سالہ زندگی میں اگر تُونے کبھی کوئی ایک تسبیح بھی ایسی کی ہو جس میں شیطان تجھ پر کامیاب نہ ہوا ہو تو وہ تسبیح لے آؤ۔اگر کوئی خالص عبادت تمہارے پاس ہے تو لے آؤ۔"ہائے!اس وقت میں کیاجواب دوں گا وہاں کوئی میرے پاس نہ ہوگا۔پس میں بصد عاجزی بارگاہِ خداوندی میں عرض کروں گا:میرے مالک ومولیٰ عَزَّوَجَلَّ !واقعی میرے پاس ایسا کوئی عمل نہیں،اے میرے رحیم وکریم پروردگار عَزَّوَجَلَّ !تیرا گنہگار بندہ تیری بارگاہ میں حاضر ہے،اس کے دونوں ہاتھ اس کی گردن سے بندھے ہوئے ہیں۔اے کریم!تُو کرم کر!تیرا کرم ہی میرا کام بنائے گا۔"

راوی کہتے ہیں کہ :"یہ تو اس شخص کی آہ وبُکاہے جس نے مسلسل ساٹھ سال اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اس طرح عبادت کی کہ دنیاکی کسی چیز کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔جی ہاں! یہ حضرتِ سیّدُنا ابو عبد اللہ حَبِیْب علیہ رحمۃ اللہ المجیب اپنے زمانے کے مشہور اولیاء میں سے تھے۔ جب وہ اس طرح آہ وزاری کر رہے ہیں تو ہم جیسے گنہگاروں کا کیا حال ہو گا،ہمارا کیا بنے گا۔ ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ سے مدد ونصرت طلب کرتے ہیں۔وہی ہمارا حافظ وناصر ہے۔

(عیون الحکایات جلد دوم ص۳۰۶۔۳۰۷)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

عطّاریہ ہونے کی بَرَکت

باب الاسلام (سندھ) کے مشہور شہر سکھر کے ایک اسلامی بھائی نے ایک مکتوب بھیجا ۔جس میں کچھ یوں تحریر تھا کہ میری ہمشیرہ کم وبیش ۱۲ سال سے بیمار تھی، طویل عرصہ بیمار رہنے کی وجہ سے اس کی حالت انتہائی نازک ہوچکی تھی۔جس کی وجہ سے ہم سخت ذہنی اذیت میں مبتلا تھے۔اسی دوران ۲۵ صفر ۱۴۲۳ھ مطابق ۹ مئی ۲۰۰۲ء بعد نمازِ عصر شہزادہ عطّار حاجی اَحمد عبیدِ رضا قادری عطّاری رَضَوی مُدَّظِلُّہ العَالی کی سکھر تشریف آوری ہوئی۔میں ان سے ملاقات تو نہ کر سکا البتہ مجھے ان کی زیارت کرنے کا شرف ضرور حاصل ہو گیا۔میں نے ان کے ساتھ آنے والے مبلغِ دعوت اسلامی کو اپنی ہمشیرہ کی بیماری سے متعلق بتایا اور دعا کی درخواست کی۔انہوں نے بڑی شفقت فرمائی اور مجھے دِلاسا بھی دیا۔اُن کے مشورے پر میں نے اپنی ہمشیرہ کانام امیرِ اہلسنّت دامَتْ بَرَکاتُہُمُ العَالِیہ سے مرید کروانے کے لئے لکھوا دیا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ چند ہی دنوں بعد امیرِ اَہلسنّت دامَتْ بَرَکاتُہُمُ العَالِیَہ کی جانب سے مرید کر لینے کے بِشارت نامے کیساتھ عِیادت نامہ بھی بصورتِ مکتوب آپہنچا۔ میں اُن دنوں ضَروری کام کے سلسلے میں شہر سے باہر گیا ہوا تھا۔ واپسی پر جب مجھے مکتوبات کی آمد کا پتہ چلا تو میں نے ہمشیرہ سے پوچھا، کیا آپ نے مکتوبات پڑھ لئے؟ ہمشیرہ نے جواب دیا کہ "ابھی تک کسی نے پڑھ کر نہیں سنائے۔" (وہ خود ہی پڑھ لیتی لیکن بیماری کی وجہ سے مجبور تھی۔) میں نے اسے فوراً دونوں مکتوب پڑھ کر سنائے۔ وہ مرید ہو جانے اور مکتوبات کی آمد پر بے حد خوش تھی۔ چنانچہ وہ بار بار مکتوبات کو عقیدت سے چومتی اوراپنی آنکھوں سے لگاتی۔ عیادت نامے والے مکتوب میں شرح الصدور کے حوالے سے روایت نقل تھی کہ جو کوئی بیماری میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّی كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِین۔ چالیس بار پڑھے اور اس مَرَض میں فوت ہو جائے تو شہید ہے اور اگر تندرُست ہو گیا تو مغفِرت ہو جائے گی۔

میری ہمشیرہ نے فوراً ۴۰ مرتبہ مذکورہ وظیفہ پڑھ لیا۔ دوسرے ہی دن یکم ربیع الاول ۱۴۲۳ھ ۱۴ مئی ۲۰۰۲ء کو صبح فجر کے وقت اس کا انتقال ہو گیا۔ ایسا لگتا ہے وہ صرف زمانے کے ولی امیرِ اَہلسنّت دامَتْ بَرَکاتُہُمُ العَالِیَہ کے دامن سے وابستہ ہونے کے انتظار میں تھی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ ولیِ کامل کی مریدنی ہونے کی ایسی بَرَکت ملی کہ میں نے خود **آخری وقت** میں اسے بآوازِ بلند دو یا تین مرتبہ کَلِمَہ طَیِّبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ پڑھتے سنا۔ پھر ہمشیرہ نے خود ہی ہاتھ پاؤں سیدھے کر لیے اور آنکھیں بند کر لیں۔ اس وقت اذان فجر کی آواز آرہی تھی۔

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی امیرِ اَہلسنّت پر رَحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفِرت ہو

(حیرت انگیز حادثہ ص١٦۔١٩)

☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆

میں مُستَثنیٰ لوگوں میں تو ہوں نہیں

جب پارہ ۵ سورۃ النساء کی آیت نمبر ۹۸۔۹۹ نازل ہوئی:

اِلَّا الۡمُسۡتَضۡعَفِیۡنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالۡوِلۡدَانِ لَا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ حِیۡلَۃً وَّلَا یَهۡتَدُوۡنَ سَبِیۡلًا ﴿۹۸﴾ فَاُولٰٓئِکَ عَسَی اللّٰهُ اَنۡ یَّعۡفُوَ عَنۡهُمۡ ؕ وَکَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوۡرًا ﴿۹۹﴾

ترجمۂ کنز الایمان: مگر وہ جو دبالئے گئے مرد اور عورتیں اور بچے جنہیں نہ کوئی تدبیر بن پڑے نہ راستہ جانیں۔ تو قریب ہے اللہ ایسوں کو معاف فرمائے اور اللہ معاف فرمانے والا بخشنے والا ہے۔

تو حضرت جُندَع بن ضَمرہ اَللّیثِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اِسے سنا، یہ بہت بوڑھے شخص تھے، کہنے لگے کہ میں مُستَثنیٰ لوگوں میں تو ہوں نہیں کیونکہ میرے پاس اتنا مال ہے کہ جس سے میں مدینہ طیبہ ہجرت کرکے پہنچ سکتا ہوں۔ خدا کی قسم، اب میں مکہ مکرمہ میں ایک رات نہ ٹھہروں گا، مجھے لے چلو چنانچہ ان کو چارپائی پر لے کر چلے لیکن مکہ مکرمہ کے بالکل قریب ہی مقامِ تنعیم میں آکر ان کا انتقال ہو گیا۔ **آخری وقت** انہوں نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا اور کہا، یارب! عَزَّوَجَلَّ، یہ تیرا ہے اور یہ تیرے رسول کا ہے، میں اُس چیز پر بیعت کرتا ہوں جس پر تیرے رسول نے بیعت لی۔، یہ خبر پاکر صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی

عَنْهُم نے فرمایا، کاش وہ مدینہ پہنچتے تو ان کا اجر کتنا بڑا ہوتا اور مشرک ہنسنے لگے اور کہنے لگے کہ جس مطلب کے لئے نکلے تھے وہ نہ ملا۔ اس پر سورۃ النساء کی آیت نمبر ۱۰۰۔ نازل ہوئی:

وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ؕ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۰۰﴾

ترجمۂ کنز الایمان: اور جو اللّٰہ کی راہ میں گھر بار چھوڑ کر نکلے گا وہ زمین میں بہت جگہ اور گنجائش پائے گا اور جو اپنے گھر سے نکلا اللّٰہ ورسول کی طرف ہجرت کرتا پھر اسے موت نے آلیا تو اس کا ثواب اللّٰہ کے ذمہ پر ہو گیا اور اللّٰہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(بغوی جلد ۱ص ۳۷۵)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

اے ابن آدم!

حضرت سیدنا حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے **آخری وقت** میں یوں نصیحت فرمائی: "اے ابن آدم! تجھے کسی کا یہ قول فائدہ نہیں دے گا کہ "انسان اس کے ساتھ ہوتا ہے جس سے محبت کرتا ہے" کیونکہ اعمال کے بغیر نیک لوگوں کا ساتھ نہیں مل سکتا کیونکہ یہود ونصاریٰ بھی اپنے انبیاء کرام علیہم السلام سے محبت کرتے تھے لیکن وہ ان کے ساتھ نہیں ہیں۔ یہ اس بات کی طرف سے اشارہ ہے کہ خالی محبت نفع نہیں دیتی۔

(فیضان احیاء العلوم ص ۲۴۲۔ ۲۴۳)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

سیِّدُنا محمد بن واسع رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ کا آخری وقت

حضرت سیِّدُنا محمد بن واسع رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنے **آخری وقت** میں فرمایا: اللہ عَزَّ وَجَلَّ تمہیں سلامت رکھے! میں جہنم کی طرف جاؤں گا یا پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے معاف فرمادے گا۔

(احیاء العلوم جلد ۵ ص ۵۲۳)



یااللہ! عَزَّوَجَلَّ اس کی بیماری کو طویل کردے

ایک شخص بڑا کنجوس تھا مالدار ہونے کے باوجود کبھی صدقہ و خیرات نہ کرتا، نہ کسی سائل کو کچھ دیتا، یہ شخص جب بیمار پڑا اور مرض شدت اختیار کرگیا تو اس نے سوچا شاید میرا **آخری وقت** آپہنچا اس نے کئی دیگ پلاؤ پکوایا اور غربا و مساکین کو تقسیم کردیا، غریبوں، مسکینوں، یتیموں اور بیواؤں کو نئے کپڑے سِلوا کر دیئے اور روزانہ روپے پیسے سوالیوں کو بانٹنے لگا، حضرت حاتم اصم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے لوگوں نے ذکر کیا کہ فلاں شخص جو بخل میں مشہور ہے سخت بیمار ہے اور اب وہ دل کھول کر صدقہ و خیرات کررہا ہے، آپ اس کے حق میں دعا فرمائیں، حاتم اصم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے ہاتھ اٹھا کر بارگاہِ ربِّ العزت میں یوں دعا کی: یااللہ! تو اس شخص کی بیماری کو طویل کردے تاکہ بیماری اس کے گناہوں کا کفارہ ہو اور غربا و مساکین کو بھی فائدہ پہنچے۔ (سرمایۂ آخرت ص ۱۸۲)



تارکول کالباس

حضور صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم نے فرمایا: جب کافر کا **آخری وقت** قریب آتا ہے اور دنیا سے رخصت ہوا چاہتا ہے تو سخت بے رحم فرشتے آگ اور دوزخ کے تارکول کالباس لئے آتے ہیں اور اسے انتہائی خوفزدہ کر دیتے ہیں، جب اس کی روح نکلتی ہے تو آسمان اور زمین کے درمیان رہنے والے تمام فرشتے اس پر لعنت بھیجتے ہیں، آسمانوں کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور ہر دروازہ یہ چاہتا ہے کہ یہ روح ادھر سے نہ گزرے، جب اس کی روح اوپر چڑھتی ہے تو اسے نیچے پھینک دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے: اے اللہ! تیرا فلاں بندہ آیا ہے جسے زمین و آسمان نے قبول نہیں کیا ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ اسے واپس لوٹاؤ اور اسے وہ عذاب دکھلاؤ جو میں نے اس کے لئے قبر میں تیار کیا ہے کیونکہ انسان سے میرا وعدہ ہے: ”تمہیں ہم نے مٹی سے پیدا کیا اور ہم تمہیں اسی میں لوٹائیں گے۔“

اور وہ مردہ قبر میں دفن کرکے واپس جانے والوں کے جوتوں کی چاپ سنتا ہے تب اس سے کہا جاتا ہے: اے انسان! تیرا رب کون ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ اور تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے: میں نہیں جانتا اور اسے کہا جاتا ہے: تو نہ جانے۔

پھر اس کے پاس ایک بدصورت، بدبودار اور انتہائی غلیظ کپڑوں والا آکر کہتا ہے: تجھے قہر خداوندی اور دائمی دردناک عذاب کی خوشخبری ہو، مردہ کافر کہتا ہے: اللہ تَعَالٰی تجھے بری خبر سنائے تو کون ہے؟ وہ کہتا ہے: میں تیرے اعمال بد ہوں۔ بخدا تو برائیوں میں بہت تیزی دکھاتا تھا اور نیکیوں سے اعراض کیا کرتا تھا لہٰذا اللہ تَعَالٰی نے تجھے بری جزا دی۔ کافر کہتا ہے: اللہ

تَعَالٰی تجھے بھی جزا دے۔

پھر اس کے لئے ایک گونگا، اندھا اور بہرا فرشتہ مقرر کیا جاتا ہے، جس کے پاس لوہے کا ہتھوڑا ہوتا ہے جسے اگر جن و انسان مل کر اٹھانا چاہیں تو نہ اٹھا سکیں، اگر وہ پہاڑ پر مارا جائے تو وہ مٹی ہو جائے۔ وہ فرشتہ اس انسان کو ہتھوڑا مارتا ہے جس سے وہ ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے پھر وہ زندہ ہو جاتا ہے اور فرشتہ اسے آنکھوں کے درمیان مارتا ہے جس کی آواز جن و انسان کے سوا زمین کی تمام مخلوق سنتی ہے، پھر منادی ندا کرتا ہے: اس کے لئے جہنم کی دو تختیاں بچھاؤ اور اس کے لئے جہنم کی جانب ایک دروازہ کھول دو! لہٰذا اس کے لئے جہنم کے دو تختے بچھا دیئے جاتے ہیں اور جہنم کی طرف دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔

(المستدرک للحاکم، کتاب الایمان، باپ مجیء ملک الموت۔۔۔الخ، ۱/۱۹۸، الحدیث ۱۱۴)

صلوا علی الحبیب
صلی اللّٰہ علی محمد
صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم

بارواں باب

مرض الموت

آپ اس باب میں ملاحظہ فرمائیں گے:

☆...زہر پلانے والا غلام آزاد۔

☆...اور وہ زندہ ہو گیا.......!

☆...قرض کی میل کچیل۔

☆...مرض الموت میں بھی تلاوت۔

☆...دُنیا کے بارے میں نصیحت۔

☆...قیمتی کفن خریدنے سے منع فرمادیا۔

☆...۱۵ہزار دینار قرض کی ذمہ داری۔

☆...مَرَضُ المَوْت میں اِیثار۔

سیِّدُنا عُمَر بن عبد العزیز کی آخری خواہش اور کلمات

خلیفہ عبد الملک بن مروان کی بیٹی جو کہ حضرت سیِّدُنا عمر بن عبد العزیز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْعَزِیْز کی زوجہ تھیں ان کا کہنا ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْعَزِیْز اپنے **مرض الموت** میں یہ دعا مانگا کرتے تھے: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! تو میری موت کو لوگوں سے پوشیدہ رکھنا اگرچہ کچھ ہی دیر کے لئے ہو۔ جس دن آپ کا انتقال ہوا میں کسی کام سے برابر والے کمرے میں بیٹھی تھی، میرے اور ان کے درمیان صرف دروازہ حائل تھا جبکہ آپ ایک گنبد نما کمرے میں تھے، میں نے یہ آیتِ مُبارکہ سنی:

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ﴿۸۳﴾

ترجمۂ کنز الایمان: یہ آخرت کا گھر ہم ان کے لیے کرتے ہیں جو زمین میں تکبر نہیں چاہتے اور نہ فساد اور عاقبت پرہیزگاروں ہی کی ہے۔ (پ۲۰، القصص: ۸۳)

اس کے بعد خاموشی چھاگئی میں نے کسی کے ہلنے کی آواز سنی نہ بات کرنے کی، غلام سے کہا: دیکھ کر آؤ! کیا حضرت سو گئے ہیں؟ جب غلام کمرے میں داخل ہوا تو اس نے چیخ ماری، میں بھاگ کر گئی تو دیکھا کہ حضرت سیِّدُنا عمر بن عبد العزیز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْعَزِیْز انتقال فرما چکے ہیں۔

(احیاء العلوم جلد ۵ ص۵۷۰)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

دل جل رہا ہے

حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْھَادِی فرماتے ہیں: میں حضرت سیِّدُنا سری سقطی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کے **مرض الموت** میں آپ کی عیادت کے لئے حاضر ہوا، میں نے پوچھا: کیسا محسوس کر رہے ہیں؟ تو جواب میں آپ نے یہ شعر پڑھا:

کَیْفَ اَشْکُوْ اِلٰی طَبِیْبِیْ مَابِیْ

وَالَّذِیْ اَصَابَنِیْ مِنْ طَبِیْبِیْ

ترجمہ: میں اپنی تکلیف کی شکایت اپنے طبیب سے کیسے کروں کیونکہ مجھے جو تکلیف آئی وہ میرے طبیب ہی کی طرف سے آئی ہے۔

میں نے پنکھا لے کر آپ کو ہوا دینا چاہی تو ارشاد فرمایا: اُسے پنکھے کی ہوا کیا پہنچے گی جس کا دل جل رہا ہو؟

پھر یہ اشعار پڑھے:

اَلْقَلْبُ مُحْتَرِقٌ وَالدَّمْعُ مُسْتَبِقٌ

وَالْکَرْبُ مُجْتَمِعٌ وَالصَّبْرُ مُفْتَرِقٌ۔

کَیْفَ الْقَرَارُ عَلٰی مَنْ لَا قَرَارَ لَہ

مِمَّا جَنَاہُ الْھَوٰی وَالشَّوْقُ وَالْقَلَقُ

یَا رَبِّ اِنْ یَکُ شَیْءٌ فِیْہِ لِیْ فَرَجٌ

فَامْنُنْ عَلَیَّ بِہٖ مَا دَامَ بِیْ رَمَقٌ

ترجمہ:(۱)...دل جل رہاہے، آنکھوں سے سیل اشک رواں ہے، تکلیف موجود ہے مگر صبر جدا ہے۔

(۲)...وہ شخص جسے نفسانی خواہش، شوق اور اضطراب نے گناہ میں ڈال کر بے قرار کردیا اب اس کو کس طرح قرار آئے؟

(۳)...اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! اگر کسی شے میں میرے لئے کچھ راحت ہے تو جب تک میری زندگی تھوڑی سی بھی باقی ہے مجھ پر اس کے ذریعے احسان فرماتا رہ۔

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا شیخ ابو بکر شبلی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کے کچھ اصحاب بوقت وصال آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور "لَااِلٰہَ اِلَّا اللہُ" پڑھنے کی تلقین کی تو آپ نے جواب میں یہ اشعار پڑھے:

اِنَّ بَیْتًا اَنْتَ سَاکِنُہٗ غَیْرُ مُحْتَاجٍ اِلَی السُّرُجِ

وَجْہُكَ الْمَامُوْلُ حُجَّتُنَا یَوْمَ یَاْتِی النَّاسُ بِالْحُجَجِ

لَا اَتَاحَ اللہُ لِیْ فَرَجًا یَوْمَ اَدْعُوْ مِنْكَ بِالْفَرَجِ

ترجمہ:(۱)... جس گھر (یعنی قلب مومن) میں تیرے جلوے ہوں اسے چراغوں کی حاجت نہیں ہوتی۔

(۲)... جس دن لوگ عذر پیش کریں گے اس دن ہمارا عذر تیری ذات ہو گی کہ وہی امیدوں کا مرکز ہے۔

(۳)... اے بندے! جس دن میں تجھ سے وسعت و فراخی مانگوں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ مجھے وسعت و فراخی نہ دے۔

(اِحْیَاءُ الْعُلُوْم مُتَرْجَم (جلد:۵) ص۵۸۰)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

دنیا سے کوچ کرنے والا

حضرتِ سیِّدُنا مزنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی نے حضرتِ سیِّدُنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کے **مرض الموت** میں ان کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: "اے ابوعبداللہ! آپ کی حالت کیسی ہے؟" آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: "میں دنیا سے کوچ کرنے والا، بھائیوں سے جدا ہونے والا، اپنے برے اعمال کی سزا پانے والا، موت کا پیالہ پینے والا اور رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضر ہونے والا ہوں اور میں نہیں جانتا کہ میری روح جنت میں جائے گی کہ میں اسے مبارکباد دوں یا جہنم میں جائے گی کہ اس سے تعزیت کروں۔"

(الزھد الکبیر للبیھقی، فصل آخر فی قصر الامل والمبادرۃ۔۔۔۔۔الخ، الحدیث۵۷۵، ص۲۲۲)

پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کچھ اشعار پڑھے جن کا مفہوم یہ ہے: "اے میرے اللہ عَزَّوَجَلَّ! جب میرا دل سخت ہو گیا اور راستے تنگ ہو گئے تو میں نے اپنی اُمید تجھی سے باندھ لی تاکہ تیرے عفو و کرم کے صدقے محفوظ رہوں، اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میرے گناہ

مجھ پر سنگین صورت حال اختیار کر گئے تو میں نے ان کو تیرے عفوو کرم سے ملا دیا، پس تیرا عفوو کرم ان پر اپنی عظمت میں غالب آگیا۔ اب میں ایسا شخص بن گیا ہوں جس کے گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں اور تو نے محض اپنے فضل وکرم سے معاف فرما دیا، اے کاش! میں جان سکتا کہ میں جنت میں جاؤں گا کہ مبارک باد وصول کروں یا جہنم میں جاؤں گا کہ شرمسار کیا جاؤں۔" (حکایتیں اور نصیحتیں ص۵۵۔۵۶)



زہر پلانے والا غلام آزاد

حضرت سیِّدُنا مجاہد علیہ رحمۃ اللہ الواحد فرماتے ہیں: "حضرت سیِّدُنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے **مرض الموت** میں مجھ سے دریافت فرمایا: "لوگ میرے متعلق کیا کہتے ہیں؟" میں نے عرض کی: "لوگ کہتے ہیں کہ آپ پر جادو کیا گیا ہے۔" تو ارشاد فرمایا: "مجھ پر کوئی جادو نہیں کیا گیا، ہاں! مجھے زہر پلایا گیا ہے۔" پھر غلام کو بُلوایا اور استفسار فرمایا: "تو نے مجھے زہر کیوں دیا تھا؟" وہ کہنے لگا: "مجھے ایک ہزار دینار دیئے گئے اور آزادی کا بھی وعدہ کیا گیا۔" آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "وہ ہزار دینار لاؤ۔" پس وہ رقم لے آیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے بیت المال میں جمع کروا دیا اور غلام سے فرمایا: "جہاں جی چاہے چلے جاؤ، آج سے تم آزاد ہو۔" (سیر اعلام النبلاء، الرقم ۲۶۲ عمر بن عبد العزیز، ج۵، ص۵۹۵۔ بتغیرٍ)



آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے خاندان کا وصی

مسلمہ بن عبد الملک حضرت سیِّدُنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالٰی عنہ کے **مرض الموت** میں ان کے پاس حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے:"یا امیر المؤمنین! آپ اپنے خاندان کا وصی کس کو مقرر کرتے ہیں؟" ارشاد فرمایا:"میرا وصی وہ ہے کہ جب میں ذکرِ الٰہی سے غافل ہو جاؤں تو وہ مجھے یاد دلائے۔" مسلمہ نے دوبارہ پوچھا:"اپنے خاندان کا وصی کس کو بنائیں گے؟" تو ارشاد فرمایا:"ان کا والی اللہ عَزَّوَجَلَّ ہے اور وہی صالحین کا والی ہے۔"

(الطبقات الکبرٰی، الرقم ۹۹۵، عمر بن عبد العزیز، ج۵، ص۳۱۷)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

اور وہ زندہ ہو گیا......!

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم ایک انصاری نوجوان کی عیادت کے لئے گئے، وہ اپنی بوڑھی ماں کا اِکلوتا بیٹا تھا اور وہ **مرض الموت** میں مبتلا تھا، عیادت کے بعد ہم واپس ہونے والے ہی تھے کہ اس کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ ہم وہیں ٹھہر گئے، اس کی آنکھیں بند کیں اور اس پر چادر ڈال دی۔ اس نوجوان کی بوڑھی ماں ہمارے قریب ہی کھڑی تھی، ہم نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا:"یہ جو مصیبت تجھ پر آن پڑی ہے اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر اس پر صبر کر۔" یہ سن کر وہ بڑھیا کہنے لگی:"کیا ہوا، کیا میرا بیٹا مر گیا؟" ہم نے کہا:"جی ہاں۔" اس نے کہا:"کیا تم سچ کہہ رہے ہو؟" ہم نے کہا:"ہم سچ کہہ رہے ہیں، واقعی تمہارے بیٹے کا اِنتقال ہو چکا ہے۔" یہ سن کر اس بوڑھی عورت نے دعا کے

لئے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کئے اور بڑی آہ وزاری سے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اس طرح عرض گزار ہوئی:

"اے میرے پروردگار عزوجل !میں تجھ پر ایمان لائی اور تیرے محبوب رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی طرف میں نے ہجرت کی، مجھے تیری ذات سے اُمیدِ واثق ہے کہ تُو ہر مصیبت میں میری مدد کریگا۔ اے پروردگار عزوجل ! آج کے دن مجھ پر (میرے بیٹے کی جدائی کی)مصیبت کا بوجھ نہ ڈال۔ "حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، ابھی وہ بڑھیا اپنی دعا سے فارغ بھی نہ ہونے پائی تھی کہ اس کے مردہ بیٹے کے منہ سے کپڑا ہٹ گیا اور وہ (مسکراتا ہوا) اٹھ بیٹھا اور پھر ہم سب نے مل کر کھانا کھایا۔"

ہاتھ اُٹھتے ہی بر آئے ہر مُدّعا
وہ دعاؤں میں مولیٰ اثر چاہیے

(عیون الحکایات حصہ اول ص ۱۴۳)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

محبوب سے ملاقات کا وقت قریب آگیا

حضرت سیدنا عبدالملک بن عمیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت سیدنا ربعی بن خراش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہمانے بتایا: "ہم تین بھائی تھے اور ہم میں سب سے زیادہ عبادت گزار اور سب سے زیادہ روزے رکھنے والا ہمارا منجھلا (یعنی درمیانہ) بھائی تھا۔ ایک مرتبہ میں اپنے دونوں بھائیوں کو چھوڑ کر ایک جنگل کی طرف نکل گیا، پھر جب میں واپس گھر پہنچا تو

مجھے بتایا گیا کہ میرا وہی عبادت گزار بھائی **مرض الموت** میں مبتلا ہے۔ جب میں اس کے پاس پہنچا تو معلوم ہوا کہ ابھی کچھ دیر پہلے اس کا انتقال ہو چکا ہے۔ لوگوں نے اُسے ایک کپڑے میں لپیٹا ہوا تھا۔ میں اس کے لئے کفن لینے چلا گیا، جب کفن لے کر آیا تو یکایک میرے اس مردہ بھائی کے چہرے سے کپڑا ہٹ گیا۔ اس نے مجھے مسکراتے ہوئے سلام کیا۔ میں نے بڑی حیرانگی کے عالم میں جواب دیا اور اس سے پوچھا: "اے میرے بھائی! کیا تو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو گیا؟" اس نے کہا: "جی ہاں! الحمدللہ عزوجل میں دوبارہ زندہ ہو چکا ہوں، اور تم سے جدا ہونے کے بعد میں اپنے ربّ عزوجل کی بارگاہ میں حاضر ہوا، میرا ربّ عزوجل مجھ سے بہت خوش ہے، اور وہ پاک پروردگار عزوجل مجھ سے ناراض نہیں۔ اس نے مجھے سبز رنگ کے ریشمی حُلّے عطا فرمائے، اور میں نے اپنا معاملہ تمہارے معاملے سے بہت آسان پایا لہٰذا تم نیک اعمال کی طرف خوب رغبت کرو اور سستی بالکل نہ کرو، اور (موت) سے بے خبر نہ رہو۔ دنیا سے رخصت ہونے کے بعد الحمدللہ عزوجل میری ملاقات، میری حسرتوں کے محور حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے ہوئی، انہوں نے کرم کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: "جب تک تم نہیں آؤ گے میں تمہاری (قبر) سے نہیں جاؤں گا۔ لہٰذا تم میری تجہیز و تکفین میں جلدی کرو اور بالکل دیر نہ کرو، قبر میں میری ملاقات حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے ہو گی۔

بقول شاعر:

قبر میں سرکار آئیں تو میں قدموں پر گروں
گر فرشتے بھی اٹھائیں تو میں ان سے یوں کہوں

اب تو پائے ناز سے میں اے فرشتو! کیوں اٹھوں مر کے پہنچا ہوں یہاں اس دِلرُبا کے واسطے

پھر اس کی آنکھیں بند ہو گئیں، اور اس کی روح اس طرح آسانی سے اس کے بدن سے نکلی جیسے کوئی کنکر جب پانی میں ڈالا جاتا ہے تو آسانی سے تہہ میں اتر جاتا ہے۔

جب تیری یاد میں دنیا سے گیا ہے کوئی
جان لینے کو دلہن بن کے قضا آئی ہے

جب یہ واقعہ اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے بیان کیا گیا تو انہوں نے اس کی تصدیق فرمائی اور فرمایا:" ہم یہ حدیث بیان کرتے تھے کہ اس اُمت میں ایک شخص ایسا ہوگا جو مرنے کے بعد بات کریگا۔"

حضرت سیدنا ربعی بن خراش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما فرماتے ہیں:" میرا وہ بھائی سخت سردی کی راتوں میں بہت زیادہ قیام کرتا، اور سخت گرمیوں کے دنوں میں ہم سے زیادہ روزے رکھتا تھا۔" (عیون الحکایات حصہ اول ص ۱۵۳)



قرض کی میل کچیل

ایک روایت میں ہے کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب مصر میں **مرض الموت** میں مبتلا ہوئے تو فرمایا فلاں آدمی سے کہنا کہ وہ مجھے غسل دے جب آپ کا انتقال ہوا اور اس شخص کو آپ کی وفات کا علم ہوا تو وہ حاضر ہوا اور کہنے لگا ان کے اخراجات کا رجسٹر لاؤ جب رجسٹر لایا گیا تو اس نے اس میں دیکھا کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ

تعالیٰ علیہ پر ستر ہزار درہم قرض ہیں اس نے وہ اپنے نام پر کر کے ادا کر دیئے اور فرمایا کہ میرا ان کو غسل دینا یہی تھا اور ان کی مراد بھی یہی تھی (کہ میں قرض کی میل کچیل سے ان کو پاک کر دوں)۔

(إحیاء علوم الدین، کتاب ذم البخل وذم حب المال، بیان فضیلۃ السخاء، الآثار، ج۳، ص۳۳۵)



مرض الموت میں بھی تلاوت

حضرتِ جُنید بغدادی علیہ رحمۃُ اللہِ الھادی **وقتِ نَزع** قرآنِ پاک پڑھ رہے تھے، اُن سے اِستفسار کیا گیا: اس وَقْت میں بھی تلاوت؟ اِرشاد فرمایا: میرا نامۂ اَعمال لپیٹا جارہا ہے تو جلدی جلدی اس میں اِضافہ کر رہا ہوں۔ (صید الخاطر لابن الجوزی ص ۴۲۷)



لشکر اُسامہ کو مہم پر بھیج دو

حضرت سیدنا عروہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے **مرض الموت** میں ارشاد فرمایا: ''اَنْفِذُوْا جَیْشَ اُسَامَۃَ لشکرِ اُسامہ کو مہم پر بھیج دو۔'' لٰہذا لشکرِ اُسامہ چل پڑا حتیٰ کہ جرف کے مقام پر پہنچا۔ حضرت سیدنا اُسامہ بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی زوجہ محترمہ فاطمہ بنت قیس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جلدی مت کریں کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ

کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طبیعت ناساز ہے۔ چنانچہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا لشکر جرف کے مقام پر ہی ٹھہرا رہا اوروہاں سے آگے کی طرف نہ بڑھا۔ حتیٰ کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا انتقال ہو گیا۔ تب آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خدمت میں آئے اور عرض کی: ''رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھے روانہ فرمایا تھا جبکہ میں یہ حالت غیر ملاحظہ کر رہا ہوں مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں عرب کفر اختیار نہ کرلیں۔ اگر انہوں نے کفر اختیار کیا تو میں سب سے پہلے ان سے لڑنے والا ہوں گا۔ اگر عرب کافر نہ بنے تو اُن کا راستہ چھوڑ دوں گا۔ میری معیت میں جلیل القدر صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اور نیک افراد ہیں۔ ''بعد ازاں حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے خطبہ ارشاد فرمایا: ''وَاللّٰہِ لَأَنْ تَخْطَفَنِیَ الطَّیْرُ أَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ أَنْ أَبْدَأَ بِشَیْءٍ قَبْلَ أَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم خدا کی قسم! پرندوں کا مجھے نوچ لینا میرے نزدیک اس بات سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فرمان کی تعمیل میں کسی کام کا آغاز کروں۔ چنانچہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے خلیفہ منتخب ہونے کے بعد حضرت سیدنا اسامہ بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو روانہ فرمادیا۔

(الطبقات الکبری لابن سعد، الطبقة الثانية من المهاجرين، اسامة الحب بن زيد، ج۴، ص۵۰)



دُنیاکے بارے میں نصیحت

حضرت سیِّدُنا عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کے **مرض الموت** میں آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کی خدمت اَقدس میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا۔ آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ نے جواب دینے کے بعد فرمایا: ''میں دیکھ رہا ہوں کہ دنیا ہماری طرف متوجہ ہو چکی ہے لیکن ابھی پوری طرح نہیں بلکہ آنے ہی والی ہے۔ بہت جلد تم ریشم کے پردے اور دیباج کے تکیے اپناؤ گے اور اُونی بستروں پر اس طرح تکلیف محسوس کرو گے جس طرح ''سعدان'' کے کانٹوں پر محسوس کرتے ہو اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر تم میں سے کوئی اس دنیا کی طرف لپکے اور اس کی ناحق گردن ماردی جائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ دنیا کی تاریکیوں میں بھٹکتا پھرے۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۴۳، ج۱، ص۶۲)



بار بار تکیے کی طرف دیکھتا تھا

حضرت سیِّدُنا ابن حبیب بن ضمرہ رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کا ایک بیٹا اپنے **مرض الموت** میں بار بار تکیے کی طرف دیکھتا تھا۔ جب اس کا انتقال ہو چکا تو لوگوں نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کی خدمت میں عرض کی کہ ''ہم نے آپ کے بیٹے کو دیکھا کہ وہ بار بار تکیے کی طرف دیکھتا تھا؟'' جب لوگوں نے اس تکیے کو اٹھایا تو اس کے نیچے ۵ یا ۶ دینار

پڑے تھے۔ یہ دیکھ کر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ پڑھ کر فرمایا: ''میں نہیں سمجھتا کہ تیری جِلد اس کی سزا برداشت کر سکے گی۔''

(الزھد للامام احمد بن حنبل ،زھد ابی بکر الصدیق ،الحدیث:۵۸۹،ص۱۴۲)



بوقت شہادت عاجزی وانکساری

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمرِ فاروق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کا سر ان کے **مرض الموت** میں میری ران پر تھا۔ آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ نے مجھ سے فرمایا: ''میرا سر زمین پر رکھ دو۔'' میں نے عرض کی: ''آپ کیوں پریشان ہوتے ہیں سر میری ران پر رہے یا زمین پر؟'' فرمایا: ''اسے زمین پر رکھ دو!'' حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: میں نے آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کا سر زمین پر رکھ دیا۔ اس کے بعد آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''ہلاکت ہو میرے اور میری ماں کے لئے اگر میرا ربعَزَّوَجَلَّ مجھ پر رحم نہ فرمائے۔

(مسند ابن الجعد ،شعبۃ بن عاصم بن عبید اللہ ،الحدیث:۸۷۰،ص۱۳۶)



اللہ عَزَّوَجَلَّ سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے

حضرت سیِّدُنا عبد الرحمن بن غَنْم رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے **مرض الموت** میں فرمایا: میں نے سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ''سالم اللہ عَزَّوَجَلَّ سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے اگر اسے خوفِ خدا نہ ہوتا تو اس کی نافرمانی کرتا۔''

(فردوس الاخبار للدیلمی، باب الالف، الحدیث:۸۹۶، ج۱، ص۱۴۰)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

سیِّدُنا حُذَیْفَہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کی وفات کے واقعات

حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے خادِم حضرت سیِّدُنا زِیاد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہ الْجَوَاد سے روایت ہے کہ حضرت سیِّدُنا حُذَیْفَہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کے **مرض الموت** میں وہاں موجود ایک شخص نے بتایا کہ حضرت سیِّدُنا حُذَیْفَہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''اگر آج کا دن میرے لئے دنیا کا آخری اور آخرت کا پہلا دن نہ ہوتا تو میں کوئی بات نہ کرتا۔ (پھر عرض کی:) اے پَرْوَرْدْگار عَزَّوَجَلَّ! بے شک تو جانتا ہے کہ میں غربت وناداری کو مالداری پر، ذلت کو عزت پر اور موت کو زندگی پر ترجیح دیتا ہوں۔ حبیب فقر کی حالت میں آیا ہے۔ جو پشیمان ہوگا وہ کامیاب نہیں ہوگا۔'' پھر آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کا وصال ہوگیا۔''

(موسوعۃ لابن ابی الدنیا، کتاب المحتضرین، الحدیث:۳۵۵، ج۵، ص۳۸۳، مفہومًا)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

قیمتی کفن خریدنے سے منع فرمادیا

حضرت سیِّدُنا ابو وائل رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ جب حضرت سیِّدُنا حُذَیْفَہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کے **مرض الموت** نے شدت اختیار کی تو قبیلہ ”بنو عَبس“ کے کچھ لوگ ان کے پاس حاضر ہوئے اور مجھے حضرت سیِّدُنا خالد بن رَبِیْع عَبْسِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہ الْقَوِی نے بتایا کہ جب ہم حضرت سیِّدُنا حُذَیْفَہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس حاضر ہوئے اس وقت آپ مدائن میں تھے اور آدھی رات کا وقت تھا۔ آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ نے ہم سے وقت دریافت فرمایا تو ہم نے آدھی رات یا رات کا آخری پہر بتایا تو انہوں نے فرمایا: ”میں ایسی صبح سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ مانگتا ہوں جو دوزخ کی طرف لے جانے والی ہو۔ “پھر دریافت فرمایا: ”کیا تم اپنے ساتھ کفن لائے ہو؟ “ہم نے کہا: ”جی ہاں!“ ارشاد فرمایا: ”میرے کفن میں غلو نہ کرنا۔ کیونکہ اگر تمہارے رفیق کے لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں خیر و بھلائی ہے تو یقیناً اس کا کفن اس سے بہتر کپڑوں سے بدل دیا جائے گا ورنہ یہ کفن بھی چھین لیا جائے گا۔“

(الادب المفرد للبخاری، باب العیادۃ جوف اللیل، الحدیث: ۵۰۴، ص ۱۴۳، مفھوماً)



قابل رشک خواہش

حضرتِ سیِّدُنا ابو جعفر محمد بن احمد بن احمد بن ابو زید خراسانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی بیان کرتے ہیں: میں نے حضرتِ سیِّدُنا مہدی بن میمون رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے حضرتِ سیِّدُنا

حسان بن ابوسنان عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْحَنَّان کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: ان کی کیا شان ہے! میں نے انہیں **مرض الموت** میں دیکھا، کسی نے ان سے پوچھا: ''آپ خود کو کیسا محسوس کر رہے ہیں؟'' فرمایا: ''اگر میں جہنم سے نجات پا جاؤں تو خیریت ہے۔'' پوچھا گیا: ''آپ کی خواہش کیا ہے؟'' فرمایا: ''مجھے ایک طویل رات کی خواہش ہے کہ جس میں ساری رات عبادت کرتا رہوں۔'' (حلیۃ الاولیاء جلد۳ ص۱۷۰)



۱۵ ہزار دینار قرض کی ذمہ داری

حضرتِ سیِّدُنا عمرو بن دینار عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْغَفَّار بیان کرتے ہیں کہ حضرتِ سیِّدُنا علی بن حسین رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْهِمَا حضرتِ سیِّدُنا محمد بن اسامہ بن زید رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْه کے پاس ان کے **مرض الموت** میں تشریف لائے تو وہ رونے لگے، آپ نے وجہ پوچھی تو انہوں نے عرض کی: مجھ پر قرض ہے۔ پوچھا: کتنا ہے؟ عرض کی: ۱۵ ہزار دینار۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْه نے فرمایا: وہ میرے ذمہ ہے۔ (حلیۃ الاولیاء جلد۳ ص۲۰۵)



سیِّدُنا امام اَعمش کی عاجزی

حضرتِ سیِّدُنا ابو بکر بن عَیّاش رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْه فرماتے ہیں: حضرتِ سیِّدُنا امام اعمش رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْه **مرض الموت** میں مبتلا تھے، میں نے عرض کی: ''طبیب کو

بلاؤں؟" فرمایا: "میں اس کا کیا کروں گا، اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی قسم! اگر میری روح میرے ہاتھ میں ہوتی تو میں اسے جھاڑیوں میں پھینک دیتا۔" مزید فرمایا: "جب میں مر جاؤں تو کسی کو مت بتانا اور مجھے لے جاکر قبر میں ڈال دینا۔" (حلیۃ الاولیاء جلد۵ ص۲۸)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

وقتِ وصال بارگاہِ الٰہی میں عرض

حضرتِ سیّدُنا لیث بن ابُو مَرقِیّہ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ذکر کرتے ہیں کہ جب حضرتِ سیّدُنا عُمَر بن عَبْدُالعزیز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْعَزِیْز **مرضُ الموت** میں مبتلا ہوئے تو فرمایا: مجھے اٹھا کر بٹھادو۔ جب آپ کو لوگوں نے بٹھا دیا تو (بارگاہِ الٰہی میں) عرض کرنے لگے: میں وہ بندہ ہوں جسے تونے کسی بات کا حکم دیا تو اس نے کوتاہی کی اور کسی کام سے منع کیا تو اس نے نافرمانی کی لیکن میرا ایمان ہے کہ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ پھر سر اٹھایا اور تیز نظروں سے اوپر دیکھنے لگے، لوگوں نے پوچھا: آپ اتنے غور سے کیا دیکھ رہے ہیں؟ فرمایا: میں ایسوں کو دیکھ رہا ہوں جو نہ انسان ہیں نہ جن۔ پھر آپ کا انتقال ہو گیا۔ (حلیۃ الاولیاء جلد۵ ص۳۴۴)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

مَرَضُ المَوْت میں اِیثار

حضرت سیّدُنا عباس بن دِہقان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْمَنَّان فرماتے ہیں: حضرت سیّدُنا بِشْر حافی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی کے علاوہ کوئی شخص دنیا سے ایسے نہیں گیا جیسے آیا تھا۔ آپ **مرض**

الموت میں مبتلا تھے کہ ایک شخص نے آکر سوال کیا آپ نے اپنی قمیص اتار کر اسے دے دی اور اپنے لئے ادھار کپڑا لے لیا پھر اسی میں انتقال فرمایا۔(احیاء العلوم جلد۳ص ۷۷۷)



خواب میں عظیم بشارت

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا ابو العباس بن سریج رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اپنے **مرض الموت** میں خواب دیکھا کہ گویا قیامت قائم ہو چکی ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ فرما رہا ہے: علما کہاں ہیں؟ چنانچہ علما آئے پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان سے دریافت فرمایا کہ تم نے اپنے علم پر کتنا عمل کیا؟ انہوں نے عرض کی: اے رب عَزَّوَجَلَّ! ہم نے کوتاہی کی ہے، برے اعمال کئے ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنا سوال پھر دہرایا گویا وہ اس جواب سے راضی نہیں ہے بلکہ کوئی دوسرا جواب چاہتا ہے۔ میں نے عرض کی: جہاں تک میرا تعلُّق ہے میرے اعمال نامے میں شرک نہیں ہے اور تو نے وعدہ فرمایا ہے کہ شرک کے علاوہ ہر گناہ معاف کر دے گا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: انہیں لے جاؤ اور میں نے ان سب کو بخش دیا۔ اس خواب کے تین دن بعد آپ کا وصال ہو گیا۔(احیاء العلوم جلد۴ ص۴۴۸)



چھ غلاموں کو آزاد کردیا

حضرتِ سیِّدُنا عمران بن حُصَیْن رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ انصار میں سے ایک شخص نے **مرض الموت** میں چھ غلاموں کو آزاد کردیا،اس کے پاس سوائے ان کے اور کوئی مال نہ تھا۔ حضور نبیِّ پاک، صاحِبِ لولاک صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اطلاع ہوئی تو ارشاد فرمایا:''میں نے ارادہ کیا کہ میں اس کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھوں گا۔'' پھر ان غلاموں کو بلوایا اور انہیں تین حصوں میں تقسیم کرکے دو کو آزاد کردیا اور چار کو غلام برقرار رکھا۔

(نسائی، کتاب الجنائز، باب الصلوۃ علی من یحیف فی وصیتہ، ص۳۳۱، حدیث:۱۹۵۵)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

صلوا علی الحبیب
صلی اللّٰہ علی محمد
صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم

تیرواں باب

حالتِ نزع

آپ اس باب میں ملاحظہ فرمائیں گے:

☆...چُپ ہو جایئے۔

☆...خاتمہ بالخیر۔

☆...عادل بادشاہ کے سامنے بغیر دلیل کے جاتا ہے۔

☆...حساب لیا جائے گا۔

☆...اپنی بیوی کو مجھ پر ترجیح دیتا۔

صلوا علی الحبیب
صلی اللہ علی محمد
صلی اللہ علیہ والہ وسلم

چُپ ہو جایئے

حضرتِ سیِّدُنا صنابحی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "میں حضرتِ سیِّدُنا عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حالتِ نزع میں ان کے پاس حاضر تھا۔(ان کی حالت دیکھ کر) میں رونے لگا تو انہوں نے ارشاد فرمایا: "چُپ ہو جایئے، آپ کیوں روتے ہیں؟ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر مجھ سے گواہی طلب کی گئی تو میں آپ کے حق میں گواہی دوں گا، اگر مجھ سے شفاعت کا کہا گیا تو میں آپ کی شفاعت کروں گا، اگر مجھ سے ہو سکا تو آپ کو ہر قسم کا نفع پہنچاؤں گا۔" پھر ارشاد فرمایا: "قسم بخدا عَزَّوَجَلَّ! میں نے حضور رحمتِ عالم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے سنی ہوئی تمام احادیث، جن میں آپ کے لئے بھلائی تھی، آپ کو بیان کر دی ہیں مگر ایک حدیث بیان نہیں کی، وہ آج بیان کر دیتا ہوں اور اسے میں نے اپنے دل میں محفوظ رکھا ہے (پھر ارشاد فرمایا) میں نے تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخْزنِ جود و سخاوت، مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو یہ ارشاد فرماتے سنا: "جو اس بات کی گواہی دے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اس کا رسول ہوں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس پر دوزخ کی آگ حرام فرما دیتا ہے۔"

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث عبادة بن الصامت، الحدیث ۲۲۷۷۴، ج۸، ص۴۰۲)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

خاتمہ بالخیر

حضرت سیِّدُنا ابن شبرمہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالیٰ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں حضرت سیِّدُنا امام شعبی

رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے ساتھ ایک مریض کی عیادت کے لئے گیا، ہم نے دیکھا کہ وہ **حالت نزع** میں ہے اور پاس بیٹھا ایک شخص اسے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی تلقین کر رہا ہے۔ سیِّدُنا امام شعبی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اس شخص سے کہا: مریض کے ساتھ نرمی کرو۔ اتنے میں مریض بول اُٹھا اور کہنے لگا: یہ مجھے تلقین کرے یا نہ کرے میں کلمہ ضرور پڑھوں گا، پھر اس نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت کی:

وَ اَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَ كَانُوْۤا اَحَقَّ بِهَا وَ اَهْلَهَا ؕ (پ۲۶، الفتح:۲۶)

ترجمۂ کنز الایمان: اور پرہیز گاری کا کلمہ اُن پر لازم فرمایا اور وہ اس کے زیادہ سزاوار اور اس کے اہل تھے۔

حضرت سیِّدُنا امام شعبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی نے کہا: تمام تعریفیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس نے ہمارے ساتھی کو نجات بخشی۔

(تنبیہ الغافلین مختصر منہاج العابدین ص۱۷۷۔۱۷۸)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

عادل بادشاہ کے سامنے بغیر دلیل کے جاتا ہے

منقول ہے کہ ایک شخص سے **حالت نزع** میں پوچھا گیا: ''تمہارا کیا حال ہے؟'' تو اس نے جواب دیا: ''اس شخص کا کیا حال ہو گا جو بغیر زادِ راہ کے ایک لمبے سفر کا ارادہ رکھتا، وحشت والی قبر میں بغیر مُونِس کے داخل ہوتا اور عادل بادشاہ کے سامنے بغیر دلیل کے جاتا ہے۔'' (احیاء العلوم جلد ۲ ص۸۳۲)



حساب لیا جائے گا

حضرت سیِّدُنا حسان بن ابی سنان بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی سے **حالت نزع** میں پوچھا گیا: ''آپ کا کیا حال ہے؟'' تو فرمایا: ''اس شخص کا کیا حال ہو گا جسے موت آئے گی، پھر زندہ کیا جائے گا اور حساب لیا جائے گا۔'' (احیاء العلوم جلد ۲ ص ۸۳۲)

اپنی بیوی کو مجھ پر ترجیح دیتا

حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ متقی وپرہیز گار صحابی تھے۔ نماز، روزہ اور صدقہ جیسی عبادات بجا لانے میں حد درجہ کوشاں رہتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار ہوگئے اور مرض طول پکڑ گیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ نے سرکار مدینہ، راحت قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ عالی میں پیغام بھیجا کہ "یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میرا شوہر علقمہ **حالتِ نزع** میں ہے، میں نے چاہا کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ان کے حال سے آگاہ کر دوں۔ چنانچہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے حضرت سیدنا عمار، حضرت سیدنا بلال اور حضرت سیدنا صہیب رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھیجا اور ارشاد فرمایا: "ان کے پاس جاؤ اور انہیں کلمہ شہادت کی تلقین کرو۔" لٰہذا وہ حضرات سیدنا علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تشریف لائے اور انہیں **حالتِ نزع** میں پا کر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کی تلقین کرنے لگے، لیکن وہ کلمہ شہادت ادا نہیں کر پا رہے تھے۔ ان حضرات نے شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے پاس صورتِ حال کہلا بھیجی، تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے

دریافت فرمایا:"کیا ان کے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟"عرض کی گئی:"یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم !ان کی والدہ زندہ ہیں جو کہ بہت بوڑھی ہیں۔" سرکار مدینہ، راحت قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ایک قاصد کو یہ پیغام دے کر ان کی والدہ کے پاس بھیجا کہ "اگر آپ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہونے کی قدرت رکھتی ہیں تو چلیں ورنہ گھر میں ہی آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا انتظار کریں۔"جب قاصد نے جاکر انہیں یہ بتایا تو وہ کہنے لگیں:"آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر میری جان قربان !میں زیادہ حق دار ہوں کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوں۔"وہ عصا کے سہارے کھڑی ہوئیں اور حسن اخلاق کے پیکر، دوجہاں کے تاجور، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضر ہوئیں اور سلام عرض کیا، سرکار مدینہ، راحت قلب وسینہ، باعث نزول سکینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے سلام کا جواب دیا اورارشاد فرمایا:"اے امِ علقمہ! تمہارے بیٹے علقمہ کا کیا حال ہے؟انہوں نے عرض کی:"یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم !وہ بکثرت نماز پڑھنے والا، روزے رکھنے والا اور صدقہ دینے والا ہے۔" پھر سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے دریافت فرمایا:"اور تمہارا اپنا کیا حال ہے؟"انہوں نے عرض کی:"یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میں اس پر ناراض ہوں۔"تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا:"کس وجہ سے؟"انہوں نے عرض کی:"یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم !وہ اپنی بیوی کو مجھ پر ترجیح دیتا اور میرے معاملے میں کوتاہی کرتا ہے۔" شفیعِ روزِ شُمار، دو

عالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:"ماں کی ناراضگی نے علقمہ کی زبان کو کلمہ شہادت سے روک دیا ہے۔" پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:"اے بلال! جاؤ اور میرے لیے بہت ساری لکڑیاں اکٹھی کرو۔" علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ نے عرض کی:"یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! آپ ان لکڑیوں کا کیا کریں گے۔" ارشاد فرمایا:"میں نے ارادہ کیا کہ ان کے ذریعے علقمہ کو آگ میں جلادوں۔"انہوں نے عرض کی:"یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میرا دل برداشت نہیں کر سکتا کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم میرے بیٹے کو میرے سامنے آگ میں جلائیں۔" آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: "اے امِ علقمہ! اللہ عزوجل کا عذاب تو اس سے بھی سخت اور باقی رہنے والا ہے۔ اگر آپ کو یہ پسند ہے کہ اللہ عزوجل علقمہ کی مغفرت فرمادے تو آپ ان سے راضی ہو جائیں، اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے،علقمہ کو اس کی نماز، روزے اور صدقہ نفع نہ دیں گے جب تک آپ اس سے ناراض رہیں گی۔" انہوں نے عرض کی:"یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میں اللہ عزوجل اس کے فرشتوں اور یہاں موجود مسلمانوں کو گواہ بناتی ہوں کہ میں اپنے بیٹے علقمہ سے راضی ہوں۔"

حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:"اے بلال!علقمہ کے پاس جاؤ اور دیکھو کہ کیا اب وہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟" لہٰذا حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے گئے اور علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کو گھر کے اندر سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھتے ہوئے سنا، حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر میں داخل ہوئے اور فرمایا:"اے لوگو! بے شک علقمہ کی زبان کو ان کی ماں کی ناراضگی نے کلمہ شہادت پڑھنے سے روک دیا تھا اور اب ماں کی رضامندی نے ان کی زبان کو کھول دیا ہے۔" پھر حضرت سیدنا علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی دن وصال فرما گئے۔

سرکار ابد قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم تشریف لائے اور ان کی تجہیز و تکفین کا حکم ارشاد فرمایا۔ پھر ان کی نماز جنازہ پڑھی اور تدفین میں بھی شرکت فرمائی، پھر ان کی قبر کے کنارے کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا:"اے گروہ مہاجرین و انصار! جو اپنی بیوی کو اپنی ماں پر ترجیح دے اس پر اللہ عزوجل، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، اللہ عزوجل اس کے نہ نفل قبول فرمائے گا نہ ہی فرض مگر یہ کہ وہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کرے اور اپنی ماں سے حسن سلوک کرے اور اس کی رضا چاہے کیونکہ اللہ عزوجل کی رضا ماں کی رضامندی میں ہے اور اللہ عزوجل کی ناراضگی ماں کی ناراضگی میں ہے۔"

(الزواجر عن اقتراف الکبائر، الکبیرۃ الثانیۃ بعد ثلاثمائۃ، ج۲، ص۱۱۲، دارالفکر بیروت)

چودواں باب

جان کنی

آپ اس باب میں ملاحظہ فرمائیں گے:

☆...جمال نبوت کا دیدار کیا،

☆...مجھے معذور سمجھو۔

صلوا علی الحبیب
صلی اللہ علی محمد
صلی اللہ علیہ والہ وسلم

جمال نبوت کا دیدار کیا

عین وفات کے وقت حضرت سعد بن معاذ بن النعمان انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سرہانے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف فرماہیں۔**جان کنی** کے عالم میں انہوں نے آخری بار جمال نبوت کا دیدار کیا اور کہا: السلام علیک یارسول اللہ! پھر بلند آواز سے کہا کہ یارسول اللہ! عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں گواہی دیتاہوں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اورآپ نے تبلیغ رسالت کا حق ادا کردیا۔

(مدارج النبوۃ، ج۲، ص۱۸۱)

آپ کا سال وصال ۵ ہجری ہے۔ بوقت وصال آپ کی عمر شریف ۳۷ برس کی تھی۔ جنت البقیع میں مدفون ہیں۔ جب حضوراکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان کو دفنا کر واپس آرہے تھے تو شدت غم سے آپ کے آنسوؤں کے قطرات آپ کی ریش مبارک پر گر رہے تھے۔ (اکمال، ص ۵۹٦ واسد الغابہ، ج۲، ص۲۹۸)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

مجھے معذور سمجھو

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا ابوالعباس بن عطاء رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْہَادِی کے پاس **جان کنی** کے عالم میں آئے، سلام کیا مگر آپ نے جواب نہ دیا، کچھ دیر بعد جواب دیااور فرمایا: مجھے معذور سمجھو، میں اپنے وظیفے میں مشغول تھا۔ پھر قبلہ رخ ہوئے اور تکبیر کہہ کر وصال فرماگئے۔(احیاء العلوم جلد ۵ ص۵۸۰)

پندرواں باب

موت کے وقت کے رسوم

(ماخوذ از اسلامی زندگی مصنفہ حکیم الامت مفسرِ شہیر مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی)

آپ اس باب میں ملاحظہ فرمائیں گے:

☆...ناپسندیدہ رسوم۔

☆...موت کے وقت کی رسمیں۔

☆...رسموں کی خرابیاں۔

☆...موت کے بعد کی مروّجہ رسمیں

☆...موت کے بعد کی اسلامی رسمیں۔

☆...میراث۔

☆...موت کے وقت سورۂ اخلاص پڑھنے کی فضیلت۔

صلوا علی الحبیب صلی اللہ علی محمد

ناپسندیدہ رسوم

ہر شخص کو ایک دن مرنا اور دنیا سے جانا ہے اور کیا خبر ہے کہ کس کی موت کس جگہ اور کس وقت آجائے۔ اس لئے ہر مسلمان کو لازم ہے، میت کے غسل اور کفن دفن کے مسائل سیکھے کہ اگر کسی جگہ ضرورت پڑ جائے تو اس کا کام نہ رُکے۔ ہم نے آج یہ سمجھ رکھا ہے کہ میت کا غسل اور کفن صرف مولانا کا کام ہے۔ ہماری اس میں بے عزتی ہے لیکن اگر کسی کا باپ یا کوئی قرابت دار مر جائے اور وہ اپنے ہاتھ سے اس کو قبر تک پہنچانے کا سامان کر دے تو اس میں بے عزتی کیا ہو گی؟ کیا باپ کے مرنے کے بعد اس کو چھونا بھی بے عزتی ہے۔

ایک مسلمان صاحب بہادر کا انتقال نئی دہلی میں ہو گیا وہ حضرت پنجاب کے رہنے والے تھے۔ وہاں کوئی غسل دینے والا نہ ملا بہت دیر تک ان کے والد کی لاش بے غسل پڑی رہی۔ ضلع بدایوں میں ایک جگہ ایک شخص کے والد کا فاتحہ تھا چونکہ وہ مجمع صاحب بہادروں کا تھا کسی کو قرآن پاک پڑھنا نہ آتا تھا۔ اب بڑی مشکل پڑی آخر کار ٹیپ رکارڈر میں سورہ یٰسین کا ریکارڈ بجا کر اس ریکارڈ کا ثواب مردہ باپ کی روح کو پہنچایا گیا۔

یہ دو باتیں ہیں جس پر مسلمانوں کی حالت پر ماتم کرنا پڑتا ہے۔ اس لیے سب سے پہلے ضروری ہے کہ موت اور میراث کے ضروری مسئلے مسلمان سیکھیں اوران تمام مسائل کے لئے "بہار شریعت" کو مطالعہ میں رکھیں۔

ہم کو اس جگہ ان رسموں سے گفتگو کرنی ہے جو مسلمانوں میں ناجائز یا فضول خرچیوں کی پڑی ہوئی ہیں یہ رسمیں دو طرح کی ہیں۔ ایک تو موت کے وقت اور دوسری موت کے بعد۔

موت کے وقت کی رسمیں

عام طور پر یہ رواج ہے کہ میت کے مرتے وقت جو لوگ موجود ہوتے ہیں۔ وہاں دنیاوی باتیں کرتے یں جب انتقال ہو جاتا ہے تو رونے پیٹنے کی حالت میں بے صبری اور بعض وقت کفر کے کلمے منہ سے نکال دیتے ہیں کہ ہائے خدا نے بے وقت موت دے دی، ملک الموت نے ظلم کر دیا کیا ہمارا ہی گھر موت کے لئے رہ گیا تھا وغیرہ۔ مر چکنے کے بعد جو خویش واقرباء باہر پردیس میں ہوتے ہیں ان کو تار سے خبر دیتے ہیں پھر ان کے آنے کا انتظار کرتے ہیں۔ پنجاب میں یہ بیماری بہت ہے۔ میں نے بعض جگہ دیکھا ہے کہ دو دن تک لاش رکھی رہی۔ جب خویش واقرباء آئے تب دفن کیا گیا۔ پھر جس قوم یا جس محلہ میں موت ہو گئی وہاں ساری قوم اور سارا محلہ روٹی نہ پکائے اب ایک دن میت پڑی رہی تو زندوں کی بھوک کے مارے آدھی جان گھل گئی ۔ اب جبکہ دفن سے فراغت ہو چکی تو کسی قرابت دار نے ان سب کے لیے روٹی پکائی اور روٹی پکانے پر یہ ضروری ہے کہ ان تمام لوگوں کے لیے کھانا پکائے جن کے گھر اب تک دفن کے انتظار میں روٹی نہ پکی تھی یعنی ساری برادری یا سارے محلے کے لئے۔

یو.پی (ھند) میں بعض جگہ دیکھا گیا ہے کہ موت کی روٹی محلہ داروں کو رات اٹھا اٹھا کر پہنچاتے ہیں اگر کسی کے گھر نہ پہنچے تو اس کی سخت شکایت ہوتی ہے جیسے کہ شادی کی روٹی کی شکایت ہوتی ہے۔

پنجاب میں یہ بھی رواج ہے کہ میت کے ساتھ ایک دیگ چاولوں کی پک کر قبرستان جاتی ہے جو کہ دفن کے بعد وہاں فقراء کو تقسیم کردی جاتی ہے اور یوپی میں کچا غلہ اور پیسے لے جاتے ہیں جو قبرستان میں تقسیم ہوتے ہیں۔

رسموں کی خرابیاں

انسان کے لئے نزع کا وقت بہت سخت وقت ہے کہ عمر بھر کی کمائی کا نچوڑ اس وقت ہورہا ہے۔اس وقت قرابت داروں کا وہاں دنیاوی باتیں کرنا سخت غلطی ہے کیونکہ اس سے میت کا دھیان ہٹنے کا اندیشہ ہے فقط آنکھوں سے آنسو بہیں یا معمولی آواز منہ سے نکلے اور کچھ صبر وغیرہ کے لفظ بھی منہ سے نکل جائیں تو کوئی حرج نہیں مگر پیٹنا، منہ پر طمانچہ مارنا، بال نوچنا، کپڑے پھاڑنا، بے صبری کی باتیں منہ سے نکالنا نوحہ ہے اور نوحہ حرام، نوحہ کرنے والے سخت گنہگار ہیں۔ یہ سمجھ لو کہ نوحہ کرنے اور نوچنے، پیٹنے سے مردہ واپس نہیں آجاتا بلکہ صبر کا جو ثواب ملتا ہے وہ بھی جاتا رہتا ہے۔ دو ہی وقت امتحان کے ہوتے ہیں۔ ایک خوشی کا دوسرا غم کا۔ جو ان دو وقتوں میں قائم رہا وہ واقعی مرد ہے۔ مصیبت کے وقت یہ خیال رکھو کہ جس رب نے عمر بھر آرام دیا اگر وہ کسی وقت کوئی رنج یا غم بھیج دے تو صبر چاہیے۔ کسی قرابت دار کے آنے کے انتظار میں میت کے دفن میں دیر لگانا سخت منع ہے اور اس میں ہر طرح کا خطرہ ہی ہے اگر زیادہ رکھنے سے میت کا جسم بگڑ جائے یا کسی قسم کی بو وغیرہ پیدا ہو جائے یا کسی قسم کی خرابی وغیرہ پیدا ہو جائے تو اس میں مسلمان میت کی توہین ہے۔ قرابت دار آکر میت کو زندہ نہیں کرلیں گے اور منہ دیکھ کر بھی کیا کریں گے۔ اس لیے دفن میں جلدی کرنا ضروری ہے۔ چند چیزوں میں

بلاوجہ دیر لگانا منع ہے لڑکی کی شادی، قرض کا ادا کرنا، نماز کا پڑھنا، توبہ کرنا، میت کو دفن کرنا، نیک کام کرنا، کسی کے مرنے سے محلہ میں روٹی پکانا یا کھانا منع نہیں ہو جاتا۔ہاں چونکہ میت کے خاص رشتہ دار دفن میں مشغول ہونے اور زیادہ رنج و غم کی وجہ سے کھانا نہیں پکاتے ان کے لئے کھانا تیار کرنا بلکہ انہیں اپنے ساتھ کھلانا سُنت ہے۔ مگر خیال رہے کہ کھانا صرف ان لوگوں کے لئے پکایا جائے اور وہی لوگ کھائیں جو رنج و غم کی وجہ سے گھر نہ پکا سکیں محلہ والوں اور برادری کو رسمی طریقہ پر کھلانا بھی ناجائز ہے اور کھانا بھی ۔ غم اور رنج دعوتوں کا وقت نہیں،میت کے ساتھ دیگ یا کچھ غلہ لے جانے میں حرج نہیں مگر دو باتوں کا ضرور خیال رہے۔اول یہ کہ لوگ اس خیرات کو اتنا ضروری نہ سمجھ لیں کہ نہ ہو تو قرض لے کر کریں۔اگر میت کے وارثوں میں سے کوئی وارث بچہ ہو یا کوئی سفر میں ہو تو میت کے مال سے خیرات نہ کریں بلکہ کوئی شخص اپنی طرف سے کر دے۔دوسرے یہ کہ قبرستان میں تقسیم کرتے وقت یہ خیال رکھا جائے کہ فقراء وغربا قبروں کو پاؤں سے نہ روندیں اور یہ کھانا یا غلہ نیچے نہ گرے۔بہتر تو یہی ہے کہ گھر پر ہی خیرات کر دی جائے کیونکہ یہ دیکھا گیا ہے کہ خیرات لینے والے فقراء غلہ لینے کے لیے قبروں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور چاول وغیرہ بہت خراب کرتے ہیں۔

موت کے وقت کی اسلامی رسمیں

جان کنی کی نشانی یہ ہے کہ بیمار کی ناک ٹیڑھی پڑ جاتی ہے اور کنپٹی نیچے بیٹھ جاتی ہے جب یہ علامت بیمار میں دیکھ لی جائے تو فوراً اس کا منہ کعبہ شریف کو کر دیا جائے یا تو اس کی چارپائی قبر کی طرح رکھی جائے یعنی شمال کو سر اور جنوب (دکن) کو پاؤں اور میت کو سیدھی

کروٹ پر لٹا دیا جائے مگر اس سے جان نکلنے میں دشواری ہوتی ہے۔ بہتر ہے کہ میت کے پاؤں قبلہ کی طرف کردیے جائیں اوراس کو چت لٹا دیا جائے تا کہ کعبہ کو منہ ہو جائے کروٹ کی ضرورت نہ رہے ۔چند جگہ کعبہ کی طرف پاؤں کرنا جائز ہیں۔ (۱)لیٹ کر نماز پڑھتے وقت(۲)جان نکلنے کے وقت (۳)میت کو غسل دیتے وقت(۴)اور قبرستان لے جاتے وقت جبکہ قبرستان مشرق کی طرف ہو، اس کے پاس بیٹھنے والے کوئی دنیاوی بات نہ کریں اوراس وقت خود بھی نہ روئیں بلکہ سب لوگ اس قدرآواز سے کلمہ طیبہ پڑھیں کہ میت کے کان میں وہ آواز پہنچتی رہے اور کوئی شخص اس وقت منہ میں پانی ڈالتا رہے کیونکہ اس وقت پیاس کی شدت ہوتی ہے اگر گرمی زیادہ پڑرہی ہو تو کوئی پنکھے سے ہوا بھی کرتا رہے۔ سورہ یٰسٓ شریف پڑھیں تاکہ اس کی مشکل آسان ہو اوررب تعالیٰ سے دعاکریں کہ یااللہ عزوجل! اس کا اور ہم سب کا بیڑاپارلگائیو۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا ارۡزُقۡنَاحُسۡنَ الۡخَاتِمَةِ۔

جب جان نکل جائے توکسی کورونے سے نہ روکیں کیونکہ زیادہ غم پر نہ رونا سخت بیماری پیدا کرتاہے۔ہاں یہ حکم دیں کہ نوحہ نہ کریں یعنی منہ پر تھپڑنہ لگائیں اور بے صبری کی باتیں نہ بکیں ۔ غسل اور کفن سے فارغ ہوکر نعت خوانی کرتے ہوئے یا بلند آواز سے درود شریف اور کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے میت کو لے چلیں کیونکہ آج کل اگر ذکر الٰہی آواز سے نہ ہوتو لوگ دنیا کی باتیں کرتے ہوئے جاتے ہیں اور یہ منع ہے نیز اس نعت خوانی اوردرود شریف کی آواز سے گھروں میں لوگ سمجھ جاتے ہیں کہ کوئی میت جارہی ہے تو آکر نماز اوردفن میں شریک ہو جاتے ہیں۔ نماز جنازہ پڑھ کر کم از کم تین بار قُلۡ ھُوَاللّٰہُ اور سورہ فلق، سورہ ناس اور سورۂ فاتحہ

پڑھ کر میت کو ثواب بخشیں کہ جنازہ کی نماز کے بعد دعا کرنا سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم اور سنت صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہے۔

دفن سے فارغ ہو کر قبر کے سرہانے سے سورہ بقر کی شروع کی آیتیں مفلحون تک اور قبر کے پاؤں کی طرف سورہ بقر کا آخری رکوع پڑھ کر میت کو ثواب بخشیں۔ جب دفن سے فارغ ہو کر لوگ لوٹ جائیں تب قبر کے سرہانے کی طرف کھڑے ہو کر اذان کہہ دیں تو اچھا ہے کہ اس سے عذاب قبر سے نجات ہے اور مردہ کو نکیرین کے سوالات کا جواب بھی یاد آ جائے گا۔ پھر قرابت دار میت کے صرف گھر والوں کو کھانا کھلا دیں بلکہ بہتر یہ ہے کہ پکا کر لانے والا خود بھی ان کے ساتھ کھالے اور ان کو مجبور کر کے کھلائے۔

موت کے بعد کی مروّجہ رسمیں

موت کے بعد ہر علاقہ میں علیٰحدہ علیٰحدہ رسمیں ہوتی ہیں۔ مگر کچھ رسمیں ایسی ہیں۔ جو تھوڑے فرق سے ہر جگہ ادا کی جاتی ہیں۔ ان ہی کا ہم یہاں ذکر کرتے ہیں۔ دلہن کا کفن اس کے میکے سے آتا ہے یعنی یا تو اس کے ماں باپ کفن خرید کر لاتے ہیں یا بعد کو اس کی قیمت دیتے ہیں۔ اسی طرح دفن اور تقریباً موت کا تین دن تک کا سارا خرچہ میکے والے کرتے ہیں۔ دلہن کی اولاد کا کفن بھی میکے والوں کی طرف سے ہونا ضروری ہے۔ تین دن میت والوں کے گھر قرابت داروں اور خاص کر سمدھیانہ سے کھانا آنا ضروری ہے۔ اور کھانا بھی اتنا زیادہ لانا پڑتا ہے کہ سارے کنبے بلکہ ساری برادری کو کافی ہو۔ چھ وقت کھانا بھیجنا پڑتا ہے۔ اگر پچیس پچیس آدمیوں کا ہر وقت کھانا پکایا گیا تو اس قحط سالی کے زمانہ میں کم از کم پچاس روپیہ خرچ ہوا۔ پھر

جب خیر سے یہ تین دن گزر گئے تو اب میت والوں کے ذمہ لازم ہے کہ تیسرے دن تیجہ (سوئم) کرے جس میں ساری برادری بلکہ ساری بستی کی روٹی کرے جس میں امیر و غریب دولت مند لوگ ضرور شریک ہوں اور غضب یہ کہ بہت جگہ یہ برادری کی دعوت خود میت کے مال سے ہوتی ہے حالانکہ میت کے چھوٹے یتیم بچے، بیوہ اور غریب بوڑھے ماں باپ بھی ہوتے ہیں مگر ان سب کے منہ سے یہ پیسہ نکال کر اس میلہ کو کھلایا جاتا ہے۔ موت کے بعد تین دن تک میت کے گھر والے تعزیت کے لئے بیٹھتے ہیں۔ جہاں بجائے دعا اور تعزیت کے حقے کے دور چلتے ہیں کچھ قرآن کریم پڑھ کر بخشتے بھی ہیں تو اس طرح کہ حقہ منہ میں ہے اور ہاتھ اٹھے ہوئے ہیں ۔ پھر چالیس روز تک برابر دو روٹیاں ہر روز خیرات کی جاتی ہیں اوراس کے درمیان دسواں، بیسواں اور چالیسواں بڑی دھوم دھام سے ہوتا رہتا ہے ۔ جس میں برادری کی عام دعوتیں ہوتی ہیں اور فاتحہ کے لئے ہر قسم کی مٹھائیاں اور فروٹ (میوے) اور کم از کم ایک عمدہ کپڑوں کا جوڑا رکھا جاتا ہے۔ فاتحہ کے بعد وہ مٹھائیاں اور فروٹ تو گھر کے بچوں میں تقسیم کیا جاتا ہے اور کپڑوں کا جوڑا خیرات ہوتا ہے۔ پھر چھ ماہ کے بعد چھ ماہی اور سال بعد میت کی برسی ہوتی ہے۔ اس برسی میں بھی برادری اور بستی کی روٹی کی جاتی ہے۔ لو، صاحب! آج ان رسموں سے پیچھا چھوٹا۔ بعض جگہ دیکھا گیا ہے کہ کفن پر ایک نہایت خوبصورت ریشمی یا اونی چادر ڈالی جاتی ہے جو بعد دفن خیرات ہوتی ہے مگر دوستو! یہ بھی خیال رہے کہ ننانوے فی صدی یہ رسمیں اپنے نام اور شہرت کے لئے ہوتی ہیں۔ اگر یہ کام نہ ہوں گے تو ناک کٹ جائے گی۔

خرابیاں

شریعت میں کفن اس کے ذمہ ہے جس کے ذمہ اس کی زندگی کا خرچہ ہے۔ لٰہذا ہر جوان، مالدار مرد کا کفن اس کے اپنے مال سے دیا جانا چاہیے۔ اور چھوٹے بچوں کا کفن اس کے ماں باپ کے ذمے ہے۔ اسی طرح اگر بیوی کا انتقال رخصت سے پہلے ہو گیا تو بیوی کے باپ کے ذمہ ہے۔ اگر رخصت کے بعد انتقال ہوا تو شوہر کے ذمہ۔ شوہر کے ہوتے ہوئے اس کے باپ بھائی سے جبراً کفن لینا ظلم ہے اور سخت منع۔ سنت یہ ہے کہ میت کے پڑوسی یا قرابت دار مسلمان صرف ایک دن یعنی دو وقت کھانا میت کے گھر بھیجیں اور وہ کھانا صرف ان لوگوں کے لیے ہو جو غم یا مشغولیت کی وجہ سے آج پکا نہ سکے۔ عام محلہ والوں اور برادری کو اس کھانے کا حق نہیں۔ ان کے لئے یہ کھانا سخت منع ہے۔ ہاں میت کے گھر جو مہمان باہر سے آئے ہیں ان کو اس کھانے سے کھانا جائز ہے۔ ایک دن سے زیادہ کھانا بھیجنا منع ہے۔ میت والوں کے گھر تیجہ اور چالیسواں کی روٹی کرانا اور اس سے برادری کی روٹی لینا حرام و مکروہ تحریمی ہے۔ لٰہذا یہ مروجہ تیجہ، دسواں، چالیسواں، چھ ماہی، برسی کی برادری کی دعوتیں کھلانے والے اور کھانے والے دونوں گنہگار ہیں یہ کھانا صرف غریبوں فقیروں کا حق ہے کیونکہ یہ صدقہ و خیرات ہے اور اگر میت کا کوئی وارث بچہ ہے یا سفر میں ہے تو بغیر تقسیم کئے ہوئے اس کا مال خیرات کرنا بھی حرام ہے کہ نہ یہ فقیروں کو جائز اور نہ مالداروں کو، لٰہذا یا تو کوئی وارث خاص اپنے مال سے یہ خیرات کرے یا پہلے میت کا مال تقسیم کر لیں۔ پھر نابالغ اور غائب کا حصہ نکال کر حاضر بالغ وارث اپنے حصہ سے کریں۔

ان دعوتوں کا یہ شرعی حکم تھا۔ اب دنیاوی حالت پر نظر کرو تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ان تیجہ چالیسواں اور برسی کی رسموں نے کتنے مسلمانوں کے گھر تباہ کر دیئے میرے سامنے بہت سی ایسی مثالیں ہیں کہ مسلمانوں کی دکانیں جائیدادیں اور مکانات چالیسواں اور تیجہ کھا گیا۔ آج وہ ٹھوکریں کھاتے پھر رہے ہیں ۔ ایک صاحب نے باپ کے چالیسویں کے لیے ایک بنیے (کراڑ) سے چار سو روپے قرض لیے تھے۔ ستائیس سو روپیہ ادا کر چکے مگر قرض ختم نہیں ہوا۔ پھر لطف یہ ہے کہ اس تیجے اور چالیسویں کی رسموں سے صرف ایک ہی گھر تباہ نہیں ہوتا بلکہ دلہن کے میکے والے بھی ساتھ تباہ ہوتے ہیں۔ یعنی

ہم تو ڈوبے ہی صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے

کیونکہ قاعدہ یہ ہوتا ہے اگر تیجہ میت والا کرے تو چالیسویں کی روٹی اس کے سمدھیانے والے کریں، میرے اس کلام کا تجربہ ان کو خوب ہوا ہوگا کہ جن کو کبھی ان رسموں سے واسطہ پڑا ہو۔ دیکھا گیا ہے کہ میت کا دم نکلا اور محلہ والی عورتوں مردوں نے گھر گھیر لیا اور اول تو پان دان کے ٹکڑے اڑا دیئے۔ اب سب لوگ جمع ہیں۔ کھانا آنے کا انتظار ہے۔ بے چارہ میت والا مصیبت کا مارا اپنا غم بھول جاتا ہے یہ فکر پڑ جاتی ہے کہ اس میلے کا پیٹ کس طرح بھروں۔ پھر جب تک اس بیچارے کا دیوالیہ نہیں نکل جاتا یہ میلہ نہیں ہٹتا۔ لہٰذا اے مسلمانوں! ان ناجائز اور خراب رسموں کو بالکل بند کر دو۔

موت کے بعد کی اسلامی رسمیں

کفن دفن کا سارا خرچہ یا تو خود میت کے مال سے ہو اور اگر کسی کی بیوی یا بچہ مرا ہے تو شوہر یا باپ کے مال سے ہو میکہ سے ہرگز ہرگز نہ لیا جائے۔ میت کے مال سے کریں۔ ان دعوتوں کا یہ شرعی حکم ہے۔ کسی سے ہرگز ہرگز نہ لیا جائے۔ میت والوں کے گھر پڑوسی یا قرابت دار، صرف ایک دن کھانا لے جائیں اور وہ بھی اتنا، جتنا کہ خالص گھر والوں یا ان کے پردیسی مہمانوں کو کافی ہو۔ اور اس میں سنت کی نیت کریں نہ کہ دنیاوی بدلہ اور نام ونمود کی۔ اگر تین روز تک تعزیت کے لئے میت والے مرد کسی جگہ بیٹھیں تو کوئی حرج نہیں مگر اس میں حقہ کا دور بالکل نہ ہو بلکہ آنے والے فاتحہ پڑھتے آئیں اور صبر کی ہدایت کرتے جائیں۔ تین دن کے بعد تعزیت کے لیے کوئی نہ بیٹھے اور نہ کوئی آئے ہاں جو پردیسی قرابت دار سفر سے آئے تو جب بھی پہنچے میت والوں کی تعزیت کرے یعنی پرسادے۔ عورتیں جب کسی کے گھر پر سادینے آتی ہیں تو خواہ مخواہ میت والوں سے مل کر روتی ہیں۔ چاہے آنسو نہ آئیں، مل کر آواز نکالنا ضروری ہوتا ہے۔ یہ بالکل غلط طریقہ ہے۔ ان کو صبر کی تلقین کرو اور دسواں اور چالیسواں اور برسی وغیرہ ضرور کرنا چاہیے مگر اس میں دو باتوں کا خیال ضرور رہے۔ ایک تو یہ کہ جہاں تک ہو سکے میت کے مال سے نہ کریں۔ اگر کوئی وارث بچہ ہے۔ تب اس کے حق سے یہ خیرات کرنا حرام ہے۔ لہٰذا کوئی قرابت دار کھانا پینا وغیرہ اپنے مال سے کرے اور دوسرے یہ کہ کھانا صرف فقراء اور غرباء کو کھلایا جائے۔ علم برادری کی روٹی ہرگز ہرگز نہ کی جائے۔ اور فقراء پر اس قدر خرچ کیا جائے جتنی حیثیت ہو قرض لے کر توجج اور زکوٰۃ دینا بھی جائز نہیں۔ یہ

صدقہ وغیرہ سے بڑھ کر نہیں۔ اس کی پوری تحقیق کے لیے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی کتاب جَلِیُّ الصَّوْتِ لِنَهْیِ الدَّعْوَةِ عَنْ اَهْلِ الْمَوْتِ دیکھو بلکہ دیکھنے والوں سے ہم کو معلوم ہوا ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب کسی کے یہاں پرسا دینے جاتے تو اس کے گھر حقہ ،پانی بھی استعمال نہ کرتے تھے۔ کسی نے عرض کیا کہ حضرت یہ تو دعوت نہیں فقط ایک تواضع ہے یہ کیوں نہیں استعمال فرماتے ؟تو فرمایا کہ زکام کو روکو تاکہ بخار سے امن رہے۔

ہماری اس گزارش کا مقصد یہ نہیں کہ تیجہ ، دسواں، چالیسواں وغیرہ نہ کرو۔ یہ تو دیو بندی یا وہابی کہے گا۔ مقصد یہ ہے کہ اس کو اولیاء کے نام ونمود کے لئے نہ کرو بلکہ ناجائز اور فضول رسموں کو اس سے نکال دو۔ حق تعالیٰ توفیق عطا فرمادے۔ آمین

میراث

اسلامی قانون میں مسلمانوں کی ساری اولا دیعنی لڑکے لڑکیاں اپنے ماں باپ کے مرنے کے بعد اس کے مال سے میراث لیتے ہیں۔ لڑکے کو لڑکی سے دوگنا حصہ ملتا ہے مگر ہندوؤں آریوں کے دھرم میں لڑکی باپ کے مال سے محروم ہوتی ہے۔ اور سب مال لڑکا ہی لیتا ہے یہ صاف ظلم ہے۔ جب دونوں ایک ہی باپ کی اولاد ہیں تو ایک کو میراث دینا اور ایک کو نہ دینا اس کے کیا معنی ؟ لیکن کاٹھیاواڑ اور پنجاب کے مسلمانوں نے اپنے لیے یہ ہندوانی قانون قبول کیا ہے۔ اور حکومت کو لکھ کر دے دیا ہے کہ ہم کو ہندوانی قانون منظور ہے جس کے معنی یہ ہوئے کہ ہم زندگی میں تو مسلمان ہیں اور مرنے کے بعد نعوذ باللہ ہندو۔ یادرکھو قیامت میں اس کا جواب دینا پڑے گا۔

اگر اسلام کے اس قانون سے ناراضی ہے تو کفر ہے اور اگر اس کو حق جان کر اس پر عمل نہ کیا تو حق تلفی اور ظلم ہے۔ لڑکے تم کو کیا بخش دیتے ہیں اور لڑکیاں کیا چھین لیتی ہیں ؟ جب تم مر ہی گئے تو اب تمہارا مال کوئی بھی لے تم کو کیا؟ تم بیٹے کی محبت میں اپنی آخرت کیوں تباہ کرتے ہو؟ تمہارا یہ خیال بھی غلط ہے کہ لڑکی تمہارا مال برباد کر دے گی۔ ہم نے تو یہ دیکھا ہے کہ اپنے باپ کی چیز کا درد جتنا لڑکی کو ہوتا ہے اتنا لڑکے کو نہیں ہوتا۔ ایک جگہ لڑکوں نے اپنے باپ کا مکان فروخت کیا لڑکے تو خوشی سے فروخت کر رہے تھے مگر لڑکی بہت روتی چلاتی تھی کہ یہ میرے مَرے باپ کی نشانی ہے۔ اس کو دیکھ کر اپنے باپ کو یاد کر لیتی ہوں میں اپنا حصہ فروخت نہ کروں گی۔ اس کے رونے سے دیکھنے والے بھی رونے لگے اور بڑھاپے میں جتنی ماں باپ کی خدمت لڑکی کرتی ہے اتنی خدمت لڑکا نہیں کرتا۔ پھر اس غریب کو کیوں محروم کرتے ہو؟ لڑکے تو مرنے کے بعد قبر پر فاتحہ کو بھی نہیں آتے لہٰذا ضروری ہے کہ لڑکی اور لڑکے کو پورا حصہ دو۔ کاٹھیاواڑ میں ایک قوم ہے جو آغاخوانی خوجہ۔ اگر ان کے دو بیٹے ہوں تو ایک کا نام قاسم بھائی اور دوسرے کا نام رام لعل یا مول جی اور کہتے ہیں کہ اگر قیامت کے دن مسلمانوں کی بخشش ہوئی تو قاسم بھائی بخشوا لے گا اور اگر ہندوؤں کی نجات ہوئی تو رام لعل ہاتھ پکڑے گا۔ کیا یہ ہی ہم نے بھی سمجھ رکھا ہے کہ زندگی میں اسلامی کام کریں اور میراث میں ہندوؤں کے قانون اختیار کریں تاکہ دونوں قومیں خوش رہیں؟

اگر مسلمانوں کو یہی فکر ہے کہ ہماری اولاد ہمارا مال برباد کر دے گی تو چاہیے کہ اپنی جائیداد مکانات دوکانیں وغیرہ اپنی اولاد پر وقف کریں۔ اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ ہمارے بعد

ہماری اولاد ہماری جائیداد اور مکانات سے ہر طرح نفع اٹھائے اوراس میں رہے۔ اس کا کرایہ کھائے اور حصہ رسد کرایہ کو آپس میں تقسیم کرے مگر اس کو رہن (گروی) نہ کرسکے۔ اس کو بیچ نہ سکے۔ اس سے ان شاء اللہ عزوجل! تمہاری جائیداد اور مکانات محفوظ ہو جائیں گے کسی کے ہاتھ فروخت نہ ہو سکیں گے اور تم گناہ سے بھی بچ جاؤ گے۔ اگر مسلمان اس قانون پر عمل کرتے تو آج ان کی جائیدادیں، ہندوؤں کے پاس نہ پہنچ جاتیں۔ وقف علی الاولاد کرنے کا طریقہ کسی عالم سے پوچھ لینا چاہیے۔

موت کے وقت سورۂ اخلاص پڑھنے کی فضیلت

حضرتِ سیِّدُنا یزید بن عبداللہ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جس شخص نے مرض الموت میں سورۂ اخلاص کی تلاوت کی وہ قبر کے فتنہ سے محفوظ اور قبر کے دبانے سے امن میں رہے گا۔ نیز قیامت کے دن فرشتے اسے اپنے پروں پر اٹھا کر پل صراط عبور کروا کر جنت کی طرف جائیں گے۔“ (المعجم الاوسط، الحدیث: ۵۷۸۵، ج۴، ص۲۲۲)

مصنف کی دیگر کتب کا تعارف

(1)---مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِکَ

غفلت اڑا کر فکرِ آخرت پیدا کرنے والے واقیات کا مجموعہ بنام"ما فعل اللہ بک"یہ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے منفرد ہے کیونکہ اس کتاب میں ان واقعات کو جمع کیا گیا ہے جن میں خواب دیکھنے والا مرنے والے سے مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِكَ(یعنی اللہ پاک نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟)کے ذریعہ سوال کرکے مرنے کے بعد پیش آنے والے معاملات دریافت کرتا ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...اولیاء اپنے پیروکاروں کی شفاعت کریں گے
☆...دنیا میں سب سے زیادہ رونے والے حضرات
☆...ایک رقت انگیز رخصتی
☆...چالیس سال تک گناہ نہیں کیا
☆...شہوت پرستی کے مختلف انداز
☆...لوگوں کی چار اقسام
☆...دنیا کی چھ چیزیں اور ان کی حقیقت
☆...سفید بالوں کی فضیلت
☆...ناپ تول میں کمی کا وبال
☆...حوریں پانے کا عمل
☆...قربِ الٰہی پانے کا طریقہ
☆...رسول اللہ ﷺ پھلوں کو چوما کرتے تھے

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(2)---میری سنّت میری امّت

ان احادیث کا مجموعہ جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی سنت اور اپنی امت کا تذکرۂ دلنواز فرمایا ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...میری سنت کو زندہ کرنے کا مطلب
☆...میری سنت میں سے یہ چیزیں ہیں

☆...میری سنت سے جس نے محبت کی
☆ ...میری سنت میں جس کا سکون ہو
☆...میری امت کا سلام
☆...میری امت میں ایسا شخص پیدا فرمایا
☆...میری امت کے لئے امان ہیں
☆...میری امت کی گوشہ نشینی
☆...پچھلی امتوں کی بیماریاں

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(3)---کیا حال ہے؟

دلچسپ و عبرت ناک واقعات کا مجموعہ بنام "کیا حال ہے؟

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... پہلا باب : کیا حال ہے
☆...دوسرا باب: صبح کس حال میں کی
☆... تیسرا باب: آپ کیسے ہیں؟
☆...چوتھا باب: کیسے ہو؟

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(4)---موت کے وقت

مرنے والے کو موت کے وقت پیش آنے والے دردناک و عبرت ناک معاملات پر مشتمل واقعات کا مجموعہ ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...موت کے وقت
☆...موت کا وقت
☆...نزع کا عالم
☆...نزع کے عالم
☆...وصال کا وقت
☆...وصال کے وقت
☆...وفات کا وقت
☆...وفات کے وقت
☆...انتقال کا وقت

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(5)۔۔۔عقائد کی حکمتیں

اس کتاب میں عقائدِ اہلسنت کی عقلی اور نقلی دلائل کے ساتھ ساتھ اچھوتے انداز میں حکمتیں بھی بیان کی گئی ہیں۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... حکمت کیا ہے
☆... حکمت کہاں اور کیسے ملتی ہے
☆اللہ پاک کا ہونا کیوں ضروری ہے ؟...
☆... اللہ پاک کا اولاد سے پاک ہونے کی حکمتیں
☆... اللہ کو اللہ کہنے کی حکمتیں
☆... کیا اللہ پاک سوتا بھی ہے ؟
☆... اللہ کا مکان سے پاک ہونے کی حکمتیں
☆... اللہ پاک کے کل کتنے نام ہیں ؟

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(6)۔۔۔پانچ نمازوں کی حکمت

اس کتاب میں نماز اور ارکانِ نماز کی عقلی دلائل کے ساتھ ساتھ اچھوتے انداز میں حکمتیں بھی بیان کی گئی ہیں۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... قرآن میں لفظِ صلوۃ کتنی بار آیا؟
☆... نماز کے اعظم الفرائض ہونے کی چھ حکمت
☆... نماز کو صلوۃ کہنے کی چار حکمت
☆... نماز کے افضل العبادات ہونے کی پانچ حکمت
☆... نماز کی برکات
☆... پانچ نمازوں کے فرض ہونے کی سات حکمت
☆... انسانی زندگی کی پانچ حالت
☆... سورج کی پانچ حالت
☆... نماز کے شرائط و فرائض کی حکمتیں
☆... قبلہ مقرر کرنے کی چار حکمت
☆... کعبہ کو قبلہ مقرر کرنے کی نو حکمت
☆... نمازوں کی رکعتوں کے مختلف ہونے کی حکمتیں
☆... احکامِ الٰہی کے مختلف ہونے کی حکمت
☆... پانچ نمازوں کے ناموں کی حکمت

☆...فرضوں کے ساتھ سنن کی حکمت ☆...اعمالِ نماز کا شرعی جائزہ

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(7)---قرآنی سورتوں کے مضامین

قرآنِ عظیم کی (۱۱۴) سورتوں کے متعلق اجمالی دلچسپ معلومات پر مشتمل یہ کتاب ہے جو اپنے اعتبار سے بہت علمی کتاب ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...سورت کا مقامِ نزول ☆...آیات، کلمات اور حروف کی تعداد

☆...سورت کا نام رکھے جانے کی وجہ ☆...سورت کے فضائل

☆...سورت کے مضامین ☆...پچھلی سورت کے ساتھ مناسبت

☆...اور رنگ برنگے مدنی پھول

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(8)---سب سے پہلے سب سے آخر

دلچسپ معلومات کا ایک اچھوتا انداز "سب سے پہلے فلاں کام کس نے کیا" پر مشتمل کتاب ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...سب سے پہلے کس نے منبر پر خطبہ پڑھا؟☆...سب سے پہلے کس نے راہِ خدا میں جہاد کیا؟

☆...سب سے پہلے کس نے ثرید تیار کیا؟ ☆...سب سے پہلے ترازو کس نے بنایا؟

☆...سب سے پہلے کس نے ہتھیار بنائے؟ ☆...سب سے پہلے "اَمَّا بَعْدُ" کس نے کہا؟

☆...سب سے پہلے اسلام میں مسجد کس نے بنائی؟☆...سب سے پہلے اسلام میں سولی کس کو دی گئی؟

☆...سب سے پہلے اسلام میں خطبہ کون سا پڑھا گیا؟☆...سب سے پہلے کس نے تاج شاہی سر پر رکھا؟

☆راہب کے ۶۲ سوالات اور ابویزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے جوابات☆

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(9)---جانشینِ انبیاء کا تعارف

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(10)---قصور کس کا ہے؟

کئی لڑکیاں پیدا ہونے کے بعد لوگ کہتے ہیں "اس عورت کو طلاق دے دو" آخر لڑکیوں کی پیدائش میں قصور کس کا ہے؟ مرد کا، یا عورت کا، اس کتاب میں اور اسلام اور سائنس کی روشنی میں بڑے اچھے انداز میں بیان کیا گیا ہے مزید دلچسپ سوالات و جوابات بھی ہیں۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...زمانۂ جاہلیت کی کچھ یادیں ☆...پانچ لرزہ خیز واردات

☆...بیٹیوں کے فضائل ☆...سائنس کیا کہتی ہے؟

☆...دلچسپ سوالات و جوابات ☆...عِلْمُ الْجَنِیْن کیا ہے؟

☆...بچے کی پیدائش کا سبب کیا ہے؟ ☆...بچے کی پیدائش کا مرحلہ

☆...بے اولادی کے 4 روحانی علاج ☆...اولادِ نرینہ کے روحانی علاج

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(11)---نصابِ مسائلِ نماز

امامت ٹیسٹ کی تیاری کرنے کے لئے بہترین کتاب جس میں نماز کے بنیادی مسائل بیان کئے گئے ہیں۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...اپنی ضرورت کا علم سیکھنا فرض ہے! ☆...حصولِ علم کے ذرائع ☆...چندے کے مسائل

☆...شرائطِ نماز ☆...فرائضِ نماز ☆...واجباتِ نماز

☆...مفسداتِ نماز ☆...مکروہاتِ نماز ☆...مسائلِ سجدۂ سہو

☆...امامت کی شرائط ☆...اقتداء کی شرائط ☆...مسائلِ نمازِ جمعہ

☆...مسائلِ نمازِ عیدین ☆...مسائلِ معذورِ شرعی ☆...جماعت کا ایک اہم مسئلہ

☆...مسائلِ شرعی مسافر ☆...مسائلِ نمازِ جنازہ ☆...مسائلِ سجدۂ تلاوت

☆...مسائلِ اذان واقامت ☆...مسائلِ لقمہ ☆...چاند کب نکلے گا؟

مرتب: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(12)...خطباتِ مصطفائی وخطباتِ شفیقی حصہ اوّل

اصلاحی وتبلیغی خطبات کا ایک منفرد ومقبول گلدستہ جس میں ۶ بیان پیر ثاقب رضا مصطفائی اور ۶ بیان مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری کے شامل ہیں۔

آپ اس کتاب میں ان عنوان پر خطاب ملاحظہ فرمائیں گے:

	خطباتِ مصطفائی		خطباتِ شفیقی
1	عظمتِ رسالتِ مآب ﷺ	1	محمد ﷺ اللہ کے مظہر ہیں
2	ذکر کی فضیلت اور اس کے اثرات	2	جمیع عالم برائے مصطفی ﷺ
3	ولی کی پہچان	3	امت کا معنی اور اس کا مفہوم
4	سنّت اور بدعت	4	امت محمدیہ کی عمر کم کیوں رکھی گئی
5	نورِ حسّی اور نورِ معنوی	5	اعلی حضرت کا عشق رسول ﷺ

6	تفسیر سورۂ تکاثر	6	تفسیر سورۂ کوثر: محبوب ہم نے تم کو سب کچھ دیا

خطیبِ اوّل: **مبلغ اسلام پیرزادہ محمد رضا ثاقب مصطفائی**

خطیبِ ثانی و مرتب: **مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری**

(13)۔۔۔خطباتِ مصطفائی و خطباتِ شفیقی حصہ دوم

اصلاحی و تبلیغی خطبات کا ایک منفرد و مقبول گلدستہ جس میں ۶ بیان پیر ثاقب رضا مصطفائی اور ۶ بیان مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری کے شامل ہیں۔

آپ اس کتاب میں ان عنوان پر خطابات ملاحظہ فرمائیں گے:

	خطباتِ مصطفائی		خطباتِ شفیقی
7	حب رسول ﷺ اور اس کے تقاضے	7	شانِ مصطفی ﷺ
8	منی سے کربلا تک	8	مصطفی ﷺ دنیا کی جان ہیں
9	آؤ در تواب پے روتے ہوئے آؤ	9	اللہ عزوجل سے محبت کیجئے
10	اہلِ تقوی اور جنت	10	ماں باپ کے حقوق
11	فلسفۂ رمضان	11	اعلی حضرت رضی اللہ عنہ کا چرچا رہے گا
12	تفسیر سورۂ بلد	12	تفسیر سورۂ عصر، قیامت کا بیان

خطیبِ اوّل: **مبلغ اسلام پیرزادہ محمد رضا ثاقب مصطفائی**

خطیبِ ثانی و مرتب: **مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری**

(14)...خطباتِ مصطفائی وخطباتِ شفیقی حصہ سوم

اصلاحی و تبلیغی خطبات کا ایک منفرد و مقبول گلدستہ جس میں ٦ بیان پیر ثاقب رضا مصطفائی اور ٦ بیان مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتچپوری کے شامل ہیں۔

آپ اس کتاب میں ان عنوان پر خطابات ملاحظہ فرمائیں گے:

	خطباتِ مصطفائی		خطباتِ شفیقی
13	اثبات وجودِ باری تعالی	13	حدیث کی اہمیت
14	نفس اور شیطان	14	نسبت کا بیان
15	اسلام میں احترام آدمیت	15	سرکار ﷺ آ گئے
16	ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے	16	اللہ عزوجل کے نام پر مانگنا
17	مقصدِ حج	17	آؤ توبہ کریں
18	تفسیر سورۂ مائدہ	18	تفسیر سورۂ ملک، موت وحیات

خطیبِ اوّل: **مبلغ اسلام پیرزادہ محمد رضا ثاقب مصطفائی**

خطیبِ ثانی و مرتب: **مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتچپوری**

(15)...تدریس کے 26 طریقے

جدید دور میں جدید و قدیم تدریس کے طریقوں کا مجموعہ بنام ''تدریس کے 26 طریقے'' اس کتاب میں تدریس کے طریقوں کے ساتھ ساتھ اپنی تدریس کو بہتر اور مقبولِ عام بنانے کے فارمولے بھی بیان کئے گئے ہیں۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... تدریس کے نکات

☆... تدریس کے ٢٦ طریقے

☆... درجے کی ترقی کے فارمولے ☆... طلبا کے درمیان کئے جانے والے بیان

☆... انوکھی باتیں ☆... انوکھے سوالات

☆... انوکھی حکایات ☆... انوکھی حکمتیں

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(16)---رفیق التدریس

استاد کو تدریس کے اعلی منصب کی جانب لے جانے والی ایک نمایاں تحریر جس میں تدریس میں نکھار پیدا کرنے والی چیزوں کو بیان کیا گیا ہے۔

اس کتاب میں چھ ابواب ہیں جو درج ذیل ہیں:

☆... **پہلا باب:** 63 انوکھی معلومات ☆... **دوسرا باب:** 63 انوکھے سوالات

☆... **تیسرا باب:** 63 انوکھے چٹکلے ☆... **چوتھا باب:** 63 انوکھی پہیلیاں

☆... **پانچواں باب:** 63 انوکھی حکمتیں ☆... **چھٹا باب:** 63 انوکھی حکایات

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(17)---تاریخ ساز شخصیت بننے کے فارمولے

تاریخ ساز شخصیت بننے کی ایک رہنما کتاب

آپ اس باب میں ملاحظہ فرمائیں گے:

☆... شخصیت کسے کہتے ہیں؟ ☆... تاریخ ساز شخصیت کی خصوصیات

☆... شخصیت کی تعمیر ایسے کریں ☆... تاریخ ساز شخصیت بننے کا پہلا فارمولہ

☆... تاریخ ساز شخصیت بننے کا دوسرا فارمولہ ☆... دنیا بھر میں اسلام کیسے پہنچا؟

☆... تاریخ ساز شخصیت بننے کا دوسرا فارمولہ ☆... تاریخ ساز شخصیت بننے کا تیسرا فارمولہ

☆... ادارے قائم کرنے کے 7 فامولے ☆... تاریخ ساز شخصیت بننے کا چوتھا فارمولہ

☆... تمام عورتوں تک پیغام پہنچانے کا فارمولہ ☆... تاریخ ساز شخصیت کی خوبیاں

☆... تاریخ ساز شخصیت بننے کا پانچواں فارمولہ ☆... دوسروں کو بلند کرنا خود کی بلندی ہے

☆... تاریخ ساز شخصیت بننے کا چھٹا فارمولہ ☆... ایک بادشاہ اور چار آدمی

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(18)---فیضانِ قرآن کورس

90 دن میں صرف 30 منٹ کی کلاس میں قرآن، اذکارِ نماز، دعا، سنتیں اور آداب سیکھنے کا منفرد کورس

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... فیضانِ قرآن کورس کے فوائد ☆... فیضانِ قرآن کورس کے جدول چلانے کی رہنمائی

☆... مدنی قاعدہ کے 22 اسباق ☆...22 کاموں کی سنتیں اور آداب

☆...23 دعائیں ☆...10 قرآنی سورتوں کا حفظ و مشق

☆... اذکارِ نماز کا حفظ و مشق ☆...5 کلمے، ایمانِ مجمل و ایمانِ مفصل کا حفظ و مشق

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(19)---فیضانِ شریعت کورس

صرف 30 منٹ کی کلاس میں عقائد، عبادات، معاملات، منجیات، مہلکات اور رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کے متعلق بہت کچھ سیکھنے کا منفرد کورس

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... فیضانِ شریعت کورس کے فوائد

☆... فیضانِ شریعت کورس کے جدول چلانے کا طریقہ کار

پہلا باب ☆... عقائد کے 19 بیانات — **دوسرا باب** ☆... عبادات کے 19 بیانات

تیسرا باب ☆... معاملات کے 19 بیانات — **چوتھا باب** ☆... مُنْجِیات کے 19 بیانات

پانچواں باب ☆... مُہْلِکات کے 19 بیانات — **چھٹا باب** ☆... سنتیں اور آداب

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(20)---آسان فرض علوم

فرض علوم پر مشتمل جدید انداز کی آسان ترین کتاب جس میں عقائدِ اہلسنت کو عقلی اور نقلی دلائل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور مسائل کو نہایت آسان کر کے عوام کے پڑھنے کے قابل بنایا گیا ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... کتاب العقائد — ☆... تہتر فرقوں کا بیان — ☆... کتاب الطہارۃ

☆... کتاب الصلوۃ — ☆... کتاب الجنائز — ☆... کتاب الصوم

☆... کتاب الزکوۃ — ☆... کتاب الحج — ☆... کتاب النکاح

☆... کتاب الطلاق — ☆... کتاب الاضحیہ — ☆... کتاب القسم

☆... کتاب الحدود — ☆... حلال طریقے سے کمانے کا بیان

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(21)---آسان خطباتِ محرم

ماہِ محرم میں کی جانے والی تقریروں کا آسان اور دلچسپ معلوماتی گلدستہ بنام

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

1☆...دین اسلام کی خوبیاں
2☆...سیرتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و الہ و سلم
3☆...صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
4☆...حضرتِ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
5☆...حضرتِ عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ
6☆...حضرتِ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ
7☆...حضرتِ مولی علی رضی اللہ عنہ
8☆...حضرتِ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا
9☆...حضرتِ امامِ حسن رضی اللہ عنہ
10☆...حضرتِ امامِ حسین رضی اللہ عنہ
11☆...شہادتِ امامِ حسین رضی اللہ عنہ
12☆...یزید اور یزیدیوں کا انجام
13☆...دسویں محرم الحرام کے فضائل

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(22)---تنظیمی نصاب وبیانات

مجلس امامت کورس میں داخلِ نصاب کتاب بنام

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...12 دینی کاموں کی تفصیل
☆...سنتیں اور آداب
☆...انفرادی کوشش کی ترغیبات
☆...اجتماعِ پاک کی دعائیں

☆...فیضانِ تجوید کے اسباق ☆...امام کے ۳۰ مدنی پھول

☆...اذکارِ نماز ☆...درودِ تاج

☆...بیاناتِ عصر ☆...بیاناتِ مغرب

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(23)---اعلی حضرت کا چرچا رہے گا

اعلی حضرت کا تذکرۂ دل نواز قرآن، حدیث اور میٹھ کی روشنی میں خطباتِ شفیقی جلد دوم کا ایک

منفرد بیان بنام

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...درود شریف کی انوکھی فضیلت ☆...اولیاء اللہ کے تذکرے کیوں باقی رہتے ہیں؟

☆...بادشاہوں کے مقبروں کا حال ☆...اولیاء کے مزاروں کا حال

☆...تذکرے باقی رہنے کے چند اسباب ☆...اولیائے کرام کے تذکرے زمین و آسمان میں

☆...فنا ہو کر 9 کا عدد بن جاتا ہے ☆...اس لیے مخلوق اولیاء کا عرس مناتی ہے

☆...اولیاء پر رب نوازشات ☆...9 کے عدد کی چار عجیب باتیں

☆...اعلی حضرت کے پاس سب کچھ ہے ☆...بارگاہِ مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے مشین عطا ہوئی

☆...اعلی حضرت کے سونے کا منفرد انداز ☆...اعلی حضرت کے فنا فی الرسول ہونے کی دلیل

☆...ہر وقت نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ثنا ☆...دورانِ میلاد بیٹھنے کا انداز

☆...تعارفِ اعلی حضرت ☆...منقبتِ اعلی حضرت

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(24)---آسان حنفی نماز

आम मुसलमान के लिये नमाज़ और उस के ज़रूरी अहकाम सीखने के लिये बेहतिरीन किताब बनाम

आसान हनफ़ी नमाज़

नमाज़ पढ़ने का आसान तरीक़ा

सवालन जवाबन

आप इस किताब में पढ़ सकेगें

दीनी इल्म सीखने की फ़ज़ीलत
मस्जिद के मसाइल
वुज़ू के मसाइल
गुस्ल के मसाइल
तयम्मुम के मसाइल
नजासतों के मसाइल
कपड़े पाक करने के तरीक़े
नमाज़ के मसाइल
सज्दए सहव के मसाइल
इमामत के मसाइल
माज़ूरे शरई के मसाइल
जुमा के मसाइल
ईद के मसाइल
इक़्तिदा के मसाइल
मुसाफ़िर के मसाइल
नमाज़े जनाज़ा के मसाइल
अज़ानो इक़ामत के मसाइल
सज्दए तिलावत के मसाइल
नमाज़ में लुक़्मा के मसाइल

मुरत्तिब

मौलाना अबू शफ़ीअ मुहम्मद शफ़ीक़ ख़ान अत्तारी मदनी फ़तेहपुरी

मकतबा दारुस्सुन्ना दिल्ली

(25)---**عیدِ میلاد النبی کیوں اور کیسے؟**

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(26)۔۔۔محمد اور احمد کے اسرار

اللہ پاک کے آخری نبی، محمدِ عربی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مبارک نام ''محمد'' اور ''احمد'' کی لاجواب تشریح پر مشتمل ''خطباتِ شفیقی'' حصہ اول کا ایک منفرد بیان بنام

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... درود شریف کی انوکھی فضیلت
☆... اللہ پاک کے تین ہزار نام
☆... حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ۱۴۰۰ نام
☆... محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اللہ کے مظہر ہیں
☆... اسمِ محمد اسمِ اللہ کا مظہر
☆... چار میں عجیب لطف ہے
☆... نقطہ عیب ہے
☆... مشدد حرف لانے کی حکمت
☆... صفاتِ محمد صفاتِ خدا کا مظہر
☆... افعالِ محمد افعالِ خدا کا مظہر
☆... ہر چیز میں محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا نور ہے
☆... خصائصِ مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کتنے ہیں؟
☆... حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے چار نام حمد سے مشتق ہیں
☆... احمد نام رکھنے کی وجہ

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(27)۔۔۔مدینہ جانا کیوں ضروری ہے؟

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(28)۔۔۔ایک سے دس تک

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(29)۔۔۔نکتے ہی نکتے

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(30)۔۔۔امّتِ محمدیہ کے سوالات اوران کے قرآنی جوابات

حضرتِ عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: امتِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے کم سوال کسی امت نے نہ کئے کہ امتِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے صرف ۱۴ سوالات کئے۔(التفسیر الکبیر جلد ۳ ص ۱۰۲)

اس کتاب میں ان سوالات کے جوابات کے ساتھ ساتھ مختصر تشریح بھی بیان کی گئی ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...امتِ محمدیہ کے ۱۴ سوالات ☆...انفال کا معنی

☆...چاند کے گھٹنے اور بڑھنے کی حکمت ☆...حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو روح کا علم حاصل ہے

☆...شراب حرام ہونے کا ۱۰ انداز میں بیان ☆...ذوالقرنین کے تین سفر

☆...جوئے کے دنیوی نقصانات ☆...سدِ سکندری کب ٹوٹے گی؟

☆...حَیض کی حکمت ☆...اہلِ ایمان کی شفاعت کی دلیل

☆...بندوک کی گولی سے شکار کرنے کا شرعی حکم ☆...شفاعت سے متعلق (۵) اَحادیث

☆...نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو قیامت قائم ہونے کے وقت کا علم دیا گیا ہے

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(31)۔۔۔کامیابی کے 10 اصول

مایوسی کا خاتمہ کرکے کامیابی کی جانب گامزن کرنے والے اصولوں کا مجموعہ بنام "کامیابی کے دس اصول" یہ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے منفرد ہے کیونکہ اس کتاب میں ان اصولوں کو جمع کیا گیا ہے جن سے مایوسی کا خاتمہ ہونے کے ساتھ ساتھ آگے بڑھ کر کچھ کر گزرنے کا جذبہ نو پیدا ہوتا ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... مثبت سوچ رکھنے والا ہو ☆... نظم وضبط کے ساتھ رہنے والا ہو

☆... لوگوں کے مزاج کو پرکھنے کی صلاحیت رکھنے والا ہو☆... اپنے کام کو شوق ولگن کے ساتھ کرنے والا ہوں

☆... ناکام لوگوں سے سبق حاصل کرنے والا ہو ☆... سخت محنت کرنے والا، اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے والا ہو

☆... کام کو بانٹنے والا ہو ☆... خدار اور متوکل ہو

☆... آخرت کی فکر کو مقدم رکھنے والا ہو ☆... ان سب کا سرچشمہ خوفِ خدا والا ہو

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(32)---درسِ تصوف

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(33)---علماء کو اتنی فضیلت کیوں ملی؟

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(34)---درود کی حکمتیں

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(35)---چاند کی گواہی

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(36)---شفیق المصباح شرح مراح الارواح

دعوتِ اسلامی کے جامعات المدینہ کے نصاب میں شامل علمِ صرف کی مشہور و معروف کتاب بنام "مراح الارواح" کی آسان اردو شرح ہے جس میں عربی عبارت پر اعراب واردو ترجمہ کے ساتھ ساتھ سوالاً جواباً تشریح پیش کی گئی ہے جو اپنے اعتبار سے بڑی مفید ودلچسپ کتاب ہے۔

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(37)۔۔۔شفیقیہ

اس کتاب میں شارح مسلم کی چالیس احادیث کا مجموعہ، مشہورِ زمانہ کتاب ''الاربعین النوویہ'' کا آسان اردو ترجمہ نیز راویوں کے حالات کے بھی بیان کیے گیے ہیں

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... مصنف کا تعارف ☆... مترجم کا تعارف ☆... عبارت مع اعراب

☆... سلیس اردو ترجمہ ☆... راویوں کے حالات

مصنف: شیخ الاسلام الحافظ الامام محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی (علیہ رحمۃ اللہ القوی)

مترجم: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(38)۔۔۔شفیق النحو لحل خلاصۃ النحو حصہ اول

دعوتِ اسلامی کے جامعات المدینہ کے درجۂ اولی کے نصاب میں شامل علمِ نحو کی مشہور و معروف کتاب بنام ''خلاصۃ النحو'' کی تمارین کو حل کیا گیا ہے۔

مرتب: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(39)۔۔۔شفیق النحو لحل خلاصۃ النحو حصہ دوم

دعوتِ اسلامی کے جامعات المدینہ کے درجۂ اولی کے نصاب میں شامل علمِ نحو کی مشہور و معروف کتاب بنام ''خلاصۃ النحو'' کی تمارین کو حل کیا گیا ہے۔

مرتب: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(40)۔۔۔نور المغیث شرح تیسیر مصطلح الحدیث

درسِ نظامی کے درجۂ سادسہ میں داخلِ نصاب اصولِ حدیث کی بہترین کتاب "تیسیر مصطلح الحدیث" کی اردو شرح بنام

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... مصنف کا تعارف ☆... شارح کا تعارف

☆... عربی عبارت مع اعراب ☆... عربی عبارت کا آسان اردو ترجمہ

☆... عربی عبارت کی شرح ☆... سوال وجواب

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(41)...القول الاظہر شرح الفقہ الاکبر

عقائد کے متعلق ۱۳۰۰ سال پرانی امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی اہم کتاب "الفقہ الاکبر" کی آسان اردو شرح ہے مزید باطل فرقوں کے مختصر تعارف وعقائد کا بھی بیان شامل ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... عقائد کے کتنے اور کون کون سے امام ہیں؟ ☆... اللہ پر ایمان لانے سے کیا مراد ہے؟

☆... واحد اور احد میں کیا فرق ہے؟ ☆... کیا اللہ عدد کے اعتبار سے ایک ہے؟

☆... کیا اللہ اپنی مخلوق کے مشابہ ہے؟ ☆... اللہ کی صفات ذاتی اور فعلی کیا ہیں؟

☆... حادث اور قدیم کا کیا معنی ہے؟ ☆... قرآن کے مخلوق ہونے، نہ ہونے کی بحث

☆... اللہ کی صفات قدیم کیسے ہیں؟ ☆... اہل سنت کی نشانی در زمانۂ امام اعظم

☆... کیا زمین گھومتی ہے؟ ☆... اللہ کا کسی کو گمراہ کرنے کے کیا معنی ہیں؟

☆... بندوں کے افعال کا خالق کون ہے؟ ☆... کیا گناہ بھی اللہ کے حکم سے ہوتے ہیں؟

☆... مرتکب کبیرہ کے بارے میں معرکۃ الآرا بحث ☆ کیا تمام قرآنی فضیلت میں برابر ہیں؟...

☆...۷۳ فرقوں کے بارے میں مختصر معلومات اور ان کے عقائد۔

☆...اگلے مہینے کا چاند کب نظر آئے گا معلوم کرنے کا فارمولا

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(42)۔۔۔شارق الفلاح شرح نور الایضاح

درسِ نظامی کے کورس میں داخلِ نصاب کتاب ''نور الایضاح'' کی آسان اردو شرح ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... مصنف کا تعارف ☆...شارح کا تعارف ☆... فقہی اصطلاحات

☆...بنیادی باتیں ☆...صاحبِ نور الایضاح کے غیر مفتی بہ اقوال

☆...عبارت مع اعراب ☆... سلیس اردو ترجمہ ☆...سوالاً جواباً عبارت کی شرح

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(43)۔۔۔عرفان الاثار شرح معانی الاثار

فقہ حنفی کی دلائل پر مشتمل احادیث کی مستند کتاب معانی الاثار کی اردو شرح ہے جو درسِ نظامی میں داخلِ نصاب ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... مصنف کا تعارف ☆...شارح کا تعارف

☆... متن مع اعراب ☆... متن کا سلیس اردو ترجمہ

☆... اختلافِ فقہائے کرام مع دلائل ☆...ترجیحاتِ مذہبِ احناف

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(44)۔۔۔عنایۃ الحکمت لحل بدایۃ الحکمت

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(45)---خليليه شرح مناظرة الرشيديه

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(46)---كلام الوقايه شرح شرح الوقايه

علمِ فقہ کی شاندار کتاب ''شرح الوقایہ'' کی اردو شرح بنام

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...عربی عبارت مع اعراب ☆...عربی عبارت کا اردو سلیس ترجمہ

☆...متن کی شرح ☆... مفتی بہ اقوال کی نشاندہی

☆...اختلافِ ائمہ ☆...ترجیحات احناف

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(47)---رحمة البارى شرح تفسير البيضاوى

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(48)---مختار التاويل شرح مدارك التنزيل

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(49)---الدلالة الشاهدة شرح البلاغة الواضحة

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(50)---المعتبر المعترف لحل المعتقد المنتقد

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(51)---سليم النظر شرح نزهة النظر

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(52)---شفیق النعمانی لحل شرح الجامی

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(53)---عطایۃ الحکمت شرح ھدایۃ الحکمت

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(54)---نحو کے دلچسپ سوالات

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(55)---صرف کے دلچسپ سوالات

علم صرف کی بہترین کتاب جس میں صرف کے قاعدوں کی علتیں اور افعال کے مختلف صیغوں کی وجہ وحکمت بیان کی گئی ہیں، مزید مراح الارواح کا متن مع اعراب وترجمہ بھی شامل کیا گیا ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...فعل ماضی کے ۱۴ صیغے ہی کیوں آتے ہیں؟ ☆...وزن کے لئے ''ف،ع،ل'' کو کیوں خاص کیا گیا؟

☆...فعل ماضی مبنی ہے حالانکہ اس کے آخر میں حرکت ہے؟ ☆...فعل مضارع معرب کیوں ہوتا ہے؟

☆...فعل مضارع بنانے کے لئے حروف اتین کا اضافہ کیوں کرتے ہیں؟ ☆...فعل امر کو مضارع سے ہی کیوں بناتے ہیں؟

☆...ثلاثی مجرد کے اسم فاعل میں الف کا اضافہ کیوں کرتے ہیں؟ ☆...اسم مفعول بنانے میں میم کا اضافہ کیوں کیا گیا؟

☆...صیغوں کی تعلیل کرنے کے آسان ۱۶ قاعدے ☆...نون تثنیہ اور تنوین میں فرق

☆...ان چیزوں کا بیان جن سے ثقل لازم آتا ہے ☆...ان چیزوں کا بیان جن سے خفت پیدا ہوتی ہے

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(56)---تسلیم التوقیت

یہ کتاب اپنی مثال آپ ہے کہ اس میں چار علوم کو یکجا کیا گیا ہے :(۱)۔ علمِ توقیت۔(۲)۔ علمِ فلکیات۔(۳)علمِ تقویم۔(۴)۔ علمِ طب۔ان چار علوم کے متعلق ایک اہم اور آسان تصنیف ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... علمِ توقیت ☆... علمِ فلکیات

☆... علمِ تقویم ☆... علمِ طب

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

مَنْ يُرِدِ اللهُ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے اسے دین میں سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔

شارق الفلاح

شرح نور الایضاح

سوالاً جواباً عبارت کی شرح

مصنف

شیخ ابو الاخلاص حسن بن عمار بن علی المصری الشرنبلالی الحنفی

(سالِ وفات ۱۰۶۹ھ رحمۃ اللہ علیہ)

شارح

مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری المدنی فتحپوری

جیلانی بکڈپو ۱۳۲۹، چوڑی والان جامع مسجد دہلی

شارق الفلاح
شرح نور الایضاح
مصنف شیخ ابو الاخلاص حسن بن عمار بن علی المصری الشرنبلالی الحنفی
شارح مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری المدنی فتحپوری
جیلانی

ماہِ محرم میں کی جانے والی تقریروں کا آسان اور دلچسپ معلوماتی گلدستہ

آسان خُطباتِ مُحرّم

مصنف

مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

مکتبہ دارالسنہ ، دہلی

کئی لڑکیاں پیدا ہونے کے بعد لوگ کہتے ہیں "اس عورت کو طلاق دے دو"
آخر لڑکیوں کی پیدائش میں

قصور کس کا

مرد کا یا عورت کا
اسلام اور سائنس کی روشنی میں

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے:

- زمانۂ جاہلیت کی کچھ یادیں
- پانچ لرزہ خیز واردات
- بیٹیوں کے فضائل
- سائنس کیا کہتی ہے؟
- دلچسپ سوالات و جوابات
- عِلْمُ الْجَنِیْن کیا ہے؟
- بچے کی پیدائش کا سبب کیا ہے؟
- بچے کی پیدائش کا مرحلہ
- بے اولادی کے 4 روحانی علاج
- اولادِ نرینہ کے روحانی علاج

مصنف
مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

مَکْتَبَہ دَارُ السُّنَّہ، دِہلی

اصلاحی و تبلیغی خطبات کا ایک منفرد و مقبول گلدستہ

خطباتِ مصطفائی
و
خطباتِ شفیقی



حصہ اول

خطیبِ اول: مبلّغ اسلام پیرزادہ محمد رضا ثاقب مُصطفائی

خطیبِ ثانی و مرتب: مولانا محمد شفیق خاں عطّاری مدنی فتح پوری



مکتبہ دار السنہ، دہلی

امامت ٹیسٹ کی تیاری کرنے کے لئے بہترین کتاب بنام

نصابِ مسائلِ نماز

(سوالاً جواباً)

مرتب

مولانا ابوشفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری



آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے:

- اپنی ضرورت کا علم سیکھنا فرض ہے!
- حصولِ علم کے ذرائع
- چندے کے مسائل
- شرائطِ نماز
- فرائض نماز
- واجبات نماز
- مفسداتِ نماز
- مکروہاتِ نماز
- مسائلِ سجدۂ سہو
- امامت کی شرائط
- اقتداء کی شرائط
- مسائلِ نمازِ جمعہ
- مسائلِ نمازِ عیدین
- مسائلِ معذورِ شرعی
- جماعت کا ایک اہم مسئلہ
- مسائلِ شرعی مسافر
- مسائلِ نمازِ جنازہ
- مسائلِ سجدۂ تلاوت
- مسائلِ اذان واقامت
- مسائلِ لقمہ
- چاند کب نکلے گا؟



مکتبہ دار السنہ، دہلی

استاد کو تدریس کے اعلیٰ منصب کی جانب لے جانے والی ایک نمایاں تحریر
جس میں تدریس کے جدید دور میں جدید و قدیم طریقوں کے ساتھ ساتھ
تدریس میں نکھار پیدا کرنے والی چیزوں کو بھی بیان کیا گیا ہے۔

تدریس کے 26 طریقے

مصنف

مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

اس کتاب
میں چھ ابواب ہیں جو درج ذیل ہیں:

پہلا باب: تدریس کے نکات
دوسرا باب: تدریس کے 26 طریقے
تیسرا باب: درجے کی ترقی کے فارمولے
چوتھا باب: طلبہ کے درمیان کئے جانے والے 19 بیان
پانچواں باب: جسمانی و ذہنی نشو و نما کے فارمولے
چھٹا باب: تاریخ ساز شخصیت بننے کے فارمولے







مکتبہ دار السنہ، دہلی

یادداشت

ش		صفحه

یادداشت

ش		صفحہ

یادداشت

ش		صفحہ